اصحابؓ رسول ﷺ کی عزت وناموس کا ترجمان

سلسلہ وار

نظام خلافت راشدہ

خیرپور سندھ

دسمبر 2014ء بمطابق صفر المظفر ۱۴۳۶ھ شمارہ نمبر 12 جلد 5

کبھی لشکرِ کفر و باطل کے آگے
نہ سہمے نہ بھاگے نہ ہارے صحابہؓ
شریعت طریقت حقیقت ولایت
ہیں ہر فن کے جامع ہمارے صحابہؓ

سپاہ صحابہؓ پر پابندی کے خاتمے کے فیصلے کا خیر مقدم کرینگے

قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین

حالات و واقعات

صحابہ کرام

اعلیٰ تہذیب و تمدن کے شاہکار

علمائے دیوبند کا اتحاد

ریگل ہوٹل سے تمام جماعتوں کے اجلاس کی رپورٹ

مولانا ضیاء القاسمی

خطیب یورپ و ایشیاء

احوال زندگی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ ہجرتِ نبوی ﷺ

اہلسنت کے ساتھ ناانصافی کسی صورت برداشت نہیں کرینگے

جرنیل اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ

شیعہ سنی کشمکش کے اسباب و عوامل

مولانا ... راشدی مدظلہ کے قلم سے

شان صحابہ کرامؓ

محمدؐ قمر ہیں ستارے صحابہؓ
ہمیں جان و دل سے ہیں پیارے صحابہؓ
خدا کو ہیں محبوب ان کی ادائیں
خدا کو ہیں محبوب سارے صحابہؓ
کبھی لشکر کفر و باطل کے آگے
نہ سہمے نہ بھاگے نہ ہارے صحابہؓ
شریعت کی سب کرتے ہیں ترجمانی
ہیں سیرت کے دلکش شمارے صحابہؓ
شریعت، طریقت، حقیقت، ولایت
ہیں ہر فن کے جامع ہمارے صحابہؓ
برائے حصول رضائے الٰہی
پھرے ہر طرف مارے مارے صحابہؓ

سیدہ صفیہؓ

رئیسوں کے گھر میں تو پیدا ہوئی تھی
نہ شہرت نہ عزت نہ رزق کی کمی تھی
تو شہزادیوں کی طرح ہی پلی تھی
مگر تیری قسمت میں جنت لکھی تھی
نبیؐ کیلئے تو نے ماں باپ چھوڑے
محبت کے مضبوط ناتے بھی توڑے
نئی زندگی میں نئے رشتے جوڑے
ہواؤں کے رخ گویا خود تو نے موڑے
تیری ہر ادا پر نظر میں نبیؐ تھا
تیرے ہر چمن ہر شجر میں نبیؐ تھا
تیرے روز و شب میں سحر میں نبیؐ تھا
اے صفیہؓ! تیری سوچ کے ہر سفر میں نبیؐ تھا

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف اور
زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کرنے والی 1600 سے زائد اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

مناقب
مرادِ مصطفیٰ ﷺ

سٹاک میں دستیاب ہے

اسلامی تاریخ پر گہری نظر
رکھنے والے عظیم شاعر
حدید مرزا
مرحوم کے قلم سے

150 روپے

ناشر

اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان 0300-7916396/041-3420396

ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کا علمبردار

ماہنامہ نظامِ

خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی: علامہ علی شیر حیدری شہید

سرپرست اعلیٰ: قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ — صدر اہلسنت والجماعت پاکستان

نگران: مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہ — مرکزی سیکرٹری جنرل اہلسنت والجماعت پاکستان

دسمبر 2014ء — شمارہ نمبر 12 — جلد 5

بیاد

حضرت العلامہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ — امیر عزیمت

حضرت العلامہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ — امیر عزیمت اسلام

حضرت العلامہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ — جرنیل ناموس صحابہؓ

فہرست

- ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت 5
- ضرب حیدری 6
- تفسیر آیت مودۃ القربیٰ 7
- شیعہ سنی کشمکش 11
- صحابہ کرامؓ اعلیٰ تہذیب و تمدن کے شاہکار 15
- سیدہ صفیہؓ 18
- ہجرت نبی کریمؐ 19
- سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ 23
- مولانا ضیاء القاسمی شہیدؒ 25
- صحابہؓ کون تھے؟ 27
- 12 اماموں کے حیرت انگیز کمالات 29
- شہادت حسینؓ 31
- علماء دیوبند کا اتحاد 35
- صحابہ کرامؓ کے عاشق صادق کی رحلت 37
- شیعہ کا مکر و فریب 39
- غور و فکر کی دعوت 43
- گھر گھر مشن ہمارا 45
- بزم قارئین 46
- میری کہانی میری زبانی 47
- آپ کی مشکلات کا روحانی و طبی حل 50

چیف ایڈیٹر: انجینئر طاہر محمود

ایڈیٹر: محمد یونس قاسمی

مجلس مشاورت	مجلس ادارت
☆ سید غازی پریل شاہ (سندھ)	☆ سید محمد عاصم شاہ
☆ مولانا عطا محمد دیشانی (خیبر پختونخواہ)	☆ حاجی غلام مصطفےٰ بلوچ
☆ مولانا محمد اشرف طاہر (پنجاب)	☆ راؤ جاوید اقبال
☆ مولانا محمد رمضان مینگل (بلوچستان)	☆ غلام رسول
☆ مولانا تصدق حسین (آزاد کشمیر)	☆ مولانا عبدالحفیظ فاروقی
☆ مولانا شہزاد حیدری (گلگت)	☆ محمد معاویہ

فی شمارہ 40 روپے سالانہ 560 روپے

رابطہ کیلئے: صبح 9 تا شام 5 بجے

0306-7810468
0300-7916396
041-3420396

Khelafaterashida@yahoo.com ------- tahirsmi@gmail.com

پبلشر: نظامِ خلافت راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی عزوجل

ترجمہ..... "وہ (صحابہ) گھر میں صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت وہ اس دن سے جب دل (خوف و گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں اوپر کو (چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں تا کہ خدا ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے اور جس کو چاہتا ہے خدا بے شمار رزق دیتا ہے۔

فرمان رسول ﷺ

بحوالہ سہل بن مالک..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا

لوگو میرے دامادوں اور خسروں کے بارے میں میرا لحاظ کرنا ان میں سے کسی کی غلطی کا مواخذہ تم سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ چادر لے کی چیز نہیں۔ مسلمانوں (صحابہؓ) کی عزتوں پر حملہ کرنے سے اپنی زبانوں کو بچا رکھو۔ جب کوئی فوت ہو جائے تو بھلائی کے سوا اس میں کھود کرید مت کرو۔ (الریاض النضرہ ج اص ۱۱)

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

حضرت زین العابدینؒ کا فرمان ہے:

حضرت علی بن حسین (المعروف زین العابدین) کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا قرب حاصل تھا۔ آپ نے فرمایا! جو نزدیکی اور قرب ان کی قبروں کو حاصل ہے۔ بحالت حیات بھی ان کو یہی قرب نصیب تھا۔ (مسند احمد جلد ۴ ص ۷۷، تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۰۶) جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہؓ کے خلاف آپ کے سامنے تنقیص کے لیے زبان کھولتے تو آپ ان کو حکم فرما دیتے تھے۔

"ہمارے ہاں سے اٹھو اللہ تمہیں برکت نہ دے اور تمہارے گھر رحمت کے قریب نہ ہوں اور تم اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو! اٹھو! (البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ جلد ۹ ص ۱۰۷)

شیعوں کے معروف مجتہد علی بن عیسیٰ اربلی کی کتاب (۶۸۷ھ) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زین العابدینؒ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے اور شیخین کی تنقیص کرنے لگے (حضرت زین العابدین نے سن لیا پھر) ان سے سوال کیا کہ کیا تم مہاجرین و انصار میں سے ہو جو صادق و مخلص تھے اور اللہ کی رضا اور فضل کے طلب گار رہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان میں سے نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"تم نے ان دونوں فریقوں میں سے ہونے سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہو جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ (والذین جاء و من بعد ھم ۔ الآیۃ پ ۲۸ الحشر) جو لوگ بعد میں آئے۔ کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے سابق ایمان لانے والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے حق میں کھوٹ اور کینہ نہ ڈال دینا، سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے اہل ہو۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۶۷)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے یہ بھی سوچا کہ اکابرین کو انگریز کافر...... ہندو کافر...... مرزائی کافر کا نعرہ لگوانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ انہیں مسلمان سمجھتا ہی کون تھا؟ وہ تو مسلمہ کافر تھے ان سے تو صرف نفرت پیدا کرنی تھی۔ ان کے مظالم اور مسلمانوں کی حق تلفیاں گنوانی تھیں تا کہ ان کے خلاف تحریک منظم ہو سکے۔ نفرت کا لاوا بہہ سکے۔ لوگوں کا شعور اجاگر ہو سکے۔

میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ شیعہ صدیوں سے باوجود فتوے کفر کے تقیہ کے بل بوتے پر مسلمانوں کا حصہ بنے پڑے ہیں اور عوام کا ذہن تو انہیں کافر ماننے کے لیے آمادہ بھی نہیں۔ میرے لیے تو زمین ہموار نہیں ہے۔ مجھے اس لائن پر بھی کام کرنا ہے۔ انہیں کافر جتلانا، کافر لکھا ہوا پڑھ کر سنانا۔ سمجھانا اور باور کرنا ہے۔ اور دوسرا کام یہ بھی ساتھ ہی کرنا ہے کہ ان سے قوم کو مرزائیوں وغیرہ کی طرح متنفر بھی کرنا ہے تا کہ عوام صحابہ کرامؓ کے خلاف کھلے عام تبرا بازی۔ قرآن پاک کی توہین۔ متعہ بازی کو کفر سمجھنے لگ جائیں۔

(از کتاب: امیر عزیمت)

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا رحمۃ اللہ علیہ

دنیا بھر میں ہونے والی مسلم مجاہدین کی کارروائیاں حقیقت میں روس اور مغربی مظالم کا رد عمل ہیں۔ اسے دہشت گردی قرار دینا استعمال کی عادت بن چکا ہے۔ لیکن سب سے بڑی دہشت گردی کشمیری مظلوموں کے خلاف بھارت کی ہے۔ بوسنیائی مسلمانوں پر سربوں کی ہے۔ سوڈان کے اسلامی ملک پر امریکہ کے حواریوں کی ہے۔ اب جہاد کے فریضہ کو منظم انداز میں جاری رکھنا سواارب مسلم قوم کا فرض ہے ایک طرف ہمیں ظالم استعمال سے نبرد آزما ہونا ہے، دوسری طرف اسلامی قوتوں کو منظم کرنا ہے۔ ایک طرف جہادی تنظیموں کو جدید اسلحہ سے آراستہ کرنا ہے دوسری طرف دنیا بھر کی مظلوم مسلم اقلیتوں کو احساس تحفظ دلانا ہے۔ ایک طرف اپنے اپنے ملکوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا ہے، دوسری طرف منافق مسلم حکمرانوں کو راستے سے ہٹانا ہے۔ ایک طرف مسلم قومیت کو فروغ دینا ہے، دوسری طرف اپنے اپنے ملکوں کے سیاستدانوں اور حکمرانوں پر یہ واضح کرنا ہے۔ تہذیب محمدی ﷺ یا مغربی اور اشترا کی تہذیب ان میں ایک کا اختیار کریں۔ منافقت چھوڑ کر کھلی سیاست کی طرف لوٹ آئیں۔......... (از کتاب: خلافت ورلڈ آرڈر)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

جناب سپیکر! اس مہینے کی 9 تاریخ کو بھکر کے ایک ماسٹر نے سکول کی تعلیم دیتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ پر توہین آمیز جملے کستے ہوئے کہا ہے "اللہ پاک کے رسول ﷺ اپنی بیویوں کے پاس اس طرح جاتے تھے جس طرح کوئی مینڈھا بکریوں کے پاس جاتا ہے (معاذ اللہ) اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور اصحابؓ رسول ﷺ پر توہین آمیز جملے کسے ہیں' جناب! ایک FIR کی بات نہیں ہے۔ اس ملک میں اس حکومت کو اس طرف متوجہ کیا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم دہشت گرد ہو تم تخریب کار ہو! اگر ولی خاں غفار خاں کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے انہیں کوئی دہشت گردی نہیں کہتا اور کوئی شخص اپنے کسی محسن کے خلاف کوئی بات نہیں سنتا۔ اسے کوئی دہشت گردی نہیں کہتا اور اگر ہم کہیں کہ پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کے ناموس کا تحفظ ہونا چاہیے۔ ان کے خلاف گالی گلوچ کا دروازہ بند ہونا چاہیے اگر اسے دہشت گردی کہا جاتا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں سب سے بڑا دہشت گرد ہوں۔

CamScanner

جے یو آئی کے رہنماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی المناک شہادت

گزشتہ ماہ 28 نومبر کو جمعیت علماء اسلام (ف) سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری اور سابق سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو کو نماز فجر کے بعد ان کے مدرسہ میں نامعلوم دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا اور موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کا شمار ان گنے چنے سیاست دانوں میں ہوتا ہے جن کا کردار انتہائی صاف ستھرا، کرپشن، بے ایمانی اور کمیشن مافیا کی آلائشوں سے پاک ہے انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز جمعیت طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے کیا تھا اس وقت کے ہم عصر نوجوانوں میں شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ شامل تھے، ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کا شمار حضرت مولانا ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا تھا، جمعیت علماء اسلام (ف) اہل تشیع کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے ان کی راہیں جدا ہو گئیں لیکن ان کا آپس کا تعلق کسی دور میں بھی ختم نہیں ہوا تھا، شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ نے بڑے دردناک انداز میں علامہ ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو جمعیت علماء اسلام (ف) میں متحرک، فعال اور ذمہ دار کارکن کی حیثیت سے ابھرے تھے یہی وجہ تھی کہ انہیں جمعیت کی طرف سے سینیٹر منتخب کیا گیا ان کی شہادت کے المناک موقع پر اہلسنت والجماعت کے سربراہ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے پر مذمت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہیں ہو سکے گا، انہوں نے فرمایا کہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کا قتل قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کو تنہا کرنے کی سازش ہے کیونکہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ مولانا فضل الرحمٰن کے دستِ راست تصور کیے جاتے تھے انہوں نے کہا کہ ان کی شہادت سے پہلے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ پر بھی شدید ترین دہشت گردانہ حملہ کیا گیا تھا جس میں اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے انہیں محفوظ رکھا۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ علماء دیوبند کی تمام جماعتوں کے اتحاد کے لئے کی جانے والی کوششوں کے روح رواں تھے، شہادت سے تقریباً دو ماہ قبل ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ جمعیت علماء اسلام (ف) سمندری کے زیر اہتمام فاروق اعظمؓ چوک گھنٹہ گھر میں منعقدہ "استحکام پاکستان کانفرنس" میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے اپنے خطاب میں پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکی ایجنسیوں کی بلیک واٹر اور مختلف ناموں سے مداخلت کی نہ صرف نشاندہی کی تھی بلکہ انہیں مستقبل قریب میں پاکستان کے لئے بہت بڑا خطرہ قرار دیا تھا ان کے خطاب سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکی مداخلت کی تمام گرہیں کھلتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ جید عالم دین تھے، نبی کریم کا ارشاد پاک ہے کہ

موت العالِم موت العالَم،

ترجمہ:...... "ایک عالم کی موت ایک جہان کی موت ہے"

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ان کی شہادت کی برکت سے پاکستان میں اسلامی قانون و شریعت کے نفاذ کی راہیں استوار فرمائیں۔ اگر حکمرانوں نے علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کیفر کردار تک نہ پہنچایا تو بہت بڑے خطرے کا سایہ ہمارے سروں پر منڈلاتا رہے گا، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کی شہادت پر صرف صوبہ سندھ ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے ہر شہر اور قصبہ میں احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں ہیں۔ مسلم لیگ نون کی حکومت کو ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری اور انہیں قانون کے مطابق سزا دلوانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہئے۔ مسلم لیگ ن کی حکومت کو ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری اور انہیں قانون کے مطابق سزا دلوانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔

ضرب حیدری

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ

رضا یافتہ تین طبقے

راضی کرنے والے طبقے تین ہیں۔

ایک مہاجرین ہیں، ایک انصار ہیں...... یہ دونوں طبقے گزر گئے اب کوئی مہاجرین میں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ہجرت "من مکہ الی المدینہ" یہ ہجرت وہ ہے جو حضورؐ کے دور میں ہوئی ۔لا ھجرت بعد الفتح یہ ہجرت ہندوستان والی نہیں......تو....... میرے دوستو! یہ ہجرت گزر چکی ...... یہ نصرت گزر چکی...... مہاجرین بھی ہو گئے انصار بھی ہو گئے ہاں آج والذین اتبعو ھم باحسان یہ دروازہ قیامت تک کھلا ہے کہ جو ان کے تابعدار ہو کر آئے، رضی اللہ عنھم ورضو اعنہ اللہ ان سے راضی...... وہ اللہ سے راضی، یعنی اللہ نے فرمادیا کہ تم محمد عربی کو راضی کرو، اور کس طرح راضی کرو؟ ......ان کی اطاعت کرو، کس طرح اطاعت کرو...... جس طرح صحابہ کرامؓ نے اطاعت کر کے دکھائی عقیدے میں......اعمال میں......کردار میں......رفتار میں......گفتار میں......خوشی میں......غمی میں......خلوت میں مجلس میں......محفل میں......انفراد میں......اجتماع میں......اس طرح تم محمد عربیؐ کی اطاعت کرو جس طرح صحابہ کرامؓ نے کر کے دکھائی ہے۔

وہ کلمہ پڑھو جو صحابہؓ نے حضورؐ سے سیکھ کر پڑھا ہے......وہ آذان دو جو صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے سیکھ کر دی ہے...... وہ نماز پڑھو جو صحابہ کرامؓ سے سیکھ کر دی ہے......اس طرح شادی کرو جس طرح صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے سیکھ کر کی ہے تم محمد الرسول اللہؐ کی اس طرح فرمانبرداری کرو یعنی حضورؐ کی فرمانبرداری کرنی ہو تو صحابہ کرامؓ کے اسوہ حسنہ کو، صحابہؓ کی سیرت کو سامنے رکھنا پڑے گا......محمد عربیؐ کے شاگردوں کی عظمت کو سلام کرنا پڑے گا۔بس ان صحابہ کرامؓ کے واسطے سے ہم تک دین پہنچا ہے۔آج ان کی عزت وعظمت کا تحفظ ہمارا فرض ہے اور ان کی عزت کے محافظ...... اور ان کی قیادت کرنے والے تیار کہاں سے ہوتے ہیں......ان مدارس سے......حق نواز جھنگوی شہیدؒ کس یونیورسٹی سے آئے تھے؟ وہ تو مدرسہ سے آئے تھے......یونیورسٹی سے معاون آسکتے ہیں......کارکن آسکتے ہیں......یونیورسٹی سے تائید کرنے والے آسکتے ہیں......مرید آسکتے ہیں......مرشد مدرسے سے ہی آئے گا۔

اگر علماء نہ ہوں گے تو عوام کیا کریں گے......دین کے یہ وارث......صحابہؓ کی عزت کے محافظ اور سب کچھ قربان کر دینے والے اس نیک مشن پر......کہاں سے تیار ہونگے؟ دعا کریں اللہ پاک ان مدارس عربیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین۔

درسِ قرآن

تفسیر آیت مودۃ القربیٰ

حصہ پنجم

بعونہ تعالیٰ اس میں سورہ شوریٰ کی آیت کریمہ "قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ" کی صحیح تفسیر اور تمام موجودہ تفاسیر کی عبارتیں نقل کر کے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ شیعہ جو بحوالہ اس آیت کے محبت اہل بیت کو اجر رسالت کہتے ہیں یہ قرآن مجید کی معنوی تحریف اور بہترین انبیا ﷺ کی نبوت پر نہایت سخت حملہ ہے۔ از: مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی

مضمون ہٰذا کے حصہ اول میں جو النجم نمبر میں شائع ہوا شیعوں کے اس عقیدہ پر کافی روشنی پڑ چکی ہے کہ حضرات انبیاءؑ غیر اللہ سے بہت ڈرتے تھے اور اسی وجہ سے ان کو بعض احکام الٰہی کی تبلیغ میں پس و پیش ہوتا تھا اور تبلیغ بھی کرتے تھے تو ایسے گول مول الفاظ میں کہ کوئی کچھ نہ سمجھ سکے۔ الحمدللہ کہ ایڈیٹر اصلاح نے جو ہرزہ سرائی اس پر کی تھی اور چاہا تھا کہ اپنے اس عقیدہ فاسدہ کو قرآن کی آیتوں سے ثابت کرے اس کا بھی قرار وا قعی قلع قمع ہوگیا۔

انبیاءؑ کوئی کام اس نیت سے نہیں کرتے تھے کہ اس کا اجر اور معاوضہ مخلوق سے لیں

لہٰذا حق تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ کر کے اس مضمون کے دوسرے حصے کو شروع کیا جاتا ہے جس میں آیت مودۃ القربیٰ کی بحث ہے۔

چونکہ ایڈیٹر اصلاح نے اس بحث پر زیادہ زور دیا ہے اور اپنے امام مولوی حامد حسین کا جمع کیا ہوا تمام سامان خرچ کر دیا ہے اور شیعوں کو اپنے فرضی آئمہ کی امامت ثابت کرنے کے لئے اس آیت کی بحث پر بڑا ناز ہے اس لئے اس مضمون کو مستقل رسالہ کی صورت میں مرتب کیا جاتا ہے اور واقعی بات ہے کہ اسی مضمون کے بعض فقرات نے جو ایڈیٹر اصلاح کے قلم سے نکلے ہیں، مجھے ایڈیٹر اصلاح کے مضمون غوایت کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا ورنہ ایسے خرافات کا جواب لکھنا شاید مجھے گوارا نہ ہوتا، ایڈیٹر اصلاح نے بڑے جوش و خروش میں جا بجا شیعوں کے بیان کئے ہوئے مطلب کو تمام مفسرین اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے اور جو مطلب آیت کا میں نے بیان کیا ہے اس کی بابت لکھا ہے کہ یہ کسی سنی کا قول نہیں کسی سنی نے ایسا نہیں لکھا اس بے نظیر دلیری اور بے مثال جرات نے خواہ مخواہ مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ جواب لکھوں۔

میں نے النجم 22 جلد 10 میں اصول شیعہ متعلق نبوۃ بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

اصل چہارم انبیاءؑ تبلیغ رسالت کی اجرت یا اپنی محنت کا معاوضہ اپنے شاگردوں سے لے لیا کرتے تھے اور اس معاوضہ کو پہلے ہی طے کر لیتے تھے اور کسی کو للہ فی اللہ تعلیم نہ کرتے تھے ان شاگردوں میں سے کوئی اس معاوضہ پر راضی نہ ہوتا تھا تو بہت بگڑتے اور اس کو اپنے گروہ سے خارج کر دیتے، دلائل اس مسئلہ کے بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں کسی خاص کتاب کے حوالہ کی حاجت نہیں آیت کریمہ (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ) کے تحت شیعوں کی کتب تفاسیر دیکھو سب میں یہ مضمون نہایت تصریح کے ساتھ ملے گا کہ رسول خداؐ نے یہ حکم دیا کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں سوا اپنے قرابت داروں کی محبت کے اور کچھ اجرت تبلیغ و رسالت کی تم سے نہیں مانگتا یعنی میرے تبلیغ رسالت کے اجرت یہ کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور قرابت والوں سے مراد حضرت علیؓ اور حسنین کریمینؓ اور آئمہ ہیں اور ان کی محبت سے مراد ان کی امامت تسلیم کرنا۔ شیعوں کے یہاں روزمرہ میں یہ بات داخل ہے کہ کہتے ہیں کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔

شیعوں کے دیکھا دیکھی ان کے اختلاط کے سبب سے سنیوں کی زبان پر بھی یہ ناپاک کلمہ آ جاتا ہے بعض اہل علم کی کتابوں میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔ (معاذ الله من هذا الخرافات)

اہل سنت کہتے ہیں کہ انبیاءؑ پر یہ صریح بہتان ہے وہ حضرات اس قسم کی آلودگیوں سے بالکل پاک ہیں وہ کوئی کام اس نیت سے نہ کرتے تھے کہ اس کا معاوضہ مخلوق سے ان کو ملے وہ اپنی خدمات کا معاوضہ صرف اسی واحد قہار سے مانگتے تھے جس نے ان خدمات پر ان کو مامور کیا تھا بہت سے پیغمبروں کا مقولہ قرآن پاک میں نقل کیا گیا ہے (ان اجری الا علی الله) یعنی میری اجرت میری محنت کا معاوضہ صرف اللہ کے ذمہ ہے۔

آیت مذکورہ کا جو مطلب شیعوں نے مراد لیا ہے کھلی ہوئی تحریف ہے صاف اور صریح مطلب اس کا یہ ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ تبلیغ رسالت کا کچھ معاوضہ تم سے نہیں مانگتا ہوں صرف قرابت کی مودت یعنی پاسداری کا خواست گار ہوں مطلب یہ کہ میں تم سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری ایذاء رسانی سے باز آ جاؤ مجھے جو قرابت تم لوگوں سے ہے اس کا خیال کر کے میری جان کے خواہاں اور خون کے پیاسے نہ بنو۔

ایڈیٹر اصلاح نے جو گوہر افشانیاں اس تحریر کے متعلق کی ہیں ان میں حسب ذیل امور ہیں جن کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

(1):......سب سے پہلی بے ہودہ بات یہ لکھی ہے کہ "ایڈیٹر النجم نے یہ سب نتائج آیت قرآنی سے نکالے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے قرآن کو اس کی تفاسیر کو خاص شیعوں کی کتاب قرار دیا، تو اب جو اعتراض ان کا ہے وہ قرآن مجید پر ہے جس کی مدافعت کی بھی ضرورت نہیں۔

الجواب:......سمجھ میں نہیں آتا کہ ان خرافات کے لکھنے سے اس شخص کا مقصد کیا ہے اگر محض شیعوں کے دل کا خوش کرنا مقصود ہے تو میرے خیال میں ایسی بے سروپا باتوں سے کسی گدھی کا بھی دل خوش نہیں ہو سکتا، میں خدانخواستہ کبھی قرآن شریف کو شیعوں کی کتاب قرار نہیں دیا چہ جائیکہ خاص کتاب۔ میرے الفاظ یہ ہیں جو اوپر منقول ہوئے کہ آیت کریمہ (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ) کے تحت شیعوں کی کتب تفاسیر دیکھو اس عبارت میں شیعوں کی کتب تفاسیر کو شیعوں کی طرف منسوب کیا ہے نہ قرآن مجید کو اور خدا نہ کرے کہ کوئی عقل مند قرآن کریم کو شیعوں کی کتاب کہے قرآن کی اس سے زیادہ توہین اور کیا ہوگی کہ وہ شیعوں کی

طرف منسوب کیا جائے اور بحمد اللہ خود شیعوں کے امام جعفر صادقؒ نے قرآن کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی طرف منسوب کیا جیسا کہ اصول کافی میں مروی ہے۔

اب رہا کہ میرا یہ اعتراض قرآن پر ہے محض ابلہ فریبی ہے اگر اعتراض ہے تو تمہارے عقیدے پر، تمہاری تفسیر پر۔

(2):......دوسری ابلہ فریب بات ایڈیٹر اصلاح نے یہ لکھی ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر وہی کی ہے جو شیعہ کہتے ہیں اور کل علمائے اہلسنت نے لکھا ہے کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے۔ ایڈیٹر اصلاح کے خاص الفاظ یہ ہیں ”جتنے مفسر آج تک اہلسنت کے گزرے ہیں تقریباً سب کے سب یہی کہتے ہیں“۔

اصلاح نمبر 5 جلد 18 صفحہ 18۔

تو اب فرمایئے وہ کون سنی ہے جس کو آپ اس ناپاک کلمہ سے محفوظ پاتے ہیں۔ اصلاح نمبر مذکور صفحہ 19 ”بعض کیوں کہتے ہیں سب کیوں نہیں کہتے کیونکہ کوئی مفسر ایسا نہیں ہے جس نے یہ معنی نہ لکھا ہو کہ مراد اس سے اہل قرابت رسول ہیں“۔ ایضاً صفحہ 19 ”پھر نہ معلوم آپ نے بعض کا لفظ کیوں لکھا اور سب کہنے سے کیوں شرمائے، کیونکہ اگر سب کا لفظ لکھتے تو آپ کی تحقیقات کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی کہ آپ کا مذہب سب کے خلاف، آپ کی تحقیق سب سے جداگانہ ہے“۔ ایضاً صفحہ نمبر 20 ”نہ معلوم وہ اہلسنت کہاں رہتے ہیں اور کس زمین پر بستے ہیں جنہوں نے قربیٰ کے معنی اہل قرابت رسول نہیں لکھے یا صرف پاٹنالہ لکھنو میں ان کا قیام ہے“۔ ایضاً صفحہ نمبر 21

الجواب:......ایڈیٹر اصلاح کی دلیری اور انتہائی دلیری کی کیفیت یہ ہے کہ خود ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ کل علمائے اہلسنت اور جمیع مفسرین اہلسنت نے ایسا لکھا ہے اور خود ہی اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں جو عبارت نقل کی ہے اس میں بعضھم کا لفظ موجود ہے چنانچہ لکھتے ہیں بعض کیوں کہتے ہیں سب کیوں نہیں کہتے، کیونکہ کوئی مفسر ایسا نہیں ہے جس نے یہ معنی نہ لکھا ہو کہ مراد اس سے اہل قرابت رسول ہیں، معالم التنزیل میں ہے (وقال بعضھم معناہ الا ان تودوا قرابتی وعترتی) جمیع اور کل کے دعویٰ کے بعد وہ عبارت پیش کرنا جس میں بعضھم کا لفظ صاف موجود ہے اس مصرع کی یاد تازہ کرتا ہے، ﴿چہ دلا ور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد﴾

ایڈیٹر اصلاح نے چونکہ اپنے اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے بلکہ محض دھوکہ دینے کے لئے بعض تفاسیر کے کچھ جملے قطع برید کر کے نقل کئے ہیں، لہٰذا میں کتب تفاسیر کی عبارتیں نقل کرتا ہوں اور ناظرین سے درخواست

نبی کریمؐ کی قریش کے ہر خاندان سے قرابت تھی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا لحاظ کرو

کرتا ہوں کہ للہ انصاف کریں ایسے شخص سے خطاب کرنا جس کو اتنی بھی غیرت نہ ہو اور مطبوعہ کتابوں کا غلط حوالہ دینے اور جھوٹے بے بنیاد دعووں کو کرنے میں اس کو ذرہ برابر باک نہ ہو کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟

﴿عبارات تفاسیر اہل سنت متعلق آیت مودۃ القربیٰ﴾

ناظرین ان تفاسیر کی عبارت لفظ بلفظ غور سے پڑھیں ایک نے بھی یہ نہ لکھا کہ محبت اہل بیت اجر رسالت ہے اور تفسیر آیت میں قول راجح اسی کو قرار دیا ہے کہ مودۃ القربیٰ سے مراد خود رسول اللہ کی مودت ہے۔

(1):......حضرت امام بخاریؒ اپنی کتاب صحیح البخاری کی کتاب التفسیر میں روایت کرتے ہیں......

ترجمہ:......ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبدالملک بن میسرہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے طاؤس سے سنا وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے کہ ان سے آیت ”الا المودۃ فی القربیٰ“ کا مطلب پوچھا گیا سعید بن جبیرؓ نے کہا قرابت آل محمدؐ مراد ہے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ تم نے (جواب دینے میں) عجلت کی (اصل یہ ہے کہ) نبی کریمؐ کی قریش کے ہر خاندان سے قرابت تھی لہٰذا فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا لحاظ کرو۔

فائدہ:......یہ روایت ہے اس کتاب کی جو قرآن کریم کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے اور منقول ہے ترجمان القرآن، حبر الامت امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور اس روایت میں سعید بن جبیرؓ کے اس قول کی تردید بھی ہے کہ قربیٰ سے اہل قرابت مراد ہیں ابن جبیرؒ کا

سکوت کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اس سے متفق ہیں۔

ایڈیٹر اصلاح کی تکذیب کے لئے صرف اسی ایک روایت کا نقل کر دینا کافی تھا مگر دروغ گو را تا بدر یا بدر سانید پر عمل کرنے کے لئے دوسری کتابوں کی عبارات بھی نقل کی جاتی ہیں۔

(2,3):......جو روائت صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہوئی اسی مضمون کی روایت صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں بھی منقول ہے۔

(4):ترجمہ......”اللہ تعالیٰ کے قول (ذلک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین ، الخ) کی تفسیر۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! یہ جو تم سے میں نے بیان کیا کہ میں نے مومنین صالحین کے لئے آخرت میں نعمت اور بزرگی مہیا کی ہے یہ وہ خوشخبری ہے جو اللہ اپنے ان بندوں کو سناتا ہے جو دنیا میں ایمان لائے اور دنیا میں انہوں نے خدا کی اطاعت پر عمل کیا (قل لا اسئلکم علیہ اجراً) حق تعالیٰ اپنے نبی کریمؐ سے فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو آپ سے قیامت کے متعلق جھگڑتے ہیں یعنی اپنے قوم کے مشرکوں سے کہ اے قوم کے لوگو میں تم سے بعوض اس کے کہ تم کو حق کی طرف بلاتا ہوں جو میں لیکر آیا ہوں اور بعوض اس نصیحت کے جو تم کو کرتا ہوں کوئی بدلہ اور جزا اور عوض تمہارے مال سے نہیں مانگتا کہ تم مجھے دو سوا مودۃ فی القربیٰ کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مودۃ فی القربیٰ کے معنی یہ ہیں کہ تم مجھ سے محبت کرو بوجہ اس قرابت کے جو مجھے تم سے ہے اور صلہ رحمی کرو جو میرے تمہارے درمیان ہے۔

﴿ذکر من قال ذلک﴾

(1):ترجمہ:......”ہم سے ابو کریب اور یعقوب نے بیان کیا وہ دونوں کہتے تھے ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے داؤد بن ابی ہند سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ) کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خاندان قریش میں ایسا نہ تھا جس سے رسول اللہ کی قرابت نہ ہو اسی واسطے فرمایا کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت میں یعنی یہ کہ تم مجھ سے محبت کرو بوجہ اس قربت کے جو میرے تمہارے درمیان ہے“۔

حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے تم میری قرابت کا لحاظ کرو اور جو دین میں لایا ہوں اس کی تصدیق کرو

(2): ترجمہ..... ''ہم سے ابو کریب نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے شعبہ نے عبد الملک بن میسرہ سے انہوں نے طاؤس سے اللہ تعالیٰ کے قول (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ) کے متعلق روایت کر کے بیان کیا کہ ابن عباسؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو ابن جبیرؒ نے کہا کہ اس سے مراد آل محمد کے اقرباء ہیں۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ انہوں نے (جواب دینے میں) عجلت کی (صحیح مطلب یہ ہے کہ) رسول اللہ کی قریش کے ہر خاندان سے قرابت تھی اس کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت نہیں مانگتا سوا اس کے کہ جو قرابت میرے اور تمہارے درمیان ہے اس کا صلہ کرو۔

(3):..... مجھ سے علی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو صالح نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے معاویہؓ نے علیؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ) کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کی قرابت تمام قریش سے تھی جب ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے بیعت کرنا منظور نہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو اگر تم مجھ سے بیعت کرنا منظور نہیں کرتے (تو خیر) مگر میری قرابت کا جو تم سے ہے لحاظ رکھو تمہارے سوا عرب کا کوئی اور شخص میری حفاظت اور مدد کرنے کا تم سے زیادہ حقدار نہیں''۔

(4): ترجمہ..... ''مجھ سے محمد بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے چچا نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ) کے متعلق روایت کر کے بیان کیا کہ خطاب محمدؐ سے ہے انہوں نے قریش سے فرمایا کہ میں تمہارے مال نہیں مانگتا بلکہ تم سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایذاء نہ دو بوجہ اس قرابت کے جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے کیونکہ تم میری قوم کے لوگ ہو اور سب سے زیادہ مستحق میری اطاعت اور فرمانبرداری کے ہو''۔

(5): ترجمہ..... ''ہم سے ابن حمید نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے جریر نے مغیرہ سے انہوں نے عکرمہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ نبی کریم کا تعلق تمام قریش سے تھا قریش کے ہر خاندان سے آپ کی رشتہ داری تھی آپؐ نے فرمایا کہ میں بعوض اس چیز کے جس کی طرف تم کو بلاتا ہوں تم سے کچھ نہیں مانگتا سوا اس کے کہ تم میری حفاظت کرو بوجہ میری قرابت کے یہی مطلب ہے (قل لا اسئلکم علیه اجرا الا لمودة فی القربیٰ)''۔

(6): ترجمہ..... ''مجھ سے یعقوب نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ہشیم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں حصین نے ابو مالک سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ تمام قریش سے نسبی تعلق رکھتے تھے کوئی قبیلہ قریش کا ایسا نہ تھا جس سے آپ کو یک جدی نہ ہو پس اللہ نے فرمایا...... (قل لا، الخ) یعنی میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم بوجہ اس کے کہ تم سے قرابت ہے، مجھ سے محبت کرو اور میری حفاظت کرو''۔

(7): ترجمہ..... ''ہم سے ابو حصین یعنی عبداللہ بن احمد بن یونس نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبثر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حصین نے ابو مالک سے آیت (قل لا اسئلکم، الخ) کے متعلق نقل کر کے بیان کیا کہ رسول اللہ بنی ہاشم سے تھے اور آپ کی والدہ بنی زہرہ سے اور آپ کی دادی بنی مخزوم سے غرض قریش کی ہر شاخ سے آپ کو تعلق تھا لہٰذا آپؐ نے فرمایا کہ میری حفاظت کرو بوجہ میری قرابت کے''۔

(8): ترجمہ..... ''ہم سے مثنیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حرمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے شعبہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے عمارہ نے عکرمہ سے (قل لا اسئلکم، الخ) کے متعلق نقل کر کے خبر دی کہ عکرمہ کہتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میری قرابت کا لحاظ کرو اور جو دین میں لایا ہوں اس کی تصدیق کرو اور میری حفاظت کرو''۔

(9): ترجمہ..... ''ہم سے بشر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے یزید نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سعید نے قتادہ سے (قل لا اسئلکم، الخ) کے متعلق نقل کر کے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو حکم دیا کہ لوگوں سے تعلیم قرآن کا معاوضہ نہ طلب کریں مگر وہ لوگ اس قرابت کا صلہ کریں جو آپ کے اور ان کے درمیان میں ہے تو کچھ مضائقہ نہیں قریش کے ہر خاندان سے آپ کو تعلق تھا آپ کی ان سے قرابت تھی''۔

☆☆☆☆☆

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟ جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ (بانی و سرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ (صدر/ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ
شہادت 17 اگست 2009 خیرپور سندھ (خیرپور جلسہ سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ'' نظام خلافت راشدہ'' کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ......

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں''۔

دستخط ....

سپاہ صحابہؓ پر پابندی کے خلاف فیصلے کا خیر مقدم کریں گے

قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ

حکومت ڈنگ ٹپاؤ پالیسی ترک کرے سنی شیعہ مسئلہ کو مستقل بنیادوں پر حل کیا جائے، مذہبی آزادی چاہتے ہیں لیکن آزادی کے نام پر کسی کی دل آزاری شرارت ہے، عبادات چوکوں اور شاہراؤں کی بجائے عبادت خانوں تک محدود کی جائیں، مسلح خنجر بردار جلوس ملکی معیشت کے لیے زہر قاتل بن چکا ہے، چار دیواری تک محدود کیا جائے محرم الحرام کی آمد کے ساتھ ہی پورے ملک میں ایک خوف کی لہر دوڑ جاتی ہے، تین تین ماہ کے لیے اہلسنت رہنماؤں اور ذمہ داران پر زبان بندی اور ضلع بندی جیسی پابندیاں عائد کردی جاتی ہیں، کسی کے جنازے میں شرکت نہیں کرنے دی جاتی، ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کا یہ رویہ درست نہیں۔

اہلسنت والجماعت ملک میں قیام امن کے لیے بیش بہا قربانیاں دے چکے ہیں، اور ہم نے ہر موقع پر انتظامیہ سے تعاون کیا ہے، اس محرم میں بھی اہلسنت والجماعت انتظامیہ سے بھرپور تعاون کیا لیکن مجالس اور جلوسوں میں صحابہ کرامؓ کی گستاخی اور مقدس شخصیات کی توہین کی گئی ہے جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا، انتظامیہ کی جانب سے خلفائے راشدینؓ کے ناموں پر مبنی کتبے اور بینرز کا اتارنا تشویش ناک ہے، اس وقت مسلح خنجر بردار جلوسوں کی وجہ سے اہلسنت کی جان و مال غیر محفوظ ہو چکا ہے، ملک میں سرکاری و غیر سرکاری مذہبی و سیاسی تقریبات ہوتی ہیں لیکن کسی کے لیے اس قدر انتظامات نہیں کیے جاتے، پاکستان کے ہر شہری کا تحفظ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے

پاکستان میں خانہ جنگی اور دہشت گردی عالمی قوتوں کا ایجنڈا ہے جس کی تکمیل کے لیے عرصہ دراز سے کوششیں کی جارہی ہیں، اس وقت پاکستان کو اپنے پڑوسی ممالک سے بھی شدید خطرات لاحق ہیں، غیر ملکی ایجنسیاں اور ریمنڈ ڈیوس جیسے اہلکار پاکستان میں کھلے عام پھر رہے ہیں، غیر ملکی ایجنڈے کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کے ملکی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی داخلی و خارجہ پالیسی از سر نو ترتیب دینا ہوگی۔

عوامی اجتماعات میں دھماکوں کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں، ایسے حالات میں جب انڈیا بھی جارحیت پر اترا ہوا ہے پاک انڈیا بارڈر پر دھماکہ کسی بڑے حادثہ کی اطلاع دے رہا ہے، دھماکے میں معصوم بچوں عورتوں اور ڈیوٹی پر معمور رینجرز اہلکاروں کی المناک شہادت پر انتہائی افسوس ہے، رینجرز اور افواج پاکستان ملکی دفاع و استحکام کی جنگ لڑ رہی ہیں، اس خانہ جنگی کے ماحول میں پوری قوم کو ایک ہو کر دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے کردار ادا کرنا ہوگا۔

داعش کی پاکستان میں موجودگی کا پروپیگنڈا کرنے والے پاکستان میں خانہ جنگی کا ماحول بنا رہے ہیں، اہلسنت والجماعت پاکستان میں ملکی آئین میں رہتے ہوئے پرامن جدوجہد کے ذریعے نظام خلافت راشدہ کا قیام چاہتی ہے، تاہم اس کے لیے کسی بھی بیرونی طاقتوں کا کبھی حصہ نہیں بنے گی، اسلحہ اور طاقت کے زور پر نظام خلافت کا قیام ممکن نہیں، اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے، اسلام میں اقلیتوں کو مکمل تحفظ فراہم ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ جب حکمران ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں تو ایسی تنظیمیں وجود میں آتی ہیں، اہلسنت والجماعت عرصہ دراز سے متنبہ کرتی آرہی ہے کہ کچھ قوتیں پاکستان میں سنی شیعہ کے نام پر خانہ جنگی چاہتی ہیں، ان قوتوں نے اس سے پہلے بھی کئی بار اپنی سازش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے لیکن اہلسنت والجماعت نے ملک کے خلاف ان تمام کوششوں کو ناکام بنایا ہے، موجودہ داعش کا پروپیگنڈا بھی اسی سازش کا حصہ ہے، اہلسنت والجماعت قتل و غارت گری کرنے والی جماعتوں کی کھلے عام مذمت کرتی ہے، اہلسنت والجماعت کا کوئی کارکن کسی بھی بیرونی یا اسلحہ بردار گروہ کا کبھی حصہ نہیں بنے گا، خلافت کا قیام اسلحہ کے بجائے پرامن جدوجہد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

سندھ میں جمعیت علمائے اسلام کے رہنماء ڈاکٹر خالد سومرو کی شہادت مولانا فضل الرحمٰن کو تنہا کرنے کی کوشش ہے۔ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں علماء کا جینا مشکل کر دیا گیا ہے، آئے روز اہل حق علماء کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے، ڈاکٹر خالد سومرو کو انہی طاقتوں نے نشانہ بنایا ہے جن کے ہاتھ پہلے بھی علماء کے خون سے رنگے ہوئے ہیں جو سرعام علماء کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں اور پھر علماء کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت ایک عرصہ سے ان قوتوں کی نشاندہی کر رہی ہے، لیکن ہماری باتوں کو سنجیدہ نہیں لیا گیا اسی وجہ سے آج دشمنان اسلام اور شرپسند عناصر علماء کو چن چن کر نشانہ بنا رہے ہیں اور ایک ہمسایہ ممالک سے تربیت یافتہ لوگ علماء کے قتل میں ملوث ہیں۔ اہلسنت والجماعت حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ڈاکٹر خالد سومرو کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے قوم کے سامنے حقائق لائے جائیں۔ اہلسنت کارکنوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ اگر حکومت نے اب بھی اس مسئلہ پر کان نہ دھرے تو ممکن ہے کہ یہ آگ حکمرانوں کے محلات کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

حکومت علماء کی مناسب سکیورٹی کا بندوبست کرے۔ اگر حکمران اپنے ساتھ پروٹوکول کی سینکڑوں گاڑیاں چلا سکتے ہیں تو کیا علماء اس ملک میں لاوارث ہیں؟ علماء نے ہمیشہ جید علماء کی شہادتوں پر ملک میں امن کا درس دیا ہے۔ کیا امن کا درس دینا اور صبر کرنا ہماری کمزوری تصور کی جارہی ہے۔ اگر حکمرانوں نے علماء کی حفاظت کا بندوبست اور مناسب انتظام نہ کیا تو ملک میں کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

گزشتہ دنوں سپریم کورٹ کے جسٹس انور ظہیر جمالی کی سربراہی میں بننے والے تین رکنی بینچ نے سابق ڈکٹیٹر (پرویز مشرف) کے نافذ کردہ آئین کے آرٹیکل 186 کے تحت، آرڈینس کو غیر موثر اور پرانا قرار دے کر نبٹا دیا، پہلے یہ آرڈیننس توثیق کے لئے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا تو جمہوری پارلیمنٹ نے اس میں توثیق نہیں کی ہم سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اگر اس فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ جمہوری حکومت ”سپاہ صحابہؓ“ سے بلا جواز پابندی ختم کرے تو ہم اس فیصلے کا بھرپور خیر مقدم کریں گے۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆

شیعہ سنی کشمکش: اسباب و عوامل

مولانا زاہد الراشدی کے قلم سے

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کا شمار ملک کے نامور علماء اور مشہور مذہبی سکالرز میں ہوتا ہے، دین اسلام کی سربلندی کا جذبہ اور استحکام پاکستان کی خواہش ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ گزشتہ دنوں ان کا ایک کالم تین قسطوں میں روزنامہ اسلام کی زینت بنا جس میں ان کی "شیعہ سنی کشمکش" کے حوالے سے بہت پر مغز اور مدلل بحث پڑھ کر خوشی ہوئی کہ انہوں نے اہل سنت کے اس مقدمہ کو بہت آسان اور عام فہم انداز میں قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کی بات کو آگے بڑھایا جائے اور "شیعہ مسلم کشمکش کے حل کے لئے ہماری طرف سے کئے گئے اقدامات کا ذکر کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان قارئین کو جو ہم سے رابطہ کر کے پوچھ رہے ہیں کہ مولانا مدظلہ کے کالم کے بعد ہمیں محسوس ہوا کہ آپ کی جماعت نے صرف ایک مخصوص نعرہ لگا کر عوام کے جذبات کو برانگیختہ کیا، اس نعرے کی آڑ میں بعض لوگوں نے مسلح جدوجہد بھی کی اور ہزاروں لوگ اس کی بھینٹ چڑھ گئے، چند جذباتی نوجوانوں نے "شعلہ نوائی و بے باک خطابت" کا سہارا لیکر اپنے اکابرین کے برعکس یا اکابرین کے طرز عمل کے خلاف شیعہ کے ساتھ ہر قسم کے معاشی و معاشرتی اور انسانی تعلقات ختم کر دیے جس کی وجہ سے ملک کو فرقہ وارانہ صورتحال کا سامنا کرنا پڑا، اس ساری تفصیل کا جواب بھی دیا جائے۔ اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ شیعہ کے کفر کا اعلان ہماری جماعت نے نہیں کیا بلکہ یہ اعلان ساڑھے چودہ سو سال سے امت مسلمہ کے متفقہ مقتدر علماء، مفکرین، محدثین، فقہاء اور آئمہ کرام کرتے چلے آرہے ہیں جسے "ماہنامہ بینات" کراچی نے بڑی تفصیل کے ساتھ تمام علماء کرام، محققین ومفتیان کی تصدیقات کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد بہت مختلف ہیں، شیعہ مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک الگ مذہب ہے۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ، علامہ ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ نے ہر فورم پر شیعہ سنی اختلاف کی بنیادی وجوہات کی نشاندہی کی تھی اور ساتھ ساتھ اس کے حل کے لئے نہ صرف تجاویز دیں بلکہ اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو اس کے لئے پیش بھی کیا تھا جو مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی، وزیراعظم کی سربراہی میں بننے والے فورم، متحدہ علماء بورڈ، ملی یکجہتی کونسل اور دیگر ایسے فورمز کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اسی طرح مولانا محمد ایثار القاسمی شہیدؒ اور مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی ساری پارلیمانی جدوجہد بھی اسی مسئلہ کے حل پر مبنی رہی۔ امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ اور قائد اہل سنت علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے یہی موقف عدالت عالیہ میں پیش کیا چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ نے اس موقف کو تسلیم کیا جس کا تفصیلی ذکر اپنی خودنوشت میں بھی کیا ہے۔ ہماری جماعت نے کبھی بھی اپنے بڑے بزرگوں کے اقدامات کی مخالفت کی نہ ان کے کسی عمل کو غلط کہا ہے بلکہ ہمیشہ اکابر علماء کی اس جماعت کو سرپرستی حاصل رہی ہے اور ہمیشہ ان کے قیمتی مشورے اور دعائیں اس جماعت کے ساتھ رہی ہیں۔ شیعہ کے ساتھ تعلقات کا حوالہ مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے دیا ہم اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ سب اتحاد خمینی انقلاب اور ولایت فقیہ کے قیام سے پہلے کے ہیں جب اہل تشیع تقیہ کی چادر میں چھپے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے ہمارے بعض اکابر نے انکی تکفیر اسی لیے نہیں کی کہ ان کے سامنے ان کے یہ عقائد نہیں تھے۔ رہی یہ بات کہ ہم نے مسلح جدوجہد کی ہے تو اس کی گواہی ہماری پارلیمانی جدوجہد اور ہماری شہادتوں سے بھری داستان سے بھی مل سکتی ہے۔ اگر ہم مسلح جدوجہد پر آمادہ ہوتے تو ہزاروں کی تعداد میں اپنی ہی لاشیں نہ اٹھاتے۔ علامہ فاروقی شہیدؒ کہا کرتے تھے کہ "اگر ہم مسلح جدوجہد پر یقین رکھتے ہوتے تو صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کرنے والا پاکستان میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا"۔ ہماری جماعت کے 11 مرکزی قائدین اور 7000 کارکنان کے قاتل ابھی تک کیفر کردار تک پہنچ چکے ہوتے۔ ہمیں یہ بات اب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ "شیعہ سنی کشمکش" صرف "سپاہ صحابہؓ" اور "تحریک فقہ جعفریہ" کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری اہلسنت کا مسئلہ ہے اور صرف "سپاہ صحابہؓ" کے علماء و کارکنان ہی شیعہ دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید نہیں ہوئے بلکہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء، طلبہ، وکلاء اور ملک کی مقتدر شخصیات اور عظیم مذہبی رہنماء بھی ان فسادات کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے مضمون سے ہمیں اتفاق ہے بلکہ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے اس مقدمہ کو اپنا مقدمہ سمجھ کر بہت عام فہم انداز میں قوم کے سامنے پیش کیا ہے جس کی جتنی تحسین کی جائے کم ہے۔ اس مضمون کو روزنامہ اسلام کے شکریہ کے ساتھ من وعن پیش کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ بالا باتوں کو ذکر کرنے کا مقصد مخاصمت یا مخالفت نہیں صرف ریکارڈ کی درستگی مقصود ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اپنے ریکارڈ کی درستگی کیلئے ہماری ان معروضات پر غور فرمائیں گے۔ (ادارہ)

بیس سال قبل اس وقت کے حالات کے تناظر میں شیعہ سنی کشمکش کے اسباب وعوامل پر راقم الحروف نے ایک مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ کے دسمبر 1994 کے شمارہ میں شائع ہوا تھا اور روزنامہ پاکستان اسلام آباد نے بھی اسے شائع کیا تھا دو عشرے گزرنے کے بعد بھی حالات جوں کے توں ہیں، بلکہ ان کی سنگینی میں اضافہ ہی ہوا ہے اس لئے اسے دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اس سلسلہ میں باہمی مشاورت و مفاہمت کے ساتھ "سنی جدوجہد" کے لئے کوئی بہتر راستہ نکالنے میں کامیاب ہو جائیں، آمین یارب العالمین۔

"تحریک جعفریہ پاکستان اور سپاہ صحابہؓ پاکستان کے درمیان کشمکش نے مسلح تصادم کی جو صورت اختیار کر لی ہے اس سے ملک کا ہر ذی شعور شہری پریشان ہے دونوں جانب کے سینکڑوں افراد اب تک اس مسلح تصادم کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور ارباب اختیار فرقہ واریت کے خاتمے کے عنوان سے اس کشمکش پر قابو پانے کا بار بار عزم ظاہر کرتے ہیں مگر اس کی جڑیں معاشرے میں اس قدر گہرائی تک اتر چکی ہیں کہ بیخ کنی کے لئے ان تک رسائی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے اس لئے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس کشیدگی کے اسباب وعوامل کا کھلے دل و دماغ کے ساتھ تجزیہ کیا جائے اور سنجیدہ عمومی بحث ومباحثہ کے ذریعے اس کے محرکات کا کھوج لگا کر اس مقام تک پہنچا جائے جہاں سے اس کشمکش کے سوتے پھوٹتے ہیں، تاکہ ان کو بند کرنے کی کوئی صورت نکالی جا سکے۔

یہ کشمکش اور تصادم جو عملاً سپاہ صحابہؓ پاکستان اور تحریک جعفریہ پاکستان کے درمیان ہے، دراصل شیعہ سنی کشمکش کا شدت پسندانہ اظہار ہے۔ اور شیعہ سنی کشمکش کی تاریخ بہت پرانی ہے جس کا آغاز پہلی صدی ہجری کے اختتام سے قبل ابتدائی شکل میں ہو گیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس نے ملت اسلامیہ میں عقائد ونظریات کے لحاظ سے دو واضح

متحارب گروہوں کی صورت اختیار کر لی۔ قارئین کی معلومات کے لیے دونوں گروہوں کے اعتقادات میں چند بنیادی فرق واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

☆ اہل سنت کے نزدیک موجودہ قرآن کریم ہی اصل اور مکمل قرآن کریم ہے جو جناب نبی اکرمؐ اور ان کے خلفاء راشدینؓ نے مرتب شکل میں امت کو دیا تھا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں ہوا۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ قرآن کریم مکمل نہیں ہے، بلکہ ان کے بقول اس میں ردوبدل ہوا ہے، جبکہ اصل قرآن کریم امام غائب کے پاس ہے جو اپنے وقت پر اسے لے کر ظاہر ہوں گے، اس وقت تک معلقاً موجودہ قرآن کریم کو ہی بطور قرآن پڑھنا اور پیش کرنا بامر مجبوری درست ہے۔

☆ اہل سنت کے نزدیک جناب نبی اکرمؐ پر ایمان لانے اور آپ کا ساتھ دینے والے سب لوگ صحابہ کرامؓ ہیں۔ ان میں مہاجرین، انصار اور اہل بیتؓ سمیت تمام طبقات شامل ہیں۔ یہ سب لوگ اہل ایمان ہیں، سب کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنا ضروری ہے اور سب کے سب ہدایت کا ذریعہ اور معیار ہیں، جبکہ اہل تشیع کے نزدیک اہل بیتؓ کے سوا باقی لوگ لائق اعتبار نہیں ہیں، بلکہ انہیں اہل ایمان میں شامل کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اور اہل بیتؓ سے مراد بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور کنبہ کے سب افراد نہیں بلکہ صرف حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد ہے۔ جبکہ رسول اللہؐ کی دیگر ازواج مطہراتؓ اور اولاد اہل تشیع کے نزدیک اہل بیت میں شامل نہیں ہے۔

☆ اہل سنت کے نزدیک قرآن کریم کے بعد سنت رسولؐ دین کا دوسرا بڑا مآخذ اور سرچشمہ ہے۔ اور سنت سے مراد وہ تمام روایات و احادیث ہیں، جو صحابہ کرامؓ کے کسی بھی فرد سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں۔ جبکہ اہل تشیع بھی سنت رسولؐ کو دین کا مآخذ مانتے ہیں، مگر ان کے نزدیک حدیث و سنت صرف وہی ہے جو اہل بیتؓ سے منقول ہے۔ اور ان کے علاوہ مہاجرینؓ، انصارؓ، ازواج مطہراتؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے منقول روایات اہل تشیع کے نزدیک سنت میں شامل نہیں ہیں۔

☆ اہل سنت کے نزدیک جناب نبی اکرمؐ کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، اس لیے کوئی شخصیت رسول اللہؐ کے بعد ایسی نہیں ہے جس کی رائے میں خطا کا احتمال نہ ہو اور کسی دلیل اور بنیاد کے بغیر اس کی بات بہر صورت واجب العمل ہو۔ جبکہ اہل تشیع کے نزدیک اہلبیتؓ کے 12 امام معصوم عن الخطا ہیں اور ان کی رائے اور

آبادی کے تناسب سے سرکاری و سول اداروں میں نمائندگی دی جائے تاکہ کوئی فریق دوسرے کے حقوق پر اثر انداز نہ ہو سکے

قول کو وہی حیثیت حاصل ہے جو پیغمبر کی وحی کو حاصل ہوتی ہے۔

☆ اہل سنت کے نزدیک خلفائے راشدینؓ کی واقعاتی ترتیب ہی اصلی اور جائز ترتیب ہے۔ یعنی پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ، دوسرے حضرت عمرؓ، تیسرے حضرت عثمانؓ، اور چوتھے حضرت علیؓ ہیں۔ اور ان کے درمیان فضیلت و رتبہ کی ترتیب بھی یہی ہے۔ جبکہ اہل تشیع کے نزدیک جناب نبی اکرمؐ کے بعد خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا، جو انہیں نہیں دیا گیا۔ اس لیے پہلے تین خلفاء کی خلافت جائز نہیں ہے، بلکہ ان کی حیثیت غاصبین اور ظالمین کی ہے۔

چنانچہ ان واضح اور بنیادی اختلافات کے ہوتے ہوئے دونوں میں سے کسی کے لیے بھی دوسرے فریق کو بطور مسلمان قبول کرنا ممکن نہ تھا اور اس کا واضح اظہار دونوں فریقوں کی بنیادی کتابوں اور اساسی تعلیمات میں موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی حد تک تعلقات اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان صدیوں سے قائم چلے آرہے ہیں، جو حالات کی ضرورت

پوری فقہ جعفریہ کے عملی نفاذ کا مطالبہ ملک کے پبلک لاء میں دو متوازی نظاموں کے قیام کا مطالبہ ہے جو کہ شیعہ ملک ایران میں بھی نہیں ہے

کے تحت بسا اوقات مشترکہ معاملات میں باہمی تعاون کی صورت بھی اختیار کر جاتے ہیں۔

اس پس منظر میں وطن عزیز پاکستان میں شیعہ سنی تعلقات کا جائزہ لیا جائے تو ماضی کے حوالے سے ان میں حوصلہ افزائی کا پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے اور بہت سی دینی تحریکات میں سنی اور شیعہ قائدین ایک پلیٹ فارم پر جدوجہد کرتے دکھائی دیتے ہیں:

☆ تحریک آزادی میں مجلس احرار اسلام کی جدوجہد ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، اور صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ کے ساتھ مولانا مظہر علی اظہر بھی صف اول کے لیڈروں میں شامل ہیں جو شیعہ تھے اور ایک عرصہ تک احرار کے سیکرٹری جنرل رہے ہیں۔

☆ تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کا شیعہ امامی اسماعیلی خاندان سے تعلق کسی سے مخفی نہیں ہے۔ مگر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ جیسے اکابر علماء نے ان کی قیادت میں قیام پاکستان کی جنگ لڑی ہے۔

☆ تحریک ختم نبوت میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید ابوالحسناتؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، اور مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ساتھ سید مظفر علی شمسی اور علامہ غضنفر کراروی جیسے شیعہ راہنماؤں کی محنت بھی شامل ہے۔

☆ قیام پاکستان کے بعد اسلامی دستور کے لیے 22 دستوری نکات مرتب کرنے والے 31 سرکردہ علماء کرام میں علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا محمد داؤد غزنویؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے ساتھ ممتاز شیعہ راہنما حافظ کفایت حسن اور مولانا مفتی جعفر حسین بھی شریک تھے۔

اس لیے یہ بات پورے شرح صدر کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اعتقادی اختلافات کی شدت اور سنگینی کے باوجود پاکستان میں اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور مشترکہ معاملات میں باہمی تعاون کچھ عرصہ پہلے تک قائم رہا ہے اور اہل سنت نے اپنی واضح اکثریت کے ہوتے ہوئے بھی اہل تشیع کو قومی معاملات میں شریک کرنے حتیٰ کہ دینی تحریکات کی قیادت کی صف میں شامل کرنے میں بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ لیکن اب یہ فضا قائم نہیں رہی اور جہاں قومی سطح پر فرقہ وارانہ کشیدگی کے مسلح تصادم کی صورت اختیار کر جانے کی شکل میں اس کے نقصانات سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں، وہاں تحریک نفاذ اسلام کے ایک نظریاتی کارکن کی حیثیت سے میں اپنے اس دکھ کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے نفاذ اسلام کی جدوجہد کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور اسلامی

شیعہ کی عبادت ''ماتمی خنجر بردار جلوس'' اہلسنت کے دروازے پر کیوں''

جمہوریہ پاکستان میں، جہاں سیکولر حلقوں کو کبھی نفاذ شریعت کے مطالبہ کو فرقہ وارانہ قرار دینے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی، ''شریعت بل'' کے بارے میں تحریک جعفریہ کے جداگانہ موقف کے باعث نفاذ شریعت کو فرقہ واریت کا باعث قرار دینے کا ہتھیار سیکولر حلقوں کے ہاتھ میں اس مضبوطی کے ساتھ آیا ہے کہ بے چارے شریعت بل کے سرعام پرخچے اڑ گئے۔

سوال یہ ہے کہ باہمی برداشت اور مشترکہ معاملات میں تعاون کی یہ فضا آخر تبدیل کیسے ہوئی؟ اور وہ کون سے عوامل ہیں جنہوں نے اہل سنت اور اہل تشیع کے راہ نماؤں کو تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، مجلس احرار اسلام اور ۲۲ نکات کی ترتیب و تدوین کی فضا سے نکال کر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا ہے؟ اس سوال کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لینا ضروری ہے۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے سنجیدہ راہ نما ان عوامل کا سنجیدگی سے تجزیہ کریں۔ اور تحریک جعفریہؒ اور سپاہ صحابہؓ کے مسلح تصادم کو ملک گیر سطح پر شیعہ سنی خانہ جنگی کی صورت اختیار کرنے سے روکنے کے لیے اپنے علم و دانش کو استعمال میں لائیں۔ اسی جذبہ اور درد دل کے ساتھ شیعہ سنی کشمکش کے موجودہ شدت پسندانہ اظہار کے اسباب و عوامل کے بارے میں ہم اپنا نقطہ نظر پیش کر رہے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک حالات کو شدت اور سنگینی کے اس مقام تک لے جانے میں تین باتوں کا دخل سب سے زیادہ ہے۔ اور بد قسمتی سے تینوں باتوں کی ذمہ داری بنیادی طور پر اہل تشیع پر عائد ہوتی ہے۔

ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اہل تشیع نے قومی معاملات میں جداگانہ موقف، مطالبات اور حقوق کی جدوجہد شروع کی اور تعلیمی اداروں میں اپنے لیے جداگانہ نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ قانونی نظام میں اپنی فقہ کے الگ نفاذ کا مطالبہ کر دیا۔ یہ دونوں مطالبات نہ صرف یہ کہ غیر منطقی اور غیر حقیقت پسندانہ تھے بلکہ ان مطالبات نے شیعہ اور سنی آبادی کے درمیان دوئی اور منافرت کی ایک واضح لکیر کھینچ دی۔ جس کے نتائج و ثمرات آج ہمارے سامنے ہیں۔ جہاں تک نصاب تعلیم کا تعلق ہے، اہل تشیع کی یہ شکایت بجا تھی کہ چونکہ سکولوں میں اسلامیات کا نصاب ملک کی اکثریت اہل سنت کے معتقدات کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے، اس لیے ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن اس کا آسان حل یہ تھا کہ اسلامیات کا یہ نصاب شیعہ طلبہ کے لیے اختیاری قرار دے دیا جاتا اور اہل تشیع اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم کا اہتمام اپنی مذہبی درسگاہوں میں کرتے۔ لیکن اس پر اکتفا نہ کیا گیا اور سکولوں میں دو الگ الگ نصابوں کی بیک وقت تعلیم ضروری سمجھی گئی جس سے تعلیمی اداروں سے ہی اعتقادی محاذ آرائی کا آغاز ہو گیا۔ اسی طرح فقہ جعفریہ کے متوازی نفاذ کے مطالبہ نے بھی صورت حال خراب کی۔ جہاں تک پرسنل لاء اور شخصی قوانین کا تعلق ہے، اہل سنت نے کبھی اہل تشیع کے اس حق سے انکار نہیں کیا کہ ان کے شخصی معاملات ان کی فقہ کے مطابق ہوں۔ یہ ایک مسلمہ حق ہے جس کا اعتراف علماء کے ۲۲ نکات میں بھی کیا گیا ہے اور موجودہ دستور میں بھی انہیں یہ حق حاصل ہے۔

لیکن پوری کی پوری فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ عملاً ملک کے پبلک لاء میں دو متوازی نظاموں کے نظام کا مطالبہ ہے جو مسلمہ اصولوں کے منافی ہے۔ اور خود ایران میں بھی، جہاں شیعہ اکثریت ہے اور ولایت فقیہ کی مذہبی حکومت ہے، یہ طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔ ایرانی دستور کے مطابق ملک کا سرکاری مذہب اور پبلک لاء اکثریتی فقہ اثنا عشری جعفریہ کے مطابق ہے، اور اہل سنت کو صرف پرسنل لاء میں اپنی فقہ پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر پاکستان میں اہل تشیع نے ایران سے الگ معیار اختیار کیا اور فقہ جعفریہ کے متوازی نظام کا مطالبہ کر کے جہاں سیکولر حلقوں کو موقع دیا کہ وہ نفاذ شریعت کو فرقہ وارانہ مسئلہ قرار دے کر اس کے خلاف مہم چلائیں، وہاں شیعہ اور سنی کے الگ الگ ہونے کے تصور کو اور زیادہ پختہ کر دیا۔

شیعہ سنی کشیدگی میں اضافہ کا دوسرا بڑا سبب شیعہ لٹریچر اور شیعہ مقررین کے خطابات میں حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں توہین آمیز اور گستاخانہ جذبات کا برملا اظہار ہے۔ ازواج مطہراتؓ، خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہل تشیع کے عقائد جو بھی ہوں، یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ لیکن ایک ایسے معاشرہ میں جس کی اکثریت ان بزرگوں سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی ہو، ان کے بارے میں مخالفانہ جذبات کا اظہار ایک الگ مسئلہ ہے۔ پاکستان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق اہلسنت کی تعداد 95 فیصد ہے، اور وہ ازواج مطہراتؓ، خلفاء راشدینؓ، اور اہل بیت عظامؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ محبت و عقیدت اور ان کے احترام کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ اس حقیقت کے ادراک کے باوجود یہ بھی حقائق ہیں کہ اہل تشیع کے ذمہ دار حضرات کی کھلی بندوں تقسیم ہونے والی کتابوں اور رسالوں میں ان قابل احترام ہستیوں کے بارے میں گستاخانہ مواد موجود ہوتا ہے۔ بہت سے شیعہ مقررین کھلے خطابات میں ان بزرگوں کے بارے میں توہین آمیز باتیں کہہ جاتے ہیں اور درجنوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں جن میں صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدین کے پتلے کھلے عام جلا کر ان کے خلاف نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ صورت حال آخر کس حد تک برداشت ہو سکتی ہے؟ اہل سنت کی یہ مجبوری ہے کہ وہ ان باتوں کا جواب برابر کی سطح پر نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اہل تشیع کے اس سطح کے بزرگ یعنی حضرات ائمہ اہل بیتؓ خود اہل سنت کے بھی قابل احترام بزرگ ہیں اور ان کے خلاف کوئی بات کہنا اہل سنت کے نزدیک اسی طرح ناقابل برداشت جرم ہے جیسے حضرات صحابہ کرامؓ کی توہین ناقابل برداشت ہے۔ اس لیے اہل سنت کی طرف سے ان باتوں کا ردعمل کئی گنا زیادہ شدت اختیار کر کے اپنے سامنے کے اہل تشیع کے مقابل آ جاتا ہے۔ جو بہرحال کشیدگی اور اشتعال میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

شیعہ سنی کشیدگی میں اضافہ کا تیسرا بڑا سبب اہل تشیع کے ماتمی جلوس ہیں جو اہل تشیع کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتے ہیں، مگر اہل سنت انہیں جائز نہیں سمجھتے۔ جہاں تک امام حسینؓ اور خانوادہ نبوت کی کربلا میں شہادت اور ان کی مظلومیت کا تعلق ہے، اہل سنت کے جذبات بھی اس معاملہ میں اہل تشیع سے کم نہیں ہیں اور وہ اپنے جذبات غم، صدمہ اور محبت کا اپنے انداز میں اظہار کرتے ہیں۔ لیکن غم کے اظہار کا جو طریقہ ماتمی جلوسوں کی صورت میں اہل تشیع کی

قدسی صفت جماعت صحابہ کرامؓ پر سر عام تبراء اور گستاخانہ لیٹریچر نے سنی اکثریت ملک پاکستان کی عوام کے جذبات کو بے حد مجروح کیا

طرف سے رواج پا گیا ہے وہ اہل سنت کے نزدیک نہ صرف یہ کہ درست نہیں بلکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اہل سنت کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اہل تشیع اپنے جذبات غم کا اظہار اپنے طریقے سے کریں، بشرطیکہ وہ ان کے گھروں کی چاردیواری اور عبادت گاہوں میں محدود ہو۔ اور اس کا دائرہ اہل سنت کے گھروں اور آبادی تک وسیع نہ کیا جائے۔ سوال یہ نہیں کہ اہل تشیع کو اپنے مذہب کے مطابق ماتم کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ وہ تو طے شدہ حق ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اس کا دائرہ کار اہل تشیع تک محدود رہنا چاہیے اور ان لوگوں تک وسیع نہیں ہونا چاہیے جو اسے جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا اجتماع یا جلوس ان لوگوں کے درمیان لے آیا جائے جو مذہبی طور پر اسے جائز نہ سمجھتے ہوں، بہرحال کشیدگی پیدا کرتا ہے اور اس کشیدگی کے المناک مظاہرے کئی بار ہم اپنے ملک کے بازاروں اور سڑکوں پر دیکھ چکے ہیں۔

یہ ہیں وہ چند بنیادی اسباب جنہوں نے پاکستان میں شیعہ سنی تعلقات کو باہمی برداشت اور تعاون کی فضا سے نکال کر محاذ آرائی اور مسلح تصادم کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ ہم سپاہ صحابہؓ پاکستان کی پالیسی اور طریق کار سے متفق نہیں ہیں اور اس کا اظہار سپاہ صحابہؓ کے قائدین کے ساتھ روبرو گفتگو کے علاوہ پبلک بیانات میں بھی کئی بار کر چکے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک سپاہ صحابہؓ اس ردعمل کا نام ہے جو اہل تشیع کے مذکورہ بالا طرز عمل کے نتیجہ میں فطری طور پر نمودار ہوا ہے۔ اور ری ایکشن کی شدت اور تلخی کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہوں، اس کی ذمہ داری بہرحال اس ”عمل“ پر عائد ہوتی ہے جو اس ردعمل کو جنم دیتا ہے۔

اسباب وعوامل کے تجزیہ کے بعد ضروری ہے کہ شیعہ سنی تعلقات کے مستقبل کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کر دی جائیں۔ ہمارے نزدیک شیعہ سنی تعلقات کو مستقبل میں منفی شاہراہ پر گامزن رکھنے یا مثبت رخ دینے کا اختیار بھی اہل تشیع کے سنجیدہ راہنماؤں کے پاس ہے۔ اگر شیعہ قیادت یہ سمجھتی ہے کہ بڑھتی ہوئی کشیدگی کو بریک لگانا ضروری ہے اور باہمی برداشت اور تعاون کی سابقہ فضا کی بحالی ملک وقوم اور خود شیعہ آبادی کے لیے مفید ہے تو ابھی اس کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ اور اس منزل گم گشتہ کے حصول کے لیے سنجیدگی کے ساتھ پیش رفت کی جا سکتی ہے۔

بلکہ ذاتی طور پر خود ہمارا جی چاہتا ہے کہ تحریک نفاذ شریعت اور تحریک ختم نبوت میں اہل تشیع کا سابقہ رول بحال ہو۔ لیکن اس کے لیے شیعہ قیادت کو جداگانہ فقہ کے نفاذ اور ہر چھوٹی بڑی بات میں جداگانہ تشخص کے اظہار کا راستہ ترک

اہل تشیع کے نزدیک تینوں خلفاء کی خلافت جائز نہیں بلکہ ان کی حیثیت غاصبین اور ظالمین کی ہے

کر کے علماء کے ۲۲ متفقہ دستوری نکات کی پوزیشن پر قومی دھارے میں واپس آنا ہوگا۔ ناموس صحابہؓ کے تحفظ اور ماتمی جلسوں کے بارے میں اہل سنت کی قیادت کے ساتھ اعتماد کی فضا بحال کرنا ہوگی۔ اور اہل سنت کے مذہبی جذبات کے احترام کا عملاً یقین دلانا ہوگا۔ اور اگر شیعہ قیادت اس پوزیشن پر واپسی کو مشکل خیال کرتی ہے اور قومی دھارے سے الگ جداگانہ تشخص، موقف اور مطالبات کی راہ پر چلتے رہنا اس کے نزدیک ناگزیر امر ہے تو اس کے منطقی تقاضوں سے آنکھیں بند کر کے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ مگر اہل سنت اس پوزیشن میں بھی اہل تشیع کے ساتھ تعلقات کار کا ازسرنو تعین کرنے کے لیے تیار ہوں گے جس کے لیے ہمارے نزدیک سب سے بہتر معیار ایرانی دستور ہے۔ اور ہم اہل سنت اور اہل تشیع کے راہنماؤں کے سامنے یہ تجویز پیش کریں گے کہ:

☆ آئندہ مردم شماری شیعہ سنی بنیادوں پر کرا کے دونوں کی آبادی کا صحیح تناسب معلوم کر لیا جائے تا کہ باہمی حقوق کا تعین عملاً ممکن ہو جائے۔

☆ ایران کے دستور میں اکثریت اور اقلیت کے لیے جو دائرہ مقرر کیا گیا ہے، اسے معیار تسلیم کر کے پاکستان میں دستوری ترامیم کے ذریعہ اسے مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے۔

☆ آبادی کے صحیح تناسب کے مردم شماری کے ذریعہ تعین کے بعد فوج اور سول کی ملازمتوں اور اسمبلیوں کی نمائندگی کے لیے اسی بنیاد پر تناسب طے کر دیا جائے تا کہ کوئی فریق دوسرے کے حقوق پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کے سنجیدہ اہل دانش ان تجاویز کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لے کر بڑھتی ہوئی شیعہ سنی کشمکش کی روک تھام کے لیے موثر کردار ادا کریں گے۔“

☆☆☆☆☆☆

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم کرم جناب ....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹوسٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/560 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں؟

1 | 5 | 10 | 50 | 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں..........

پتہ..........

مبلغ..........روپے بذریعہ..........

دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ..........دستخط..........

رابطہ ایڈیٹر
نظام خلافت راشدہ
بخاری چوک قائم بازار سمندری
صبح 8 سے شام 5 بجے
0306-7810468

صحابہ کرامؓ اعلیٰ تہذیب و تمدن کے شاہکار

علامہ ضیاءالرحمن فاروقی شہیدؒ کے قلم سے

طرز معیشت:

مورخین یورپ کے خیال کے مطابق صحابہ کرامؓ کی معیشت کا تمام تر دارو مدار صرف مال غنیمت رہ گیا تھا، یہ خیال بے بنیاد ہے دراصل صحابہ کرامؓ کا ذریعہ معاش تجارت وزراعت اور حرفت تھا ان میں بڑے بڑے تاجر بھی تھے، پیشہ زراعت میں حیرت انگیز مالدار اور بے انتہاء کاروباری لوگ بھی شامل تھے۔

ہاں معاشی بدحالی کے خوفناک تھپیڑے ضرور انہیں سہنا پڑے اور عسرت و تنگ حالی کی مشکلات اٹھانا پڑیں مگر وہ اس حالت میں بھی صبر و شکر کے پیکر تھے اور خوشی میں بھی ان کی خدا خوفی میں سر مو فرق نہ آیا تھا۔

صحابہ کرامؓ معاشی تنگ دستی میں:

☆:.....سیدنا ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی اسماءؓ کا نکاح حضرت زبیرؓ سے ہوا وہ اس قدر مفلس تھے کہ شادی کے وقت گھر میں ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماءؓ خود اس گھوڑے کے چارے انتظام کرتیں۔

ہونے پر نکاح پڑھادیا۔

☆:.....حضرت عبدالمطلب بن ربیعہؓ اور الفضل بن عباسؓ خاندان نبوت سے تھے لیکن نکاح کا کوئی سامان نہ تھا، نبی کریمؐ نے اپنی جانب سے نکاح کا سامان کیا۔

☆:.....سیدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کے نکاح کے وقت سیدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس ایک زرہ کے سوا مہر کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔

ایک دفعہ سیدنا علی المرتضیٰؓ گھر تشریف لائے اور دیکھا کہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ رو رہے ہیں..... پوچھا فاطمہؓ ان کے رونے کی وجہ، سیدہ فاطمہؓ بولیں..... یہ بھوک سے بے تاب ہیں اور کھانے کو گھر میں کوئی چیز نہیں۔

☆:.....سیدنا مصعب بن عمیرؓ بڑے ناز و نعم میں پلے تھے مگر جب کلمہ پڑھا تو گھر سے نکال دیئے گئے بوسیدہ پیوند شدہ کپڑے پہنتے تھے اور احد کے میدان میں جب شہید ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیرؓ کو کفن پورا نہیں آتا تھا، نبی کریمؐ پہلے والی ان کی مالداری کے تصور سے رو دیئے۔

☆:.....سیدنا ابوہریرہؓ بھوک کی تکلیف سے راہ گزر

جب کسی قوم کے پاس دنیا کا مال اس کثرت سے آتا ہے اس کے دل میں حسد اور کینہ کی ہوس اٹھتی ہے، اللہ میں تیری ناراضگی سے ڈرتا ہوں..... سیدنا عمرؓ کے آنسو تھم نہیں رہے تھے اور مجلس احباب پر ہو کا عالم تھا۔

☆:.....عہد انبساط میں سیدنا عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی چھت ساگوان کی لکڑی حرم اور مسجد نبویؐ کی دیواروں میں چاندی کا کام کروادیا۔ عہد عثمانیؓ میں سلطنت مدینہ کی آمدنی بڑھ گئی سارے ملکوں سے دولت کھنچی چلی آتی تھی، آپؓ نے بڑے بڑے خزانے بنوائے، آپؓ کی شہادت کے وقت بیت المال میں تین کروڑ پانچ لاکھ درہم، ڈیڑھ لاکھ دینار نقد اور چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ موجود تھے، آپؓ نے دو لاکھ کے سامان کے صدقے کی وصیت فرمائی تھی۔

☆:.....حضرت عمرؓ کو خیبر کی زمین میں سے حصہ ملا نبی کریمؐ سے کہنے لگے اس سے بہتر کوئی جاگیر نہیں دیکھی، اس کے متعلق نبی کریمؐ نے حکم دیا "اسے صدقہ کردو"۔ چنانچہ آپؓ نے راہ حق میں غرباء کو دے دی۔ (حیاۃ الصحابہؓ ص ۱۷۵ ج ۲)

اگر صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل، معیارِ صداقت نہ ہوتا تو اسلام میں پختہ مکان، اعلیٰ عمارتیں اور بلند تعمیر کی قطعاً اجازت نہ ہوتی

☆:.....سیدنا سلمان فارسیؓ کا اپنا مکان کوئی نہ تھا وہ دیواروں اور درختوں کے سائیوں میں پڑے رہتے تھے۔ پھر جب گھر بنایا تو گھر میں ایک پیالے اور ایک لوٹے کے سوا کچھ نہ تھا۔

☆:.....سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے گھر کے کل سامان کی قیمت ۱۰۰ درہم سے زائد نہ تھی۔

☆:.....ایک صحابیؓ نے ایک عورت سے شادی کرنا چاہی، نبی کریمؐ نے فرمایا..... "کچھ مہر کے لئے بھی ہے"۔

وہ صحابیؓ بولے "یہ تہبند ہے"

نبی کریمؐ نے فرمایا "اگر یہ تہبند تم نے اس کو دے دیا تو تمہاری ستر پوشی کیسے ہوگی، کچھ اور تلاش کرو"۔

وہ صحابیؓ گئے پھر واپس آئے اور کہا "یا رسول اللہ! کچھ نہیں ملا"۔ نبی کریمؐ نے قرآن پاک کی چند آیتیں یاد

میں لیٹے ہوئے تھے بالآخر نبی کریمؐ تشریف لائے اور ساتھ لے گئے نبی کریمؐ کے پاس دودھ کا پیالہ پی کر شکم سیر ہوئے۔

☆:.....میدان خندق میں بھی نبی کریمؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی بھوک کے ستائے ہوئے تھے کئی روز گزر گئے مگر ان کے عزم و استقلال اور جذبہ شوق جہاد میں سر مو فرق نہ آیا تھا۔

☆:.....شعب بن ہاشم میں جب نبی کریمؐ کو نظر بند کیا گیا تو 36 افراد (صحابہؓ) آپؐ کے ساتھ تھے، سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا بھائی ایک سیر جو روزانہ بھیجتا تھا اسی پر 36 افراد گزارا کرتے تین سال تک یہی سلسلہ جاری رہا۔

سخاوت وفیاضی کی حیرت انگیز تاریخ:

ایک مرتبہ فارس مال غنیمت سے زمرد یاقوت اور دوسرے جواہرات حضرت عمرؓ کے دربار میں آئے تو آپؓ رو دیئے۔

حضرت عمرؓ کے یہاں ایک مرجانہ تھی ان کا بیان ہے جب میں نے دنیا میں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ پائی تو اس آیت کا مفہوم پا کر خیرات کردی۔

ترجمہ:..... "ہرگز بھلائی حاصل نہیں کرسکتے جب تک اپنی محبوب چیز کو خیرات نہ کرو"۔

سعدؓ بن منکدر نے مندرجہ بالا آیت کے نزول کے بعد اپنا محبوب گھوڑا خیرات کردیا۔

☆:.....حضرت سعد بن ربیعؓ اتنے دولت مند صحابیؓ تھے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے 40 ہزار درہم قرض لئے تھے، نبی کریمؐ جب مدینہ میں ہجرت کے بعد سعد بن ربیعؓ انصاری اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان مواخات کرائی تو سعدؓ نے کہا میں مدینہ کا سب سے بڑا مالدار آدمی ہوں مجھ سے آدھا مال لے لو اور میری دو

ہاتھ ایک باغ سات لاکھ میں فروخت کیا اور پوری رقم اہل مدینہ میں تقسیم کردی، ان کی فیاضی کے باعث انہیں طلحہؓ الفیاض، طلحۃ الجود، طلحۃ الطلحاء کہا جاتا تھا۔

☆:......یعلیٰؓ بن امیہ نے چار لاکھ روپے سے حضرت زبیرؓ کی امداد کی، خاندان قریش کے ستر آدمیوں کو سواریاں دیں، جنگ جمل میں سیدہ عائشہؓ جس سواری پر سوار تھیں وہ انہوں نے ہی دی تھی (تمدن عرب)

☆:......خباب بن ارتؓ کا بیان ہے کہ ایک وقت میں غربت وافلاس میں بہت ہی آگے تھا اور اب چالیس ہزار گھر کے ایک گوشہ میں پڑے ہیں یہ کہہ کر رودیے اور فرمایا ڈر لگتا ہے کہ آخرت کا بدلہ یہاں تو نہیں دے دیا گیا۔

☆:......زید بن ثابتؓ نے اپنے پیچھے سونے اور چاندی کی سلیں چھوڑیں تھیں جو ہتھوڑے سے کاٹی جاتی تھیں نقد رقم ایک لاکھ دینار تھی۔ (تمدن عرب)

☆:......حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نقد سرمایہ کی زکوٰۃ پچاس ہزار ادا کی تھی، وراثت میں آپؓ نے ڈھائی لاکھ درہم چھوڑے۔ (تمدن عرب)

☆:......حضرت حکیمؓ نے ایک مرتبہ حج میں سو قربانی کے جانور ذبح کئے، سو غلام آزاد کئے۔

☆:......حضرت سعد بن عبادہؓ روزانہ قلعہ سے آواز دیتے تھے جس کو گوشت اور چربی کی خواہش ہو وہ یہاں آئے، رسول اللہؐ کے لئے زیادہ کھانا وہیں پر ہی بھیجتے تھے، اصحاب صفہؓ کی معاش کا مسئلہ زیادہ تر انہی کی فیاضی سے حل ہوتا تھا۔

☆:......حضرت منکدرؓ بن عبداللہؓ سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بولیں تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بولیں اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو شادی کے لئے تمہیں دے دیتی اتفاق سے حضرت امیر معاویہؓ نے روپے بھیجے، سیدہ عائشہؓ نے فوراً دس ہزار درہم بھجوادیے انہوں نے ایک لونڈی خریدی ان سے متعدد بچے پیدا ہوئے۔

☆:......حضرت سعیدؓ بن عاصی کوفہ کے گمرانہ میں تھے انتقال کا وقت آیا تو اسی ہزار درہم قرض تھا بیٹے نے پوچھا یہ قرض کیونکر ہوا تو انہوں نے فرمایا "کسی شریف کی حاجت افزائی کی اور کسی حیادار آدمی کو سوال کرنے سے پہلے دے دیا اس میں یہ قرض ہوا"۔

صحابہ کرامؓ کے کاروباری وتجارتی ادارے:

صحابہ کرامؓ کی تجارتی اشیاء کے چند نام :......

(1):......کھانے کا مصالحہ (2):......خوشبو دار جڑی بوٹیاں (3):...... چمڑے کی رنگداری وخرید وفروخت (4):...... کھجوروں کی پیوندگی (5):......تیل کی فروخت (6):......زیتون کی خرید وفروخت عطریات اور اذخر کی تجارت (7):......چاندی کا کاروبار۔ وغیرہ شامل تھا

> **صحابہ کرامؓ کے ابتدائی حالات انتہائی بدحالی، بے سروسامانی اور غربت میں گزرے مگر ان کی قربانیوں کی بدولت اللہ پاک نے پوری دنیا کے خزانے ان کے قدموں میں نچھاور کردیئے**

مہاجرین صحابہؓ تجارت کی طرف راغب تھے اور انصار کھیتی باڑی کی طرف، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کپڑے کے بڑے تاجروں میں تھے......ہاں مگر اتباع رسولؐ کے پیکر، سخاوت کے دلدادہ اور شب بیدار وسادہ مزاج تھے۔ دولت کی جھنکاریں ان کے قلوب کو راہ پیغمبرؐ سے ایک انچ دور نہ ہٹا سکی تھیں۔

☆:......حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تیر فروش اور درختوں کے کاروباری تھے مگر یہ کام ان کو اسلام کے فرائض کی بجاآوری سے نہ روک سکتا تھا۔

☆:......حضرت عمر بن وقاصؓ قصاب تھے اور چمڑے کا کاروبار کرتے تھے، نرم خو، سادہ طبیعت، مزاج متقی اور پرہیزگار تھے۔

☆:......حضرت ابوسفیانؓ زیتون کا تیل فروخت کرتے تھے۔

☆:......حضرت عفیفؓ کندی عطریات کے تاجر تھے۔

☆:......حضرت صہیب رومیؓ نے مکہ میں کپڑے کا کاروبار کیا تھا۔

☆:......حضرت زبیرؓ خیاطی کا کاروبار کرتے تھے۔

> **مال وزر کی کثرت بھی صحابہ کرامؓ کی عاجزی وانکساری پر اثر انداز نہ ہو سکی**

☆:......ام المومنین سیدہ سودہؓ طائف کا ادیم بنا کر فروخت کرتی تھیں۔

☆:......بعض صحابہ کرامؓ شہد کی مکھیوں کے چھتوں کے نگران تھے ان سے شہد نکال کر گزر اوقات کرتے تھے (ابوداؤد)

☆:......ایک صحابیؓ نے نبی کریمؐ سے مصافحہ کیا تو آپؐ نے فرمایا تمہارے ہاتھ پر نشان کیسے؟ وہ بولے پتھر پر کدال اچھالتا ہوں اور ان سے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں تو نبی کریمؐ نے اس کے ہاتھ چوم لئے (اسد الغابہ)

صحابہ کرامؓ کے تجارتی اصول:

(1):......صداقت اور راستی (2):......ایک دام ایک کلام (3):......بین الاقوامی تجارتی قواعد کی پابندی (4):...... کھیتی باڑی میں کسی کی حق تلفی نہ کرنا (4):......تجارتی معاملات میں صاف گوئی (5):......رہن وقرض کے معاملہ میں مکمل دیانت (6):......خریدار سے دھوکا یا فریب کرنے سے مکمل گریز (7):......ذخائر کے جمع کرنے اور زیادہ بھاؤ میں فروخت کرنے سے اجتناب (8):......غرباء ومساکین کے لئے معاشی مراعات کا استعمال (9): تجارتی شرکت مضاربتی تجارت اور تھوک وپرچون ہر قسم کے معاملہ میں امانت داری (10):......ملازموں کو برموقع اجرت مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی (12):......سودا، پر زبان ہو جانے کے بعد طمع آزاد ہو کر استقامت کے ساتھ قائم رہے۔

کپڑوں میں پیوند لگانا ان کے یہاں عار نہ تھا عام زندگی میں ایک ایک چادر پر ہی صحابہ کرامؓ نے رات دن گزار دیے، صحابہ کرامؓ نے پھٹے اور بوسیدہ کپڑے بھی پہنے اور عمدہ لباس بھی زیب تن کیا جب تمام صحابہ کرامؓ معاشی تنگی میں مبتلا تھے تو ہر فرد کے پاس صرف ایک یا دو کپڑے ہوتے تھے ان میں بھی چمڑے کے پیوند نمایاں ہوتے تھے رفتہ رفتہ جب زمین نے صحابہ کرامؓ کے لئے تمام خزانے اگل دیے تو انہوں نے ہر حاجت مند کی حاجت پوری کی جو کچھ بچا اس سے عمدہ کپڑے بنوائے، صحابہ کرامؓ عام طور پر سفید کپڑوں کے عادی تھے۔ تاہم رنگ دار لباس بھی پہنتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی غذاء کھجور، جو کی روٹی، زیتون کا تیل، میوے کی چپاتی، ستو اور گھی کا حلوہ، ہر قسم کا حلال گوشت، دودھ یہ صحابہؓ کی غذاء تھی مگر انہوں نے تنگی میں درختوں کے پتے بھی کھائے کھجوروں کی گٹھلیوں پر بھی گزارا کیا، ایک

ایک کھجور پر رات دن بسر کیے پیٹ پر پتھر بھی باندھے۔

صحابہ کرامؓ کے مکان:

ابتداء ابتداء میں صحابہ کرامؓ کے مکانوں کی حالت ناگفتہ ہوتی تھی ان کے مکان نہایت پست اور مختصر ہوتے تھے، ان کے مکانات میں جائے ضرورت کا وجود نہ تھا، دروازوں پر پردے نہ تھے، راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے بعد میں اس قدر ترقی ہوئی دروازے پر پردے بنائے گئے اور اعلیٰ مکان تعمیر کیے گئے، حضرت عمرؓ نے جب رہ آباد کیا تو عام حکم دیا تین کمرے سے زیادہ نہیں بناؤ اور مکان زیادہ اونچا نہ کرو اور سنت پر قائم رہو تمہاری سلطنت بھی باقی رہے گی۔ (طبری)

☆:......حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں تمدن نے اور ترقی کی اس لئے صحابہ کرامؓ نے عظیم الشان مکانات بنوائے حضرت زبیرؓ نے بصرہ اور اسکندریہ میں عمدہ مکانات تعمیر کرائے۔

☆:......حضرت طلحہؓ نے مدینہ میں اینٹ اور چونے سے پختہ مکان بنوایا اس میں ساگوان کی سرکریاں لگوائیں۔

☆:......حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مقام عقیق میں ایک نہایت وسیع اور پر فضاء مکان تعمیر کرایا اور اس کے اوپر کنگرے بنوائے۔

☆:......حضرت مقدادؓ نے مدینہ میں ایک مکان بنوایا جس کی دیواریں بالکل پختہ تھیں، حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مزید ترقی ہوئی تو انہوں نے عظیم الشان قصر تعمیر کرایا جس کا نام قصر بنی جریلہ تھا جو قلعہ کا کام بھی دے سکتا تھا۔

غور کر کے اصحاب رسول کی اعلیٰ تہذیب کو دیکھئے اور یقین کیجئے انہی کے طرز کو معیار بنا کر ہم آج اپنی زندگی کو بہتر کر سکتے ہیں کیونکہ نبی کریم کا ارشاد پاک ہے۔

"جس صحابی کا طرز اپناؤ گے فلاح پاؤ گے"۔

اگر ہر صحابیؓ کا طرز عمل معیار صدق نہ ہوتا تو اسلام میں پختہ مکان، اعلیٰ عمارت اور بلند تعمیر کی قطعاً اجازت نہ ہوتی۔

سامان آرائش:

صحابیات مصنوعی زیورات اور سادہ لباس استعمال کرتی تھیں، احادیث میں گلدستے، بازو بند، کڑے، بالی، انگوٹھی، چھلے اور لونگ کے ہار کا نام ملتا ہے۔

صحابیات سرمہ اور مہندی کا بھی استعمال کرتی تھیں۔

عصر حاضر کی تہذیب کو دیکھئے کہ غیرت وحیا مفقود ہو گئے ہیں، بعض عورتیں سروں سے دوپٹے اتار کر مردانہ لباس زیب تن کر کے چوکوں اور شاہراہوں میں نکلتی ہیں ہر کوئی ان کو دیکھ کر ہوس کا نشانہ بنانے کے لئے گمراہی کے غار میں گرنا چاہتا ہے۔

نئے نئے ڈیزائن کے کپڑوں کی آرائش اور اونچی ایڑی والے جوتوں کی اٹک ملک انسانی نفوس کو برانگیختہ کرتی ہیں، قانون تماشہ دیکھتا ہے، اغواء عام ہے، بیٹیوں کی عصمت محفوظ نہیں رہی، ماں بیٹی کا اسلامی تصور لٹ چکا ہے، خواہشات صرف نفس پرستی تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں، ہمیں ازدواجی کمزوریوں نے پکڑ لیا ہے اور عصمت وعفت کی چادر معصیت کے دھبوں سے آلودہ ہو گئی ہے۔

آیئے اور دیکھئے کہ مدینہ میں چودہ سو سال پہلے کی تہذیب میں آرائش بھی ہے زیبائش بھی، حسن بھی ہے کمال بھی، تکمیل خواہش کا تصور بھی اور عزت نفس کا انحصار بھی، عصمت کی حفاظت کی یقین دہانی بھی ہے اور عورت کی ناموس کا بقا بھی، کوئی تصور کر سکتا ہے اور اس قدر معصومیت کی چادر ان عورتوں کے زیب تن ہے تا آنکہ فضا ملکوت بھی ان کی پاکدامنی کی قسم کھاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سپاہ صحابہؓ پر پابندی ختم ہوگئی

رپورٹ، سلیم عباسی

ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے مشن کیلئے کام کرنے والی تنظیم "سپاہ صحابہؓ پاکستان" کی بحالی کی خبر سے ملک بھر میں کارکنوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ عدالت عظمیٰ نے 13 سال بعد سپاہ صحابہ کو کالعدم قرار دینے کا صدارتی ریفرنس خارج کر دیا۔ مگر حکومت نے عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر سپاہ صحابہؓ کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا، البتہ وفاقی وزارت داخلہ کی رسمی کاروائی ہونا باقی ہے۔ ذرائع کے مطابق حکومت سپاہ صحابہؓ کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کرنا نہیں چاہتی کیونکہ سپاہ صحابہؓ کی بحالی سے نواز شریف حکومت پر کالعدم تنظیموں کی حمایت کا الزام لگانے والے مخالفین کی طرف سے مزید مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا اس لیے سپاہ صحابہؓ کی بحالی مشکل نظر آرہی ہے۔

اہلسنت والجماعت کی مرکزی قیادت کا کہنا ہے کہ حکومت عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کرے اگر حکومت نے سپاہ صحابہ کو بحال نہ کیا تو وہ دوبارہ عدالت سے رجوع کریں گے۔

تبصرہ کتب

▷ اچھی کتابیں کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جب تک کسی کتاب کا تعارف نہ ہو اس وقت مارکیٹ میں اس کی مؤثر ترسیل ممکن نہیں ہو سکتی۔ ہم نظام خلافت راشدہ کے ان صفحات میں نئی کتابوں کا تعارفی سلسلہ "تبصرہ کتب" کے نام سے شروع کر رہے ہیں۔ جو مصنفین اپنی کتابوں کا تعارف کروانا چاہتے ہیں وہ کتابیں روانہ فرمائیں۔

▷ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب کا خود تعارف لکھ کر بھیج دے گا۔ وہ بھی ہم شائع کر سکتے ہیں۔

تبصرہ کے لئے 2 عدد کتابیں آنی ضروری ہیں

کتابیں بھیجنے کے لئے پتہ

انچارج تبصرہ کتب

نظام خلافت راشدہ

بخاری چوک قاسم بازار سمندری

فیصل آباد پاکستان

صبح 8 سے شام 5 بجے

0306-7810468

زوجہ رسول ﷺ ام المومنین

سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

تحریر: سفیان علی فاروقی

نام:

اصلی نام زینب تھا نبی کریمؐ نے ان کا نام صفیہ رکھا۔

خاندان:

یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے سردار اعظم حیی بن اخطب کے گھر پیدا ہوئیں، ان کی والدہ کا نام ضرہ بنت سموئل تھا۔ قبیلہ بنونضیر حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ھارونؑ کی اولاد سے تھا،

سیدہ صفیہؓ انتہائی ذہین وعقلمند، امانت ودیانت دار، نہایت خوبصورت وخوب سیرت، بردبار وشریف النفس اور عالی نسب تھیں زاہدہ وعبادت گذار تھیں، خواتین ان سے مسائل پوچھنے کافی تعداد میں آتی تھیں۔ یہ کھانا بہت عمدہ پکاتی

میرا خاوند محمد رسول اللہؐ، میرا باپ ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ ہیں

تھیں اور طبیعت میں فیاضی بہت زیادہ تھی اور اکثر کھانا پکا کر نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں بھیجتی رہتی تھیں جس کا تذکرہ احادیث کی کتب میں موجود ہے، نبی کریمؐ ان کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔

جب ام المومنینؓ بنیں:

ام المومنین بننے سے پہلے زمانہ کفر میں سیدہ صفیہؓ کی شادی سلام بن مشکم سے ہوئی اور اس کے بعد دوسری شادی کنانہ بن ربیع سے ہوئی جو کہ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے مقابلے میں مارا گیا۔

محرم الحرام سات ھجری میں جب خیبر فتح ہوا تو تمام اسیران کو اکھٹا کیا گیا ان میں سیدہ صفیہؓ بھی تھیں، فتح کے بعد جب مال غنیمت وغیرہ تقسیم کیا گیا تو سیدہ صفیہؓ حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں ایک صحابی نے عرض کیا......

یارسول اللہؐ! سیدہ صفیہؓ بنونظیر اور بنوقریضہ کی شہزادی ہیں ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضہ ہے کہ آپؐ خود ان سے نکاح فرمائیں چنانچہ نبی کریمؐ نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور سیدہ صفیہؓ کو آزاد کر کے خود ان سے نکاح فرمایا، اسی غزوہ خیبر میں سیدہ صفیہؓ کے والد، بھائی اور شوہر مقتول ہوئے۔

ولیمہ:

نبی کریمؐ نے جو کچھ صحابہؓ اور آپؐ کے پاس کھانے پینے کا سامان تھا سب جمع کیا اور اس طرح کائنات کے سردار، خدا کے سب سے زیادہ محبوب بندے، شافع محشر، ساقی کوثر کا ولیمہ ہوا جو کہ ہمارے اس پرفتن اور مہنگائی زدہ معاشرے کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

واقعات:

امام بیہقیؒ نے سیدہ صفیہؓ کی زبانی ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کے والد حیی اور چچا ابو یاسر یہودیوں کے بڑے سردار اور علماء میں سے تھے، جب نبی کریمؐ نے ھجرت فرمائی تو یہ دونوں نبی کریمؐ کو دیکھنے کے لئے قباء گئے اور واپسی پر کافی تھکے ہوئے گھر لوٹے اور ان کے چہروں پر پریشانی وتفکر کے آثار تھے، دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ یہ وہی سچا نبیؐ ہے جسکی خبر اور بشارت ہماری آسمانی کتابوں میں درج ہے اس کے بعد ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی سے پوچھا اب ہمیں کیا کرنا چاہئے تو حیی بن اخطب نے جواب دیا "بخدا میں زندگی بھر اس کی مخالفت کرتا رہوں گا"۔

زیرک وذہین سیدہ صفیہؓ نے یہ ساری گفتگو سنی اور اس کے متعلق سوچنے لگیں یہ پہلی ضرب تھی جو ان کے دل کو لگی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ روایات میں ملتا ہے کہ نبی کریمؐ نے ان کی آنکھ کے اوپر زخم کا نشان دیکھا تو ان سے زخم کی بابت پوچھا، سیدہ صفیہؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ! میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ "چاند آسمان سے اترا اور میری گود میں آ گرا"۔ میں نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے میرے منہ پر زوردار تھپٹر مارا پھر گالی دے کر کہا کہ اس کی تعبیر یہی ہے کہ تم یثرب کے بادشاہ پر فریفتہ ہو (اس کا اشارہ نبی کریمؐ کی طرف تھا) یہ نشان اسی تھپٹر کی وجہ سے ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے کسی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا......

"تم کہہ دیتی بی بی سنو! میرا خاوند محمد رسول اللہؐ، میرا باپ ھارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ ہیں"۔

سیدنا عثمان غنیؓ کے گھر کا جب محاصرہ ہوا تو خود سواری پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں جب اشتر کی ان پر نظر پڑی تو اس بدبخت نے سواری کو مارنا شروع کر دیا اور جبراً ان کو واپس لوٹا دیا یہ گھر واپس آئیں اور حضرت حسنؓ کو اس بات پر مامور کیا کہ ان کے گھر سے حضرت عثمانؓ کا کھانا اور پانی لے کر جایا کریں۔

مرویات:

سیدہ صفیہؓ سے دس روایات نبی کریمؐ کی مروی ہیں، جو کہ احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

وفات:

سیدہ صفیہؓ نے صفر المظفر 50ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اس وقت ان کی عمر 60 سال تھی۔

☆☆☆☆☆

مبارکباد

ہم مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا نعمان فاروق ضیاء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ادارہ

الحمد للہ! سلسلہ وار "نظام خلافت راشدہ" اپنی زندگی کے پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ حسب روایت ربیع الاوّل کے مہینہ میں آنحضور ﷺ کی سیرت پر خصوصی مضامین شائع ہوں گے۔ لہٰذا جنوری 2015ء کا شمارہ خصوصی

سیرت النبی ﷺ نمبر ہوگا

اس شمارے کا ہدیہ حسب سابق /-40 روپے ہوگا۔ خصوصی شمارہ میں اپنے اشتہار شائع کروانے کے لیے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

انچارج شعبہ اشتہارات: نظام خلافت راشدہ فیصل آباد 041-3420396/03067610468

تاریخِ اسلام کا اہم واقعہ

ہجرتِ نبی کریم ﷺ

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت:

جب انصار کے اس قبیلہ (اوس وخزرج) نے رسول اللہؐ سے بیعت کرلی، آپؐ اور آپؐ کے ماننے والوں کی حمایت و مدد کا عہد کیا تو بہت سے مسلمان ان کی پناہ میں آگئے، رسول اللہؐ نے ان تمام مسلمانوں کو جو آپؐ کے ساتھ مکہ میں تھے مدینہ ہجرت کرنے اور انصار سے مل جانے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ......

"اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کچھ بھائی اور گھر بار مہیا کردیئے ہیں جہاں تم امن کے ساتھ رہ سکتے ہو"۔

> اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کچھ بھائی اور گھر بار مہیا کردیئے ہیں جہاں تم امن کے ساتھ رہ سکتے ہو

یہ سن کر لوگ جماعتیں بنا بنا کر ہجرت کرنے لگے خود رسول اللہ مکہ میں ٹھہر کر ہجرت کے بارہ میں حکم الٰہی کے منتظر رہے۔ مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت کوئی ہنسی کھیل نہ تھا جس کو قریش ٹھنڈے کلیجے برداشت کرلیتے انہوں نے اس انتقال آبادی اور نقل وحرکت کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کردیں اور مہاجرین کو مختلف آزمائشوں اور تکلیفوں میں ڈالنا شروع کیا لیکن مہاجرین بھی اس رائے کو بدلنے والے اور اپنا قدم پیچھے ہٹانے والے نہ تھے وہ کسی قیمت پر بھی مکہ میں رہنا پسند نہ کرتے تھے چنانچہ کسی کو اپنی بیوی اور بچوں کو مکہ میں چھوڑ کر تنہا جانا پڑا جیسا کہ ابوسلمہؓ کے ساتھ پیش آیا کسی نے اپنی زندگی بھر کی کمائی ہوئی پونجی سے ہاتھ دھوئے جیسا کہ حضرت صہیبؓ نے کیا۔

ام سلمہ خود روایت کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہؓ نے مدینہ ہجرت کا پختہ عزم کرلیا تو سفر کے لئے اپنا اونٹ تیار کیا مجھ کو اس پر سوار کرایا اور میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو میری گود میں دے دیا پھر اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لی اور روانہ ہوئے جب بنی المغیرہ کے کچھ لوگوں کی نظر پڑی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہاری حد تک ٹھیک ہے تم اپنے کو بچا کر جا رہے ہو ان بی بی کو ہم تمہاری ہمرکابی کے لئے کیسے چھوڑ سکتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے یہ دیکھ کر بنو عبدالاسد میں جو ابوسلمہ کے حمائتی تھے سخت اشتعال پیدا ہوا، انہوں نے کہا خدا کی قسم تم نے ان کو ہمارے بھائی سے چھین لیا لیکن ہم اپنے لڑکے کو اب ان کے پاس ہرگز نہیں چھوڑیں گے اس کے بعد دونوں میں میرے بچہ پر کشاکش شروع ہوگئی اور دونوں اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے حتیٰ کہ اس کا ہاتھ اکھڑ گیا بنو عبدالاسد اس کو چھین لینے میں کامیاب ہوگئے اور اس کو اپنے ساتھ لے گئے، بنو المغیرہ نے مجھے اپنی قید میں کر لیا میرے شوہر مدینہ روانہ ہو چکے تھے اس طرح میرے لڑکے، میرے شوہر اور میں، تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

میں ہر صبح کو باہر آتی اور "ابطح" میں بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی اس پر پورا ایک سال گزر گیا ایک دن بنوالمغیرہ ہی میں سے میرے چچازاد بھائیوں میں سے ایک بھائی کی مجھ پر نظر پڑی اور میری اس حالت کو دیکھ کر اسے رحم آیا اور اس نے بنوالمغیرہ سے کہا کہ اس غریب کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے تم نے اس کو شوہر اور بیٹے دونوں سے محروم کردیا ہے؟ وہ کہنے لگے اگر تمہارا دل چاہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ اس وقت بنو عبدالاسد نے میرا لڑکا مجھے واپس کیا میں نے اپنا اونٹ تیار کیا بچہ گود میں لیا اور مدینہ میں اپنے شوہر کی تلاش کے لئے چل کھڑی ہوئی اس حالت میں کہ اللہ کا کوئی بندہ میرے ساتھ نہ تھا جب میں "تنعیم" تک پہنچی تو میری ملاقات عثمان بن طلحہؓ سے ہوگئی جو بنی عبدالدار میں سے تھے وہ دیکھتے ہی بولے ابی امیہ کی لڑکی! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا مدینہ میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں، انہوں نے کہا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے جواب دیا میرے ساتھ اللہ کے سوا اور اس بچہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے کہنے لگے خدا کی قسم تمہیں منزل پر پہنچنا آسان نہیں ہے، انہوں نے اونٹ کی نکیل اپنے ہاتھ میں لے لی اور مجھے لے کر آگے روانہ ہوئے خدا کی قسم جن لوگوں سے اب تک میرا واسطہ پڑا ہے میں نے کسی کو بھی ان سے زیادہ شریف اور کریم النفس نہیں پایا، جب کوئی منزل آتی اور رکنا پڑتا تو وہ اونٹ کو بٹھا کر علیحدہ ہٹ جاتے جب میں اتر آتی تو اونٹ کے پاس آ کر سامان اتارتے پھر ایک درخت سے اس کو باندھتے پھر کسی درخت کے سایہ میں لیٹ جاتے جب شام ہوتی اور روانگی کا وقت آتا تو اٹھتے اونٹ کو تیار کرتے سامان وغیرہ اس کے اوپر لادتے پھر وہاں سے کچھ دور ہٹ جاتے اور مجھ سے کہتے کہ بیٹھ جاؤ جب میں اچھی طرح بیٹھ جاتی تو آ کر اس کی نکیل تھام لیتے اور اسی طرح دوسری منزل تک پہنچتے اسی طرح کرتے ہوئے انہوں نے مجھے مدینہ پہنچایا جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کے گاؤں "قبا" پر پڑی تو مجھ سے کہنے لگے کہ تمہارے شوہر اسی گاؤں میں ہیں اب تم اللہ کا نام لے کر وہاں چلی جاؤ، یہ کہہ کر انہوں نے مجھے رخصت کردیا اور مکہ کے لئے روانہ ہوگئے۔

وہ کہتی تھیں کہ اسلام میں کسی گھرانہ کو وہ تکالیف نہیں اٹھانی پڑیں جو ابوسلمہؓ کے گھر والوں نے اٹھائی ہیں اور میں نے کسی شخص کو عثمان بن طلحہؓ سے زیادہ شریف اور باحوصلہ نہیں پایا۔

جب حضرت صہیب رومیؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ایک حقیر سائل اور مفلس کی حیثیت سے ہمارے پاس آئے تھے ہمارے یہاں رہ کر تم اتنے دولت مند بن گئے اور یہ حیثیت تم نے حاصل کرلی اب تم چاہتے ہو کہ اپنے سارے سامان وجان کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا، سیدنا صہیب رومیؓ نے ان سے کہا کہ اگر میں یہ مال واسباب تمہارے حوالہ کردوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے؟۔

انہوں نے کہا "ہاں"۔

سیدنا صہیبؓ نے جواب دیا کہ "میں یہ سارا مال تمہیں دیتا ہوں"۔

جب رسول اللہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ "رَبِحَ صہیبؓ، رَبِحَ صہیبؓ"

ترجمہ:...... "صہیبؓ نفع میں رہے، صہیبؓ نفع میں

رہے" (ابن کثیر بحوالہ ابن حشام ج ۲ ص ۲۲۳)

اس موقع پر جن لوگوں نے مدینہ ہجرت کی ان میں حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت ابو حذیفہؓ حضرت عثمان بن عفانؓ اور بہت سے صحابہ کرامؓ شامل تھے اس کے بعد ہجرت کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا اور رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ میں دو آدمیوں کو چھوڑ کر (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ) صرف وہی باقی بچا جو کسی معذوری سے نہیں جا سکا یا وہ جو کسی آزمائش اور فتنہ میں پڑ گیا۔

دو ہی شخص تھے جن میں ایک (ابو بکرؓ) دوسرے (رسول اللہؐ) جب دونوں غار ثور میں تھے اس وقت پیغمبرؐ نے اپنے رفیق کو تسلی دی کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے

رسول اللہؐ کے خلاف قریش کی سازش اور ناکامی:

جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسول اللہؐ کے مدینہ میں اس قدر حامی و مددگار پیدا ہو گئے ہیں اور وہاں ان کا کوئی زور نہیں چل سکتا تو انہوں نے رسول اللہ کی مدینہ ہجرت سے بہت خطرہ اور خوف محسوس کیا اور انہوں نے سوچا کہ اگر آپ تشریف لے گئے تو پھر آپؐ پر کوئی بس نہ چل سکے گا یہ سوچ کر وہ سب لوگ "دارالندوہ" میں (جو اصل میں قصی بن کلاب کا گھر تھا اور قریش اپنے سارے اہم معاملات یہیں طے کرتے تھے) جمع ہوئے اور اس مسئلہ پر غور خوض کیا گیا اس موقع پر قریش کے بڑے بڑے سردار سب موجود تھے۔

آخر میں متفقہ طور پر یہ بات طے پائی کہ ہر قبیلے سے ایک باہمت اور عالی نسب جوان کا انتخاب کیا جائے اور وہ سب مل کر یکبارگی رسول اللہؐ پر حملہ آور ہوں اس طرح یہ خون سارے قبائل میں تقسیم ہو جائے گا اور کسی ایک پر اس کی ذمہ داری نہ ہوگی اور بنی عبد مناف ساری قوم سے جنگ کا خطرہ مول نہ لیں گے اس کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور "اجتماعی جرم" کا یہ منصوبہ طے ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو سازش سے آگاہ کر دیا، آپؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ آپ کی چادر اوڑھ کر آپؐ کے بستر پر سو جائیں اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم کو کوئی گزند ہرگز نہ پہنچے گا۔

ادھر یہ پوری ٹولی آپؐ کے دروازہ پر تیار کھڑی تھی اور حملہ کے لئے پوری طرح کمر بستہ تھی رسول اللہؐ باہر تشریف لائے اور تھوڑی سی مٹی اپنے ہاتھ میں لے لی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت سلب کر لی آپؐ یہ مٹی ان کے سروں پر پھینکتے ہوئے اور سورۃ یٰسین کی آیات کی "فاغشینهم فهم لا یبصرون" تک تلاوت کرتے ہوئے صاف ان کے سامنے سے گزر گئے اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا۔

اسی دوران کسی آنے والے نے آواز دی کہ تم لوگ کس چیز کے انتظار میں کھڑے ہو؟ انہوں نے کہا محمدؐ کے انتظار میں اس نے کہا نامرادو! وہ تو جا چکے اور اپنے کام کے لئے روانہ ہو گئے انہوں نے جھانک کر دیکھا کہ کوئی شخص بستر پر لیٹا سو رہا ہے ان کو یقین ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ رسول اللہؐ ہیں صبح ہوئی تو حضرت علیؓ بستر سے اٹھے یہ دیکھ کر ان کو بڑی شرمندگی ہوئی اور سب ناکام و نامراد واپس گئے۔

نبی کریم کی ہجرتِ مدینہ:

رسول اللہؐ حضرت ابو بکرؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے نکلنے اور ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرما دی ہے، حضرت ابو بکرؓ نے کہا......

ترجمہ:...... "یا رسول اللہؐ رفاقت و صحبت کا طلب گار ہوں"۔

آپؐ نے فرمایا...... "ہاں تم ہی رفیق ہو گے"۔

حضرت ابو بکرؓ یہ سن کر خوشی سے رو پڑے اس کے بعد انہوں نے دو سواریاں پیش کیں جو اسی سفر کی غرض سے انہوں نے پہلے سے تیار کر رکھی تھیں، عبداللہ بن اریقط کو انہوں نے بطور رہبر کے معاوضہ پر طے کر لیا۔

عجیب تضاد:

قریش رسول اللہؐ سے اس قدر دشمنی اور آپ کی مخالفت پر اس درجہ اتحاد کے باوجود آپ کی امانت و دیانت، سچائی اور آپ کی عالی ظرفی و حوصلہ مندی پر کلی اعتماد کرتے

سیّدنا ابو بکر صدیقؓ ہجرت میں رفاقتِ نبوتؐ کا سن کر خوشی سے رو پڑے اور سواریاں تیار کیں

تھے پورے مکہ میں اگر کسی کو اپنی چیز کے ضائع ہونے یا غصب کئے جانے کا اندیشہ ہوتا تھا تو وہ رسول اللہؐ کے پاس یہ چیز رکھتا تھا اس طور پر آپؐ کے پاس مختلف امانتیں جمع ہو گئی تھیں آپؐ نے حضرت علیؓ کو اس کا ذمہ دار بنایا کہ وہ اس وقت تک مکہ میں رہیں جب تک یہ امانتیں آپ کی طرف سے ادا نہ کر دی جائیں، اللہ تعالیٰ نے سچ ارشاد فرمایا......

ترجمہ:...... "ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں"۔

ہجرت سے ایک سبق:

رسول اللہ کی اس ہجرت سے سب سے پہلی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دعوت اور عقیدہ کی خاطر ہر عزیز و محبوب اور ہر مانوس و مرغوب شے اور ہر اس چیز کو جس سے محبت کرنے، جس کو ترجیح دینے اور جس سے بہر صورت وابستہ رہنے کا جذبہ انسان کی فطرت سلیم میں داخل ہے بے دریغ قربان کیا جا سکتا ہے لیکن ان دونوں اول الذکر چیزوں کو ان میں سے کسی چیز کے لئے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

مکہ رسول اللہ کی جائے ولادت اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے مرکز و وطن کے علاوہ دلوں کے لئے مقناطیس کی سی کشش رکھتا تھا اس لئے کہ اسی شہر میں بیت اللہ ہے جس کی محبت ان کی روح اور خون میں پیوست تھی لیکن ان میں سے کسی ایک چیز نے بھی آپ کو اور صحابہ کرامؓ کو ترک وطن اور اہل و عیال کو خیر باد کہنے سے باز نہیں رکھا کیونکہ زمین اس عقیدہ و دعوت کے لئے بالکل تنگ ہو چکی تھی اور مکہ والے ان دونوں چیزوں سے منہ پھیر چکے تھے۔ بشری و انسانی تعلق و محبت اور ایمانی قوت اور ذوق و شوق کے یہ ملے جلے جذبات آپؐ کے اس جملہ سے بخوبی جھلک رہے ہیں جو ہجرت کے وقت آپؐ نے مکہ کو مخاطب کر کے کہا تھا......

ترجمہ:...... "تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز و محبوب ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا"۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعمیل تھی......

ترجمہ:...... "اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو"۔

غارِ ثور کی طرف:

رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکرؓ مکہ سے چھپتے چھپاتے روانہ ہوئے، حضرت ابو بکرؓ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو ہدایت کی کہ وہ ذرا خبر رکھیں کہ لوگ ان کے بارے میں کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر ان کی بکریاں چرایا کریں اور شام کو ان کا دودھ پہنچا دیا کریں اسماء بنت ابی بکرؓ کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔

محبت کی کرشمہ سازیاں:

محبت تخلیق انسانی سے لے کر آج تک ایک ایسے الہامی جذبہ کی حیثیت سے زندہ، پائندہ اور تابندہ ہے جو نازک سے نازک باتوں کی طرف بطور خود رہنمائی کرتی ہے اور راستہ بجھاتی ہے یہ "عشق است وہنزار بد گمانی" والا مضمون ہے وہ اپنے محبوب سے کسی وقت غافل نہیں ہوتی اور موہوم سے موہوم چیز کا خطرہ محسوس کر لیتی ہے اس سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کا کچھ یہی حال تھا چنانچہ روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ غار کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ چلنے میں کبھی آپؐ سے آگے رہتے کبھی پیچھے چلنے لگتے یہاں تک کہ رسول اللہؐ نے اس کو محسوس فرمایا اور کہا کہ ابو بکرؓ کیا بات ہے کبھی تم میرے پیچھے چلتے ہو اور کبھی آگے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ مجھے تعاقب کا خیال آتا ہے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں پھر گھات کا خطرہ ہوتا ہے تو آگے آجاتا ہوں۔ جب دونوں حضرات غار تک پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ ذرا توقف فرمائیں میں غار کو دیکھ بھال لوں اور صاف کر لوں اس کے بعد وہ غار کے اندر گئے اور اس کو صاف کر کے اور سوراخ بند کر کے باہر آئے اس وقت ان کو یاد آیا کہ ایک بل باقی رہ گیا ہے جس کو وہ ٹھیک سے نہیں دیکھ سکے پھر انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپؐ ذرا اور توقف فرمائیں میں اس کو دیکھ لوں پھر اس کے اندر گئے اور جب اس کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو کہا یا رسول اللہؐ اب آپؐ اندر اتر آئیں چنانچہ آپؐ اندر تشریف لے آئے۔

ہجرت کے وقت نبی کریمؐ نے مکہ شہر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا...... "تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز و محبوب ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا"

آسمانی کمک اور غیبی امداد:

جب دونوں غار میں داخل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو بھیجا اس نے غار اور غار کے منہ پر جو درخت تھا اس کے درمیان ایک جال بن دیا اور رسول اللہ کو چھپا لیا اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو بھیج دیا جو اوپر پُھڑ پُھڑاتی رہیں پھر آکر وہاں بیٹھ گئیں......

ترجمہ:...... "اور اللہ ہی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں"۔

انسانی تاریخ کا سب سے نازک لمحہ:

ادھر مشرکین نے رسول اللہؐ کا تعاقب شروع کیا یہ انسانیت کے طول و طویل سفر کا سب سے نازک اور سب سے زیادہ فیصلہ کن لمحہ تھا یا تو ایک ایسی بد نصیبی سامنے تھی جس کی کوئی انتہا نہیں یا ایک ایسی خوش نصیبی و اقبال مندی کا آغاز ہوتا تھا جس کی کوئی حد نہ تھی، انسانیت نے بے چینی سے اپنی سانس روک لی تھی اور بے حس و حرکت ہو کر ان جاسوسوں اور تعاقب کرنے والوں کو پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جو اس وقت غار کے منہ پر کھڑے تھے اور صرف اتنی دیر باقی تھی کہ ان میں سے کوئی نیچے دیکھ لے لیکن خدا کی قدرت ان کے اور اس اقدام کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ دھوکہ کھا گئے انہوں نے دیکھا کہ غار کا منہ مکڑی کے جالے سے بند ہے تو ان کا ذہن بھی ادھر نہ جا سکا کہ اندر کوئی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ......

ترجمہ:...... "تو خدا نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے"۔

لا تحزن ان اللہ معنا

اس لمحہ میں حضرت ابو بکرؓ کی نگاہ اوپر اٹھی تو انہیں مشرکین کے آثار نظر آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ اگر ان میں سے کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ہمیں دیکھ لے گا آپؐ نے جواب دیا۔

ترجمہ:...... "ان دو کے بارہ میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے"۔

اللہ پاک کی غیبی مدد سے مکڑی نے غار اور غار کے منہ پر جو درخت تھا اس کے درمیان جالا بنا دیا

اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی......

ترجمہ:...... "(اس وقت) دو ہی شخص تھے جن میں (ایک ابو بکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللہؐ) جب وہ دونوں غار ثور میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے"۔ (سورہ توبہ ۴۰)

رسول اللہؐ کے تعاقب میں سراقہ کی روانگی:

قریش نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص رسول اللہ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹنیاں انعام میں دی جائیں گی ان لوگوں نے غار میں تین راتیں گزاریں پھر دونوں آگے کی طرف روانہ ہوئے (عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط جن کو رسول اللہؐ نے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر ساتھ لیا تھا) ساحل کی طرف سے آپ کو لے کر چلے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم کو انعام کی لالچ نے رسول اللہؐ کے تعاقب پر آمادہ کیا اور سو اونٹنیوں کے شوق میں اس نے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کے نشانات قدم کی مدد سے تعاقب شروع کیا لیکن اس کے گھوڑے کو اچانک ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑا لیکن اب بھی ہار نہ مانی اور آپؐ کے نشانات پر آگے بڑھتا رہا، دوسری مرتبہ اس کے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور وہ گرا پھر سوار ہوا اور تعاقب شروع کیا یہاں تک کہ یہ لوگ اس کو سامنے نظر آ گئے اور اسی وقت تیسری بار گھوڑے نے سخت ٹھوکر کھائی اور اس کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے سراقہ گر پڑا، اسی کے ساتھ بگولہ یا آندھی کی شکل میں وہاں سے دھواں بھی اٹھا، سراقہ نے جب یہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ رسول اللہؐ، اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہیں اور وہ ہر صورت میں غالب آئیں گے اس نے زور سے آواز دی اور کہا کہ میں سراقہ بن جعشم ہوں مجھے بات کرنے کا موقع دیجئے مجھ سے آپ لوگوں کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچے گا، رسول اللہؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ سراقہ نے کہا کہ آپ ایک تحریر مجھے دیدیں جو ہمارے اور آپکے درمیان ایک نشانی اور یادگار کے طور پر محفوظ رہے عامر بن فہیرہ نے ہڈی یا جھلی پر ایک تحریر لکھ کر اس کے حوالہ کی۔

ایک خلاف قیاس اور ماورائے عقل پیش گوئی:

عین اس حال میں جب رسول اللہؐ ہجرت پر مجبور ہیں مکہ میں رہنا ممکن نہیں دشمن ہر طرف گھات میں ہیں اور ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے، رسول اللہ کی نگاہ اس دن کی طرف جاتی ہے جس دن آپؐ کے غلام کسریٰ کا تاج اور قیصر کا تخت اپنے پیروں سے روندیں گے اور زمین کے خزانوں کے مالک ہوں گے آپؐ نے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس درخشاں روشنی کی پیش گوئی کی اور سراقہ سے ارشاد فرمایا...... اے سراقہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا

باقی صفحہ نمبر 49

مولانا

محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی دینی، ملی، قومی خدمات کے آئینہ میں

تحریر: محمد عمر قاسمی، Email:umar_qasmi@yahoo.com

اسلام کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے ہر دور میں ایسے علماء تیار کر کے میدان عمل اتارے جو دین کا گہرا علم رکھنے کے ساتھ امت مسلمہ کی رہنمائی اور ادیان باطلہ پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے تھے۔ انہوں نے ہر باطل قوت وفکر کا مشکل ترین حالات میں بھی جواب دیا اور اسلام کی برتری کو اسکے اصل ماخذ میں ڈھال کر ثابت کیا۔

آپ 1857ء کی جنگ آزادی کو دیکھ لیں، دہلی و شاملی کے میدان دیکھ لیں، مالٹا و پانی پت کی تاریخ کو پڑھ لیں، یا سوچ کے دریچوں کو بالاکوٹ کی گمشدہ راہوں میں محو کر لیں آپ کو ایسے علماء، مصلحین، مدبرین، حق پرست و باوفا، باوقار و باشعار ہر دور میں ملیں گے۔

ایسے ہی ایک باوفا کی 1937ء میں ہندوستان کے شہر جالندھر میں مولانا عبدالرحیمؒ کے باوقار گھرانے میں آنکھ کھلی، گھر والوں نے نام "محمد" رکھا مگر ابھی اس محمد کو "ضیاء" بننا تھا۔ جی ہاں...... ! محمد ضیاء القاسمی...... آپ نے ابتدائی دینی تعلیم معروف دینی مدارس جامعہ اشاعت العلوم فیصل آباد اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے حاصل کی۔ اسکے بعد دورہ حدیث کیلئے جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے وہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبداللہؒ شیخ احرار مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، حضرت قاری لطف اللہ شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی سیاح الدین کاکا خیلؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دینی فراغت کے بعد آپ دیوبند (انڈیا) تشریف لے گئے جہاں ایک ہفتہ قیام کے بعد شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ کے دست حق پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مولانا ضیاء القاسمیؒ کو عقیدہ توحید کے ساتھ انتہا درجہ شغف ومحبت تھی۔ جسکی وجہ سے آپ نے سب سے پہلے شرک وبدعت کی بیخ کنی کا بیڑہ اٹھایا۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ رب العزت نے آپ کو خطابت کا لازوال کا ملکہ عطاء فرمایا تھا جب بھی کسی موضوع پر بات کرتے تو لوگوں کو اپنی شیریں بیانی، دلائل کی قوت اور لاجواب استدلال سے قائل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ جیسے اکابر کے دور خطابت کے بعد جن علماء نے خطابت میں نمایاں مقام پیدا کیا ان میں مولانا ضیاء القاسمیؒ اولاً نمایاں ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ہزاروں کا مجمع ہو یا لاکھوں کا، اسٹیج کی زینت شورش کاشمیریؒ ہوں یا کوثر نیازیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ہو یا مفتی محمودؒ ہر منتظم کی کوشش ہوتی تھی کہ اگر مجمع کو جما کر بٹھائے رکھنا ہے تو مولانا ضیاء القاسمیؒ کو سب سے آخر میں بیان کا موقع دیا جائے، ورنہ مجمع کے منتشر ہونے کا اندیشہ منڈلاتا رہتا۔

اہل حق کی کوئی بھی تحریک ہو مولانا ضیاء القاسمیؒ کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے، تحریک نظام مصطفیٰؐ ہو یا تنظیم اہلسنت، تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک مدح صحابہؓ، یا پھر سیاسی میدان میں جمعیت علماء اسلام کا پلیٹ فارم ہو، صف اول کے رہنما سمجھے جاتے تھے۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰؐ اپنے عروج پر تھی مولانا ضیاء القاسمیؒ نے سر پر کفن باندھ کر میدان میں نکلے اور فیصل آباد کی تاریخ میں سب سے پہلا اور تاریخی کفن پوش جلوس نکالا جس کے دوران آپ پر تشدد کیا گیا اور پابند سلاسل بھی کیا گیا۔

حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کا یہ سفر جاری رہا اور 1970ء کی دہائی میں جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ رہنماؤں میں شامل رہے۔ خصوصاً پنجاب سمیت ملک بھر میں جمعیت علماء اسلام کے اکابرین کی آنکھ کا تارا رہے، اب کا اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر مولانا ضیاء القاسمیؒ ایک بہادر اور پختہ عقیدہ کے مجاہد تھے۔ 1970ء میں موچی دروازہ لاہور میں آئین شریعت کانفرنس کے موقع پر ملک بھر میں جمعیت علماء اسلام خصوصاً مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے بارے میں پروپیگنڈہ کیا گیا کہ "اکے جلوس پر شاہی بازار کی عورتوں نے پھول برسائے ہیں" ہر طرف خاموشی تھی، علماء کرام اسکے جواب کے منتظر تھے کہ کس انداز میں اس پروپیگنڈہ کا جواب دیا جائے چنانچہ یہ سعادت بھی مولانا ضیاء القاسمیؒ کے حصہ میں آئی انہوں نے اپنے دلنشین خطیبانہ انداز میں اسکا جواب دیا کہ (شاہی بازار کی عورتیں اپنے جسم کا تحفظ شریعت محمدیہ میں سمجھتی ہیں اور تحریک نفاذ شریعت کے قائدین کو جسم فروشی سے نجات کا نشان سمجھتی ہیں۔ اور اعلان کرتی ہیں کہ شریعت نافذ ہونے کے بعد ہمیں تحفظ مل جائیگا اور ہم جسم فروشی کی بجائے شرافت اور عزت کی زندگی گزاریں گیں)۔ اس جواب پر پورے ملک میں دینی طبقات، اہل حق علماء کی طرف سے مولانا ضیاء القاسمیؒ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور انہی خصوصیات کی وجہ سے ہر محاذ پر مولانا قاسمیؒ کو علماء حق کا ترجمان سمجھا جانے لگا۔ مگر اسکے بعد مولانا ضیاء القاسمیؒ کی سیاست سے کنارہ کشی ایک الگ باب ہے۔

انا کے قید خانے کا، میں وہ باغی سا مجرم\
جسے پھانسی چڑھا ڈالا محبت کے وکیلوں نے

اسی طرح 1983ء میں جب امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا گیا تو قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر وطن عزیز سے فرار اختیار کر کے لندن بھاگ گیا اور وہاں جا کر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا تو حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ نے وہاں بھی اسکے محاسبہ کرنے کا فیصلہ کیا اور لندن کے ویمبلے ہال میں "ختم نبوت کانفرنس" کا اعلان کیا جس میں قادیانی جماعت کے سربراہ کو دعوت مباہلہ دی مگر اسنے ہمیشہ کی طرح بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کی اور اہل حق کو فتح ہوئی۔ مولانا ضیاء القاسمیؒ ہر میدان کے شہسوار تھے۔ تحریک مدح صحابہؓ میں بھی انکا کردار سنہری حروف سے لکھنے کے مترادف ہے۔

تحریک مدح صحابہؓ کے رہنماؤں خصوصاً حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے ساتھ محبت وشفقت کا عملی مظاہرہ کے ساتھ ساتھ اپنی جانی ومالی خدمات بھی پیش کیں۔ نوے کی دہائی میں وہ سپاہ صحابہ پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین بھی رہے، اس دوران انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں خلیفہ دوم سیدنا

باقی صفحہ نمبر 49

مولانا ضیاء القاسمی شہیدؒ نے اہل حق کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں

جلیل القدر صحابی رسولؐ عظیم مجاہد

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ

تالیف: الدکتور عبدالرحمٰن رافت الباشا
ترجمہ: محمود احمد غضنفر

غزوہ احد میں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور نبی کریمؐ کی حفاظت میں چٹان کی طرح جمے رہے اس غزوہ میں آپؓ کو 20 سے زائد زخم آئے

ان آٹھ خوش نصیب صحابہؓ میں سے ایک ہیں جنہیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ان دس جلیل القدر صحابہؓ میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی۔

ان چھے ذیشان صحابہؓ میں سے ایک ہیں جنہیں فاروق اعظمؓ کے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔

ان جید صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں جنہیں رسول اللہؐ کی حیات طیبہ میں فتویٰ جاری کرنے کی اجازت تھی۔

زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبدعمرو تھا، جب اسلام قبول کیا تو رسول اقدسؐ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو بعد میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نام سے مشہور ہوئے۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے راضی

☆:......حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رسول اللہؐ کے دارارقم میں بیٹھ کر تعلیم وتربیت کا آغاز کرنے سے پہلے اور صدیق اکبرؓ کے اسلام قبول کرنے کے دو، روز بعد اسلام قبول کر لیا تھا، اسلام کی راہ میں وہ تمام مصیبتیں برداشت کیں جو صف اول کے مسلمانوں نے جھیلی تھیں لیکن آپ نے کمال صبر وتحمل سے کام لیا، آپؓ راہ حق وصداقت میں ثابت قدم رہے۔

آپؓ نے دین کی حفاظت کے لئے صف اول کے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر اختیار کیا جب کفار کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف کی کوئی انتہاء نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اقدسؐ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ کو مدینہ طیبہ ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تو یہ ان عالی مقام مہاجر صحابہؓ میں سرفہرست تھے جو سوئے مدینہ دیوانہ وار چلے جب رسول اقدسؐ نے مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارے کی فضاء قائم کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ربیعؓ کے مابین رشتہ اخوت قائم ہوا، حضرت سعد بن ربیعؓ نے اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا اے بھائی جان! میں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میرے دو باغ ہیں اور دو بیویاں ہیں ان میں سے جو باغ آپ کو پسند ہے میں اسے آپؐ کے نام ہبہ کر دیتا ہوں اور ایک بیوی کو طلاق دیتا ہوں تاکہ آپ اس سے شادی کر کے اپنا گھر بسالیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا! اللہ تعالیٰ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت عطا فرمائے آپ مجھے منڈی کا پتہ بتادیں میں وہاں محنت کر کے کماؤں گا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مدینہ طیبہ کی منڈی میں تجارت کا پیشہ اپنایا اور اس کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اچھی خاصی رقم جمع ہوگئی۔

ایک روز نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ سے عطر کی مہک آرہی تھی......

نبی کریمؐ سے خوش طبعی سے فرمایا "عبدالرحمٰن یہ کیا ہے"؟

باادب بولے "حضورؐ میں نے شادی کر لی ہے"۔

آپؐ نے پوچھا "بیوی کو کتنا مہر دیا ہے؟"۔

عرض کی "سونے کی ایک ڈلی"۔

آپؐ نے فرمایا "ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرو اللہ تعالیٰ آپ کے مال ودولت میں برکت عطا فرمائے"۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ فرمانے لگے......"دنیا مجھ پر فریفتہ ہے میں کوئی پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو اس کے نیچے سے سونا اور چاندی ہاتھ لگتا ہے"۔

میدان بدر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرتے ہوئے مقابلے میں آنے والے دشمن دین عمیر بن عثمان بن کعب کا سرتن سے جدا کر دیا۔

غزوہ احد میں یہ اس وقت ثابت قدم رہے جب عام مجاہدین کے قدم ڈگمگا گئے تھے اور یہ اس وقت چٹان کی طرح جمے رہے جب کہ شکست خوردہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے جب آپؓ اس جہاد سے فارغ ہوئے تو جسم پر بیس سے زائد گہرے زخم آچکے تھے اور ان میں سے بعض اتنے گہرے تھے کہ ان میں پورا ہاتھ داخل ہوسکتا تھا۔

ایک دفعہ رسول اقدسؐ نے لشکر ترتیب دیا اور صحابہؓ میں یہ اعلان کیا۔

"جہاد فنڈ میں چندہ دو میں دشمن کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں"۔

یہ اعلان سنتے ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جلدی سے اپنے گھر گئے اور اسی وقت واپس لوٹ آئے اور عرض کی......

"یارسول اللہؐ! گھر میں چار ہزار دینار تھے دو ہزار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور دو ہزار اپنے اہل وعیال کے لئے گھر چھوڑ آیا ہوں"۔

رسول اقدسؐ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا......"جو تو نے اللہ کی راہ میں پیش کئے انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جو اہل وعیال کے لئے باقی رکھے ان میں برکت عطا فرمائے"۔

☆:......نبی کریمؐ نے غزوہ تبوک کا ارادہ کیا یہ وہ آخری جنگ ہے جو آپؐ نے لڑی اس میں مردان جنگ کی طرح مال ودولت کی بھی شدید ضرورت تھی کیونکہ رومی لشکر بہت بڑا تھا اس کے پاس مال ومتاع کی بھی ریل پیل تھی، سفر بڑا طویل اور دشوار گزار تھا، سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑے بہت تھوڑی تعداد میں دستیاب تھے، یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ چند اہل ایمان نے جہاد میں شرکت کے لئے رسول اللہؐ سے اجازت طلب کی اور آپؐ نے ان کی درخواست محض اس لئے مسترد کر دی کہ ان کے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں تھا وہ زار وقطار روتے ہوئے واپس لوٹے اور یہ کہتے جا رہے تھے کاش! آج ہمارے پاس زاد راہ ہوتا سواری کا انتظام ہوتا تو آج اس عظیم شرف سے محروم نہ ہوتے غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہونے والے لشکر کو جیش العسرۃ یعنی لشکر تنگ حال کا نام دیا گیا۔

اس اہم ترین موقع پر رسول اللہؐ نے اپنے تمام صحابہ کرامؓ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا اور یہ ترغیب دلائی کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ملے گا، مسلمان نبی کریمؐ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے صدقہ وخیرات جمع کرانے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھے اس دفعہ بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا پلہ بھاری رہا اور جہاد کے

آپؓ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ غزوہ تبوک میں نبی کریمؐ نے ایک نماز ان کی اقتداء میں پڑھی

لئے بے دریغ چندہ جمع کرایا ان کا یہ انداز دیکھ کر سیدنا فاروق اعظمؓ فرمانے لگے یوں لگتا ہے کہ آج عبدالرحمن بن عوفؓ نے گھر والوں کے لئے کچھ باقی نہیں رہنے دیا سارا مال حضورؐ کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیا ہے، رسول اللہؐ نے پوچھا......

''عبدالرحمن! کیا تم کچھ مال گھر والوں کے لئے چھوڑ آئے ہو؟''۔

عرض کی...... ''ہاں یا رسول اللہؐ! جتنا آج آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس سے زیادہ اور عمدہ مال اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں''۔

آپؐ نے پوچھا ''کتنا؟''۔

عرض کی...... ''کیا اللہ تعالیٰ نے اس راہ میں خرچ کرنے پر رزق کی فراوانی، خیر و برکت اور اجر و ثواب کا وعدہ نہیں کیا؟''۔

☆:......لشکر اسلام تبوک کی طرف روانہ ہو گیا اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو وہ شرف عطا کیا جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہوا وہ اس طرح کہ نماز کا وقت ہو گیا رسول اللہ تشریف فرما نہ تھے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے امامت کے فرائض انجام دیئے پہلی رکعت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ تشریف لے آئے اور جماعت میں شامل ہو گئے ،آپؐ نے یہ نماز حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی اقتداء میں پڑھی۔ یہ ہے نصیب کی بات یہ کتنا بڑا شرف ہے کہ سید المرسلینؐ، رحمۃ اللعالمینؐ، شفیع المذنبینؐ اپنے جانثار صحابیؓ کی امامت میں نماز ادا کر رہے ہیں۔

☆:......نبی کریمؐ کے وصال کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ امہات المومنینؓ کے گھریلو اخراجات کا خیال رکھتے جب انہوں نے سفر پر جانا ہوتا تو خدمت کے لئے ساتھ ہو لیتے جب سفر حج کا ارادہ کرتیں تو آپؓ ان کے لئے سواری کا انتظام کرتے ہودج پر سبز رنگ کا نہایت ہی عمدہ کپڑا ڈلوا دیتے دوران سفر جو جگہ بھی انہیں پسند آتی وہیں پڑاؤ کرنے کا فوری انتظام کرتے بلاشبہ یہ بہت بڑا شرف ہے جو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو حاصل ہوا، امہات المومنینؓ کو ان پر بہت اعتماد تھا جس پر یہ اللہ تعالیٰ کا ہر دم شکر ادا کرتے رہتے۔

مال و دولت کی فراوانی اور غلاموں کی فوج بھی ان کے تقویٰ اور عاجزی میں فرق نہ لا سکی

☆:......حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا عام مسلمانوں اور خاص طور پر امہات المومنینؓ کے ساتھ حسن سلوک کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ آپؓ نے اپنی زمین چالیس ہزار دینار میں فروخت کی اور یہ ساری رقم رسول اللہ کی والدہ ماجدہ کے خاندان بنی زہرہ اور اہل اسلام میں سے فقراء و مساکین اور ازواج مطہراتؓ میں بانٹ دی جب ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں ان کا حصہ پیش کیا گیا تو آپؓ نے پوچھا......

''یہ مال کس نے بھیجا ہے؟''۔

آپؓ کو بتایا گیا عبدالرحمن بن عوفؓ نے تو آپؓ نے فرمایا...... ''ایک دفعہ رسول اللہؐ نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا......

''میرے بعد صرف وہی لوگ تمہاری خدمت بجا لائیں گے جو صابر و شاکر ہوں گے''۔

☆:......حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے بارے میں رسول اللہ کی دعائے خیر و برکت پوری زندگی ان پر سایہ فگن رہی یہاں تک کہ آپ تمام صحابہؓ سے زیادہ مالدار اور صاحب ثروت ہو گئے، آپؓ کی تجارت مسلسل نفع بخش ہوتی چلی گئی، آپؓ کے تجارتی قافلے مدینہ منورہ آتے تو باشندگان مدینہ کے لئے گندم، گھی، برتن، خوشبو اور دیگر ضروریات کی چیزیں اپنے ہمراہ لاتے اور جو اشیاء بچ جاتیں انہیں کسی دوسری منڈی منتقل کر دیتے۔

☆:......ایک دن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا سات سو اونٹوں پر مشتمل تجارتی قافلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا سب اونٹنیاں ساز و سامان سے لدی ہوئی تھیں جب یہ قافلہ وہاں پہنچا تو زمین تھر تھرانے لگی حضرت عائشہؓ نے پوچھا، آج یہ تھر تھراہٹ کیسی ہے؟۔

آپؓ کو بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا سات سو اونٹنیوں پر مشتمل تجارتی قافلہ آ رہا ہے۔

یہ سن کر سیدہ عائشہؓ بہت خوش ہوئیں اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی...... ''الٰہی! جو کچھ تو نے انہیں دنیا میں دیا ہے اس میں برکت عطا فرما اور آخرت میں اس سے بڑھ کر اجر و ثواب سے نوازنا''

پھر کہنے لگیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے......

''حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جنت میں خوشی سے اچھلتے ہوئے داخل ہوگا''۔

اس سے پہلے کہ تجارتی قافلہ پڑاؤ کرتا ایک شخص نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو جنت کی بشارت دی جب آپؓ نے یہ بشارت سنی تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی دوڑتے ہوئے سیدہ عائشہؓ کے پاس پہنچے اور عرض کی......

''اماں جان! کیا آپؓ نے میرے لئے جنت کی بشارت کے کلمات رسول اللہ کی زبان مبارک سے خود سنے ہیں؟''۔

اماں نے فرمایا...... ''ہاں''۔

یہ سن کر کچھ نہ پوچھئے کہ ان کی خوشی کا کیا عالم تھا۔

فرمانے لگے ''اماں جان!! گواہ رہنا میں اس خوشی میں سات سو اونٹنیوں پر مشتمل اپنا تجارتی قافلہ مع تمام ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں''۔

☆:......جس دن سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو جنت کی بشارت ملی اس دن سے اور زیادہ حوصلے کے ساتھ اللہ کی راہ میں دونوں ہاتھوں سے بے دریغ دائیں بائیں، خفیہ و اعلانیہ خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں صرف کر دیئے۔ ایک دفعہ مجاہدین اسلام کے لئے پانچ سو تربیت یافتہ جنگی گھوڑے اور ایک دوسرے موقعہ پر ایک ہزار پانچ سو عربی النسل اصیل گھوڑے مجاہدین کے لئے خریدے، وفات سے چند روز پہلے تمام غلام آزاد کر دیئے اور یہ وصیت لکھوائی کہ اہل بدر میں سے جو صحابہ بھی زندہ ہوں ان میں سے ہر ایک کو چار سو دینار میرے مال میں سے دیئے جائیں، جن بدری صحابہ کرامؓ نے وصیت کے مطابق رقم وصول کی ان کی تعداد تقریباً ایک سو تھی وصیت میں یہ بھی لکھوایا کہ امہات المومنینؓ میں سے ہر ایک کو میری جائیداد میں سے وافر مقدار میں حصہ دیا جائے۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ اکثر ان کے حق میں یہ دعا کرتیں...... ''الٰہی عبدالرحمن بن عوفؓ کو جنت کے ٹھنڈے میٹھے چشمے سلسبیل سے پانی پلانا''۔

وصیت کے مطابق مال تقسیم کرنے کے بعد بھی

باقی صفحہ نمبر 49

مجدد خطابت، خطیب یورپ وایشیاء

مولانا ضیاء القاسمیؒ

حافظ اکرام الحق چوہدری۔ikramulhaqch4@gmail.com

صبح ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ شام کچھ زیادہ دور نہیں، موسم بہار حقیقت میں خزاں ہی کا پیش خیمہ ہے لیکن کچھ صبحیں ایسی بھی تابناک ہوئی ہیں جن کے باعث تیرہ وتار شامیں بھی روشن ہوگئی ہیں، اس اجڑے ہوئے گلشن میں کچھ بہاریں ایسی بھی آئی ہیں جو اپنی مہک سے اپنے بعد آنے والی خزاؤں تک کو معطر کر گئی ہیں۔ اور بلا شک وشبہ کچھ جانے والے ایسے بھی آئے ہیں جو نظروں سے دور ہوجانے کے بعد بھی دل سے قریب ہیں، ہزار کہو......لاکھ سمجھاؤ......کہ اب وہ یہاں کہاں......لیکن یہ دل نہیں مانتا اور سارے علمی دلائل، منطقی موشگافیوں اور عقلی مباحث کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتا ہے کہ ذرا انہیں میری آنکھوں سے تو دیکھو

"چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جارہے ہیں"

آفتابِ رشد وہدایت، مجددِ خطابت، مخدوم العلماء، خطیب اسلام حضرت اقدس مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ امت مرحومہ کے انہی گنے چنے افراد میں سے ہیں جو دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد بھی آج تک دلوں سے نہ جاسکے اور نہ شاید کبھی جاسکیں، کیونکہ ایسے باعظمت وہمت، دینی تڑپ رکھنے والے افراد پر قدرت کی طرف سے بیک وقت دو موتیں جمع نہیں ہوسکتیں، ان کے مواعظ وتقاریر، ان کی اولاد حقیقی ومعنوی اور ان کے جاری کیے ہوئے علم وادب کے شیریں چشمے، دینی درد، سوز وگداز اور اسلام کے کسی بھی مسئلہ پر ان کے بے چین ہوجانے کا تابناک کردار، ان کے نام نامی کو، ان کی سیرت مبارکہ کو، ان کے افعال وکردار کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ جس کے مقدر میں کاتبِ تقدیر نے دو موتیں نہ لکھی ہوں اور جس کی ظاہری موت اس کی قابلِ تقلیدِ حیات کا ایک نیا دور شروع کررہی ہو، اسے دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی طاقت اپنے قدیم وجدید ہتھیاروں اور حربوں سے لیس ہوکر بھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاسکتی۔

مولانا ضیاء القاسمیؒ کا شمار امتِ مرحومہ کے ان افراد میں ہوتا ہے جو دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد بھی آج تک دلوں سے نہ جاسکے

مولانا محمد ضیاء القاسمی نے 1937ء ضلع جالندھر میں بزرگ عالم دین مولانا عبدالرحیم کے گھر آنکھ کھولی، جو اپنے علاقہ میں احیاء دین کا کام کرتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا دین کی تعلیم حاصل کرے، انہوں نے اپنے ہونہار فرزند کو گھر میں قرآن مجید اور عربی، فارسی کی ابتدائی کتب خود پڑھائیں۔ ابھی دس سال کے تھے کہ قیام پاکستان اور ہجرت کے ہنگاموں میں والد گرامی جالندھر کیمپ ہی میں وفات پاگئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) معصوم اور مہاجر بچوں کو کیا علم تھا کہ یتیمی کیا ہوتی ہے۔ والدہ محترمہ ان یتیم بچوں کو لے کر بیوگی کے عالم میں پاکستان کے ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری کے قریبی گاؤں 474 گ ب میں اپنے عزیزوں کے پاس پہنچ گئیں۔ اور مولانا کو گاؤں کے پرائمری سکول میں داخلہ دلوا دیا، پرائمری پاس کی تو والدہ محترمہ نے مرحوم شوہر کی خواہش کی تکمیل کے لئے ہونہار بیٹے کو دینی تعلیم کے لیے مدرسہ اشاعت العلوم فیصل آباد میں داخل کروادیا۔ ذہین وفطین تھے جلد ہی اساتذہ میں معروف ومقبول ہوگئے، دوران تعلیم ہی تقریر کا منفرد انداز تھا، مدرسہ کے مہتمم مفتی سیاح الدین کاکاخیلؒ بہت پسند فرماتے اور دوران تدریس اکثر تقریر سنتے اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازتے۔ مدرسہ کے اساتذہ حج بیت اللہ کی سعادت کے لیے عازم سفر ہوئے تو مولانا نے اپنی تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے ملک کی معروف دینی درس گاہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخلہ لے لیا،

جامعہ میں اپنی تعلیم مکمل کرکے دورہ حدیث کے لیے مدرسہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے وہاں محدث جلیل حضرت مولانا عبدالخالقؒ اور مفتی محمودؒ جیسے اساتذہ سے دورہ حدیث مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ 1956 میں دورہ حدیث مکمل کرنے کے بعد وقت کے سب سے بڑے سیاسی ودینی رہنما شیخ العرب والعجم السید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیارت اور بیعت کے لیے دیوبند بھارت کا سفر کیا، دو ہفتہ تک حضرت مدنیؒ کی خدمت میں سلوک اور طریقت کی منازل طے کرتے رہے۔ اس نسبت سے طبیعت سے مداہنت جاتی رہی، جرأت وشجاعت، اور حق وصداقت ساری عمر شعار رہا۔

حضرت قاسمیؒ نے تحصیل علم کے بعد جب فیصل آباد میں پہلے علاقہ مائی دی جھگی، پھر غلام محمد آباد میں وعظ وتبلیغ کا آغاز کیا تو اس وقت یہاں دین حق کا تصور بڑی حد تک شرک وبدعت پر مبنی رسوم وروایات میں گم ہوچکا تھا۔ مسلم عوام قرآن وحدیث سے کم اور پیروں فقیروں کی کرامات، "کچی پکی روٹی"، "ہیر رانجھا" اور "سیف الملوک" سے زیادہ واقف تھے۔ حضرت صاحب نے خوش بیانی سے دلوں کو اور قرآن وحدیث پر مبنی عمدہ استدلال سے ذہنوں کو مسخر کیا۔

اگر مجددیت میں تجزی مان لی جائے تو میں حضرت اقدس مولانا ضیاء القاسمیؒ کو اس دور کا مجددِ خطابت کہوں گا۔ آپؒ صرف خطیب ہی نہیں بلکہ خطیب گر تھے، خطابت ہی نہیں، بلکہ فنِ خطابت میں بھی آپ کی ذات ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتی تھی۔ حضرت صاحبؒ کی صحبت سے کئی ایک خطیب بنے۔ آپ کی خطابت میں سحر کی سی کیفیت ہوتی تھی۔ حضرت صاحبؒ کی تقاریر جہاں عوام کے قلوب واذہان کو جلا بخشتی تھیں ...... وہیں خطباء اور مقررین کے لیے اپنے اندر کئی ایک مضامین سموئے ہوتی تھیں۔ خطباء نے صرف آپؒ کے انداز خطابت ہی نہیں، بلکہ لباس، ٹوپی اور عینک تک کو بھی کاپی کیا۔ بقول مولانا عبدالرشید ارشدؒ "سات آٹھ ایسے خطباء کو تو میں ذاتی طور

> **تحصیل علم کے بعد جب فیصل آباد میں پہلے علاقہ "مائی دی جھگی" اور پھر غلام محمد آباد میں وعظ وتبلیغ کا آغاز کیا تو اس وقت یہاں دین حق کا تصور بڑی حد تک شرک وبدعت پر مبنی رسوم وروایات میں گم ہوچکا تھا**

CamScanner

پر جاتا ہوں۔"

حضرت صاحبؒ نے اپنی جرأت وغیرت سے بھرپور خطابت کے ذریعہ صرف فیصل آباد، پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں توحید ورسالت اور مدح صحابہؓ کی شمعوں کو روشن کیے رکھا، تحفظ ختم نبوت ان کا خاص موضوع ہوا کرتا تھا، حضرت صاحب "ایک سچے عاشق رسول وصحابہؓ اور کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی کھری بات کہنے سے نہ ڈرنے والے انسان تھے۔

آپ نے دنیا بھر میں رسول رحمتﷺ کے "پرچم امن" اور عظمت صحابہؓ کے جھنڈے کو سر بلند کیے رکھا، برطانیہ، امریکا، کینیڈا، مصر، جرمنی، فرانس، ناروے، ہندوستان، بنگلہ دیش، عراق، سعودی عرب اور عرب امارات میں آپ نے توحید، پیغمبر اسلامﷺ کے پیغام نبوت اور مدح صحابہؓ کو اپنی دلربا خطیبانہ آواز میں پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ جس سے متاثر ہو کر سینکڑوں غیر مسلم اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور وہ آج بھی دین کی محنتوں میں مصروف ہیں۔

حضرت صاحبؒ کا سینہ عشق الٰہی کا گنجینہ تھا ان کی رگ رگ میں توحید الٰہی، عشق رسول، حب صحابہؓ واہل بیتؓ کے انوار کی تجلیات کوندتی تھیں، مگر وفور جذب وعشق کے باوجود ہوشمند ایسے کہ اچھے اچھے عقلاء ان کی اصابت رائے کے معترف تھے۔ آپ امت محمدیہ کے حالات سے آگاہ اور سیاسی اونچ نیچ تک سے باخبر رہتے تھے اور مسلمانوں کی فلاح کے ہر کام میں امکان بھر معاون ومددگار رہتے تھے۔ حضرت بڑے مصلحت پسند اور صلح جو انسان تھے مگر حق وباطل کے اظہار میں بڑے باہمت وبیباک تھے۔

حضرت صاحبؒ فتنہ فساد کے اس دور میں، جبکہ امت مسلمہ دینی تنزل اور انحطاط کا شکار ہے، جہاں تعلیم وتدریس اور وعظ وارشاد کی نمایاں خدمات سرانجام دے رہے تھے وہاں آپ نے عملی سیاست میں بھی قدم رکھا اور سیاسی آلائشوں سے پاک رہ کر ایک قابل قدر اور محرک کردار ادا کیا۔ اور مختلف ادوار میں بطور، سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پنجاب مفتی محمودؒ کی قیادت میں، سیکرٹری جنرل سواد اہل سنت پاکستان، سیکرٹری جنرل مجلس ختم نبوت پاکستان، مرکزی نائب صدر انٹرنیشنل ختم نبوت ورلڈ، چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان، کے پلیٹ فارم سے اسلام کی اشاعت کے لیے تاریخ ساز جدوجہد کی۔ اور خصوصاً جب تحریک مدح صحابہؓ و دَرْءُ قَدْحِ صحابہؓ پر جب گرم ہوا کا جھونکا آیا تو بہت سارے حضرات سنی کونشلوں سے آگے نہ بڑھ سکے۔ کچھ کو تحریک کے طریقہ کار سے اختلاف، اور کچھ کو تحریک کے پُرجوش کارکنوں کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ مگر حضرت قاسمی صاحبؒ نے تحریک پرلیہ کی کانفرنس اور امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ سے میانوالی جیل میں ملاقات کے وقت سے جو مشفقانہ اور مدبرانہ ہاتھ رکھا، تو تاحیات اس کو نبھایا۔ اور کوئی بھی ایسا اسلامی شعبہ نہیں جس میں آپ کی تاریخ ساز جدوجہد اور سرپرستی شامل نہ ہو۔

خطباء نے صرف آپؒ کے اندازِ خطابت ہی نہیں بلکہ لباس، ٹوپی اور عینک تک کو بھی کاپی کیا

آپ اپنی بے پناہ مصروفیت کی وجہ سے اگرچہ تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہ دے سکے لیکن پھر بھی اپنے قیمتی اوقات میں سے چند لمحات نکال کر "خطبات قاسمی چھ جلدیں" جس کے متعلق حضرت فاروقی شہیدؒ لکھتے ہیں کہ "قاسمی صاحب نے اپنے جگر کے سارے ٹکڑے اس میں جمع کر دیے ہیں"۔ "امیر عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ کی حیات وخدمات"، "میرے شیخ القرآنؒ" (شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کی حیات پر مستند رسالہ ہے) اور چند دیگر رسائل آپ کی تصنیفی قابلیت کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

حضرت صاحبؒ سے کوئی طالب علم یا خطیب مطالعہ کے لیے کسی کتاب کا پوچھتا، تو فرمایا کرتے تھے "قرآن کا مطالعہ کرو، قرآن مقدس کی مثال دریا جیسی ہے جس طرح دریا کو اپنا راستہ بنانے کے لیے کسی کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح قرآن مجید بھی اپنا راستہ خود ہی بناتا رہتا ہے"۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے، پہلے مدنی مسجد مدنی محلہ اور پھر گول جامع مسجد صدر بازار غلام محمد آباد میں نماز فجر کے بعد درس قرآن کا آغاز فرمایا۔ جو الحمدللہ گزشتہ پچاس سال سے زائد عرصہ ہونے کے باوجود آج بھی ایک ترتیب کے ساتھ جاری وساری ہے۔ پہلے حضرت صاحب خود درس قرآن دیتے تھے بعد ازاں یہ ذمہ داری استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا فضل امین دامت برکاتہم پر آن پڑی، اور اب حضرت مولانا یوسف فاروقی صاحب پر، اور خطبہ جمعہ میں مسلسل ترتیب کے ساتھ جانشین حضرت مولانا ضیاء القاسمی حضرت مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی صاحب (جنرل سیکرٹری ختم نبوت موومنٹ پاکستان وکوآرڈینیٹر B.M وزارت اوقاف ومذہبی امور پنجاب) نے جاری رکھا ہوا ہے اور ساتھ ساتھ جامعہ قاسمیہ کا اہتمام بھی بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اور اس کام اور اجتماع کو اسی طرح برقرار رکھا ہے۔ اور حضرت صاحبؒ کی علمی وقائدانہ میراث کے صحیح حقدار ثابت ہوئے ہیں۔ اسی طرح صاحبزادہ خالد محمود قاسمی صاحب (خلیفہ مجاز سید نفیس حسین شاہ صاحبؒ) جامع مسجد جامعہ قاسمیہ میں حضرت صاحبؒ کا انداز لیے لوگوں کے دلوں میں شمع توحید فروزاں کر رہے ہیں۔ اور صاحبزادہ طاہر محمود قاسمی صاحب، حضرت صاحبؒ کے فلاحی منصوبوں کو بڑے احسن انداز میں آگے بڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے علم وعمل میں برکت اور ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حضرت صاحبؒ کی گوناگوں اور متنوع دینی خدمات کو اللہ تعالیٰ نے حسن قبول عطا فرمایا اور بے شمار بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔ وہ ان سے قربت وتعلق ہی نہیں محسوس کرتے بلکہ ان کے شیفتہ اور گرویدہ ہیں۔ ان کو اس دنیا سے رخصت ہوئے 29 دسمبر 2014 کو 14 سال پورے ہو جائیں گے۔ مگر آپ کی روحانی وحقیقی اولاد کی تبلیغی کوششیں اور آپ کے جاری کردہ علم وادب کے شیریں چشمے اب بھی انسانیت کی دینی وعلمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اور اب حضرت مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی صاحب نے ایک قدم آگے بڑھ کر جامعہ قاسمیہ میں شعبہ بنات اور گول جامع مسجد سے متصل پبلک لائبریری اور قاسمیہ ڈگری کالج برائے خواتین قائم کر کے اس کار خیر کو جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ سب سلسلے حضرت صاحب کے لیے ذخیرہ آخرت ثابت ہوں گے۔ (انشاءاللہ)

تقریباً 12 ممالک میں آپؒ نے توحید، پیغمبر اسلامﷺ کے پیغام نبوت اور مدح صحابہؓ کو اپنی دلربا خطیبانہ آواز میں پہنچانے کا حق ادا کر دیا

☆☆☆☆☆

CS CamScanner

صحابہؓ کون تھے؟

عبدالغفور صادق آبادی

ترجمہ:...... "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہترین ہیں، ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ابدالآباد تک ان میں رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ (صلہ) اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے"۔

گرامی قدر کرمفرما! میں اپنی ناقص معلومات کے ساتھ ان مقدس انسانوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن کے ذکر خیر سے برکتیں نازل ہوتی ہیں، جن کی محبت اہل ایمان کا قیمتی سرمایہ ہے اور جن سے بغض و عداوت کافروں کا شیوہ ہے، جن کی قربانیوں کا صدقہ ہمیں سنت رسول اللہ ملی، محبت رسول ملی، اطاعت رسول ملی، غلامی رسول ملی، ایمان ملا، رحمٰن ملا، قرآن ملا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد جیسے فرائض ملے، زندگی کا منشور ملا، معاشرت، معیشت اور سیاست کا دستور ملا (صحابہؓ) وہ مقدس انسان جن کی نشانیاں رب کریم نے یہ بتائی ہیں کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

ترجمہ:...... "اے مخاطب! جب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں"۔

(پارہ 26 رکوع 12)

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں مومنوں کی جنتی خصوصیات و صفات اور اخلاق بیان کئے گئے ہیں اور ان کے لئے جنتی بھی بشارتیں اور عظمتیں ذکر کی گئی ہیں وہ ساری کی ساری بشارتیں اور عظمتیں خصوصیات و صفات سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کے لئے ثابت ہونگی بعد میں کسی اور کے لئے ثابت ہونگی، اگر قرآن یہ بتلاتا ہے کہ مومن سچے ہیں، نیکوکار ہیں، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں، مومنوں کے لئے اجر عظیم ہے، اجر کبیر ہے، اگر قرآن اعلان کرے کہ مومنوں کے لیے مغفرت ہے، مومنوں کے لئے بشارت ہے، جنت ہے، ہدایت ہے، راحت ہے، سکون ہے، مومنوں پر اللہ کی رحمت ہے، ان کے لئے اللہ کی محبت ہے، وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں، وہ اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں، گڑگڑانے والے ہیں تو یہ ساری صفات عالم کے لئے بعد میں، محدث کے لئے بعد میں، مفسر کے لئے بعد میں، عابد کے لئے بعد میں، زاہد کے لئے بعد میں، مجاہد کے لئے بعد میں، متقی کے لئے بعد میں ثابت ہونگی سب سے پہلے یہ صفات صحابہ کرامؓ کے لئے ثابت ہونگی کیونکہ سب سے پہلے مومن صحابہ کرامؓ ہیں بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اگر صحابہ کرامؓ مومن نہیں تو دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں۔

> صحابہ کرامؓ کے صدقے سے ہمیں سنت رسول ملی، محبت واطاعت رسول ملی، ایمان اور قرآن پاک ملا

سوچئے تو سہی! اگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ مومن نہ ہوں تو کیا میں اور آپ مومن ہو سکتے ہیں وہ شخص کتنا بڑا احمق ہے جو اپنے چراغ کی روشنی پر تو گھمنڈ کرے اور آفتاب جہانتاب کی روشنی کا انکار کرے، میں تو کہتا ہوں ایسا شخص ایمان سے بالکل کورا ہے کیونکہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کا فرمان مبارک ہے کہ......

ترجمہ:...... "تمام انبیاءؑ کے علاوہ باقی تمام جن وانس پر اللہ تعالیٰ نے میرے اصحابؓ کو فضیلت بخشی ہے"۔

صحابہ کرامؓ ہی اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اور عام امت کے درمیان اللہ کا عطا کیا ہوا واسطہ ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ...... "جس طرح سورج کی شعاع زمین پر پڑتی ہے اسی طرح حضور اکرمؐ کے قلب مبارک کے انوارات کا عکس صحابہ کرامؓ کے قلوب پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان (صحابہ کرامؓ) کی اصلاح ہوتی تھی اور انؓ کے قلوب میں انقلاب پیدا ہوتا تھا، تمام انبیاءؑ کے بعد جو مقام صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے وہ امت کے کسی فرد کو حاصل نہیں"۔

حالانکہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کے بعد ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جو صحابہ کرامؓ سے زیادہ عبادت کرتے تھے لیکن جو مقام صحابہ کرامؓ کو عطا ہوا وہ کسی کا نہیں ہے۔

حضرت امام یوسفؒ وقت کے قاضی تھے اس کے باوجود روزانہ دن کو 200 رکعت نماز نوافل ادا کرتے تھے لیکن صحابہ کرامؓ کے مقام کو نہیں پاسکے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق لکھا ہے کہ 40 سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی لیکن کسی بھی صحابیؓ کے مقام کو نہیں پاسکے۔

کسی خدا کے بندے سے سوال کیا گیا کہ حضرت معاویہؓ افضل تھے یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (اللہ جواب دینے والے کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) جواب دیا کہ حضرت امیر معاویہؓ نبی کریمؐ کے ساتھ جہاد کے لئے گئے تھے اور ان کے گھوڑے کے ناک میں جو غبار اڑ کر پڑی اس غبار کا مقابلہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ساری زندگی کی نیکیاں نہیں کرسکتیں۔ کیونکہ آقائے نامدارؐ کا فرمان ہے کہ......

ترجمہ:...... "اگر تم میں سے کوئی آدمی اللہ کی رضا کے لئے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے اور میرا صحابیؓ ایک "جو" خرچ کرے پھر بھی میرے صحابیؓ کے "جو" کا مقابلہ نہیں کرسکتا"۔

مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنا فرق کیوں ہے؟ اگر میں صحابہ کرامؓ کے متعلق ہوں کہوں کہ استاد شاگرد کا مقام ہے تو یہ غلط ہوگا کیونکہ استاد و شاگرد کا صدقہ ثواب میں برابر ہے، اگر میں صحابہ کرامؓ کے متعلق یوں کہوں کہ مرشد اور مرید کا مقام ہے کہ صحابہ کرامؓ ہمارے مرشد اور ہم ان کے مرید ہیں تو یہ بھی نہیں کیونکہ مرشد و مرید کا صدقہ برابر ہے، اگر میں صحابہ کرامؓ کے متعلق یوں کہوں کہ باپ اور اولاد کا مقام ہے کہ صحابہ کرامؓ ہمارے روحانی والد ہیں اور ہم ان کی اولاد تو یہ بھی نہیں کیونکہ اولاد اور والد کا صدقہ ثواب میں برابر ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ کائنات کے اندر صحابیت کا ایک ایسا مقام ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور صحابیت نبوت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا اعزاز ہے اس کا حصول عطیہ خداوندی ہے، خدائے ذوالجلال نے اپنے محبوب پیغمبرؐ کی صحبت کے لئے جن لوگوں کو اپنی قدرت و مشیت کے مطابق منتخب کیا وہی لوگ اس کمال سے مزین ہوئے خود بارگاہ خداوندی سے بار بار ان کی صفائی، ان کی رضامندی، ان کا تقویٰ، ان کا زہد، ان کی سخاوت، ان کی للہیت و خداترسی کا اعلان ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کر رہا ہے۔

اسلام میں نبی کریمؐ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرامؓ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کے مطابق یہ جماعت دنیا میں سب سے برگزیدہ مقدس اور بلند منصب پر فائز ہے، انبیاءؑ کے بعد اس جماعت سے بہتر کوئی مخلوق نہیں ہے اس گروہ کے ہر فرد کو عدالت و انصاف اور شرافت و سچائی کا جو اعزاز عطا ہوا اس پر خدائے واحد کی نوری مخلوق ملائکہ بھی رشک کرتے ہیں کیونکہ ان (صحابہ کرامؓ) کی زندگیوں کا جہاز مصائب دھر کے تھپیڑوں میں اٹکھیلیاں لیتا رہا، مشکلات کے بھنور میں ہچکولے کھاتا رہا، آلام کی کھائیوں میں جاں بلب رہا تاہم یہ لوگ طوفانوں کی تند و تیز موجوں میں بھی اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ رہے۔ عرب کے ان صحرا نشینوں نے ہر دکھ میں محمد رسول اللہؐ کا ساتھ دیا ہر پریشانی میں تاجدار رسالت کی صحبت فیض سے مشام جان کو معطر کیا بڑی سے بڑی قربانی دیکر بھی دین محمدیؐ سے وابستگی کو باقی رکھا حتیٰ کہ وطن، بستی، اولاد، تجارت الغرض متاع حیات کی ہر چیز لٹا کر بھی خدا کے رسول کی رفاقت کو نہیں چھوڑا۔

خدائی احکامات اور حقائق کے تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ پاک طینت طبقہ ذوق معصیت سے دور اور جنس گناہ سے گریزاں رہا، ان کی طبائع میں گناہ سے فرار اور نفرت طبعی امر تھا یہ معصوم تو نہیں تھے لیکن محفوظ ضرور تھے، ان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں، ان (صحابہ کرامؓ) پر تنقید کرنا ضلالت و گمراہی ہے، ان سے بغض رکھنا کفر و الحاد ہے، ان سے نفرت کا اظہار قرآن و حدیث سے کھلی بغاوت ہے اس مکرم جماعت نے رسول اللہؐ کا ایسے وقت میں ساتھ دیا جب مکہ کے سرداروں نے آپ کو اذیت سے دوچار کر دیا تھا، آپؐ کے اعزاء و اقارب نے آپؐ سے دشمنی کی انتہاء کر دی تھی، آپؐ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے تھے، آپؐ کے گلا میں کپڑا ڈال کر گلہ مبارک دبا دیا گیا تھا ایسے حالات میں جن لوگوں نے پورے ماحول کی مخالفت مول لے کر، برادریوں کے طعنے سہہ کر، کاروبار چھوڑ کر آپ کی رفاقت اختیار کی اور آپ کا ساتھ دیا، آپؐ کے دکھوں کے ساجھی بنے، آپؐ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، آپؐ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا، ساری دنیا کو چھوڑ کر آپؐ کے ظل عاطفت میں جگہ پائی۔

صحابہ کرامؓ تو ایک مقدس جماعت تھی جنہوں نے تپتی ہوئی ریت پر، دہکتے ہوئے انگاروں پر، ابلتے ہوئے کڑاہوں میں، چمکتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں، تیز دھار نیزوں کے سامنے آجانا تو قبول کر لیا لیکن آقائے نامدارؐ کا ساتھ نہ چھوڑا یہاں تک کہ باپ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں (اولاد) سے جدا ہونا قبول کر لیا اور اولاد نے والدین کی شفیقانہ محبت سے جدائی تو برداشت کر لی لیکن آقائے نامدارؐ کا ساتھ نہ چھوڑا، سرور دو عالم کی غلامی اختیار کرنے کے لئے شہادت حق کے سزاوار بنے رہے ہر دکھ اور مصیبت سہہ کر بھی نبی کریمؐ پر آنچ نہ آنے دی تو پھر اللہ وحدہ لاشریک نے بھی اپنی لاریب و مقدس کتاب قرآن پاک کے اندر واضح اعلان فرمایا کہ "میں (اللہ) صحابہ کرامؓ سے خوش ہوں اور وہ (صحابہ کرامؓ) مجھ سے خوش ہیں"۔ کبھی فرمایا "یہی لوگ کامیاب ہیں"۔ کسی مقام پر فرمایا "یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔ کبھی فرمایا "یہی لوگ رشد و ہدایت کے مینارے ہیں"۔

صحابہ کرامؓ ذوق محبت سے دور اور جنس گناہ سے گریزاں رہے ان کی طبائع میں گناہ سے فرار اور نفرت طبعی امر تھا یہ معصوم تو نہیں تھے لیکن محفوظ ضرور تھے

ایسی ہستیوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا کھلی گمراہی اور ضلالت ہے، چونکہ نبی کریمؐ کے بعد باب نبوت بھی بند ہو رہا تھا اس لئے انبیاءؑ کی وراثت کا تحفہ بھی انہی (صحابہ کرامؓ) کو عطا ہوا قرآنی ہدایات اور نبوی تعلیمات کے فروغ کے حامل بھی یہی لوگ قرار پائے یہی لوگ سب سے بڑے سردار کی ذمہ داریوں کے امین ٹھہرے، ان کو پاکبازی، راست بازی میں دنیا کا سب سے بڑا تمغہ عطا کیا گیا اسی جماعت کے لئے خود رب العالمین رطب اللسان ہوئے اور جن کو آپؐ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارتیں دیں۔

قیامت کی صبح تک دنیا صحابہ کرامؓ جیسے جانثاروں کی جماعت کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے

گرامی قدر! میں نے انتہائی اختصار کے ساتھ اجمالی طور پر صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان کئے جن سے یقیناً آپ نے اس سوال کا جواب جان لیا ہوگا کہ "صحابہ کون تھے" ان کی سیرت کیسی تھی، ان کا کردار کیسا تھا، انہوں نے دین کی خاطر قربانیاں دیں وہ غلامی رسولؐ میں کتنے پکے اور سچے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی ایک ایک ادا کو دیکھئے ان کی زندگی کے ہر نشیب و فراز کو دیکھئے، مکی زندگی کے مظالم کو دیکھئے، بازاروں میں گھسیٹنے دیکھئے، پتھروں کے نیچے تڑپتے دیکھئے، ہجرت کے عمل کو دیکھئے، ان کے معاملات و لین دین کو دیکھئے، مدنی فتوحات کو دیکھئے اور اشاعت اسلام کے لئے ان کی کاوشوں کو دیکھئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا دنیا میں کوئی دوسرا استاد بھی ایسا گزرا ہے جس کے شاگرد ایسے باکمال اور جاں نثار ہوں؟ کسی یونیورسٹی کے طلبہ کی نشاندہی کیجئے، کسی لیڈر کے ماننے والوں کا نام لیجئے میں دعوے سے کہتا ہوں آپ پوری انسانیت کی تاریخ پڑھ لیجئے ملکوں ملکوں پھر لیجئے آپ میرے آقا کے غلاموں جیسا کوئی ایک بھی نہ پاسکیں گے میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کا ضمیر اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایسے پکوں اور سچوں کو، ایسے جانثاروں کو، وفاداروں کو اور ایسے محسنوں کو گالیاں دی جائیں، ان پر کیچڑ اچھالا جائے، آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں بھی چند بد دماغ لوگ ایسے ہیں جو ایسی مقدس ہستیوں کے بارے میں غلیظ عقائد رکھتے ہیں، آپ کو معلوم ہے اور یقیناً معلوم ہے تو پھر آپ خاموش کیوں ہیں اب تک جو کوتاہیاں ہوئیں ان کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور شرعی حدود و ملکی قوانین کا احترام کرتے ہوئے اپنی خدمات اس عظیم کام کے لئے پیش کریں تا کہ قیامت والے دن شرم ساری نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

اظہار تعزیت

سرپرست اعلیٰ اہلسنت والجماعت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کے داماد کی روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہیں اور بارگاہ لم یزل میں دعا کرتے ہیں کہ جو زخمی ہسپتال میں ہیں انہیں شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی

10 محرم الحرام 2014ء بروز منگل 10:45 پر پی ٹی وی ہوم پر شیعہ ذاکر طالب جوہری نے شام غریباں کے عنوان سے پروگرام میں صحابہ کرامؓ کی گستاخی کی۔ جس کے خلاف اہلسنت والجماعت نے پورے ملک میں احتجاجی ریلیاں نکالیں۔ ہم پیمرا اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ذمہ داران کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ (ادارہ)

حصہ 14

12 اماموں کے حیرت انگیز کمالات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

یہ مضمون دراصل شہید اسلام مفکر اہلسنت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی معرکۃ الآ را تصنیف "اختلاف امت اور صراط مستقیم" کا ایک عنوان ہے۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے علاقے کے ایک مشہور شیعہ حکیم میاں حسن شاہ کی طرف سے اپنے ایک مختصر "اختلاف امت" نامی پمفلٹ پر اعتراضات کے تفصیلی جواب کے لیے تحریر فرمائی تھی۔ یہ کتاب اللہ پاک کے ہاں ایسی مقبول ہوئی جس سے اللہ پاک نے ہزاروں بیاروں، بیسوں کوایمان کی لازوال دولت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ یہ کتاب اب "بولتے حقائق" کے عنوان سے بھی طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کے چند اہم عنوانات شکریہ کے ساتھ قارئین نظام خلافت راشدہ کے لیے شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

پہلی بحث......

اتباع صحابہؓ واجب ہے اہل علم کا مسلک:

صحابہ کرامؓ کے اقوال جمہور اہل علم کے نزدیک حجت ہیں مگر ان کا درجہ کتاب و سنت اور اجماع کے بعد کا ہے، ایک ایسا مسئلہ جس میں کتاب و سنت کی نص صریح غیر منسوخ موجود نہ ہو، اور اس پر اجماع بھی نہ ہو، اس میں اگر بعض صحابہ کرامؓ کا قول منقول ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ اس قول کے خلاف کسی صحابیؓ کا قول منقول نہیں، دوئم یہ کہ اس کے خلاف بھی بعض صحابہؓ کا قول منقول ہے پھر پہلی صورت کی دو صورتیں اور ہونگی۔ ایک یہ کہ صحابیؓ کا وہ قول صحابہؓ کے دور میں مشہور ہو گیا ہو، دوئم یہ کہ اس دور میں اس کو شہرت نہ ہوئی ہو۔ گویا یہ کل تین صورتیں ہوئیں ذیل میں تینوں کا حکم الگ الگ لکھتا ہوں۔

اجماع سکوتی:

پہلی صورت کہ صحابیؓ کا وہ قول صحابہ کرامؓ کے دور میں مشہور و معروف ہو گیا تھا اس کے باوجود کسی صحابیؓ سے اس کے خلاف منقول نہیں، جمہور اہل علم کے نزدیک یہ صورت "اجماع سکوتی" کہلاتی ہے، لہٰذا اس صحابیؓ کا قول اس مسئلے میں حجت ہوگا جس کے خلاف کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ حافظ ابن قیمؒ "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں......

ترجمہ:...... "اور اگر کسی صحابیؓ (کے قول) سے دوسرے کسی صحابیؓ نے اختلاف نہیں کیا (تو اس کی دو صورتیں ہیں) یا تو اس صحابیؓ کا قول صحابہ کرامؓ میں مشہور ہو گیا یا مشہور نہیں ہوا، اور اگر مشہور ہو گیا تو جمہور فقہاء کے نزدیک وہ اجماع کے حکم میں ہوگا اور وہ حجت ہوگا۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ حجت تو ہے مگر اجماع نہیں کہلائے گا اور متکلمین کے ایک مختصر طبقے اور بعض فقہاء کے نزدیک نہ وہ اجماع ہوگا نہ حجت"۔

امام حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی "کشف الاسرار شرح المنار" میں لکھتے ہیں......

ترجمہ:...... "ایک صحابیؓ سے ایک قول منقول ہوا اور اس کے خلاف کسی (اور صحابیؓ) کا قول سامنے نہیں آیا تو اس کا درجہ حکم میں اجماع کا ہے بشرطیکہ معاملہ ایسا ہو کہ ان حضرات سے مخفی ہونے کا احتمال نہ ہو اور عادۃً اس کی شہرت ہو جاتی ہو"۔

دوسری صورت کہ صحابیؓ کا وہ قول صحابہؓ کے دور میں مشہور نہ ہوا ہو لیکن اس کے خلاف بھی کسی صحابیؓ کا قول منقول نہ ہو اس کے اجماع ہونے میں تو کلام ہے لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک صحابیؓ کا یہ قول حجت شرعیہ ہے اور آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اسی کے قائل ہیں۔

> اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو بہر حال حق انہی اقوال میں موجود ہے اور صحابہ کرامؓ کے اقوال سے عدول جائز نہیں

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں......

ترجمہ:...... "اور اگر صحابیؓ کا قول مشہور نہ ہوا، یا اس کا مشہور ہونا معلوم نہ ہو سکا تو اہل علم میں اس کے حجت ہونے میں اختلاف ہے، جمہور فقہائے احناف کا یہی قول ہے، امام محمد بن حسنؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے یہی مذہب نقل کیا ہے اور یہی امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا قول ہے، موطاء میں امام مالکؒ کا طرز عمل اس کی بڑی دلیل ہے اور یہی اسحاق بن راہویہؒ اور ابو عبیدؒ کا مسلک ہے اور یہی قول بیشتر مواقع پر امام احمدؒ سے منصوص ہے جس کو ان کے اصحاب نے اختیار کیا ہے اور امام شافعیؒ کے قدیم و جدید قول میں بھی یہی منصوص ہے (کہ صحابیؓ کا قول مذکورہ صورت میں حجت ہے)"۔

اجماع مرکب:

تیسری صورت کہ صحابہ کرامؓ کے اقوال کسی مسئلے میں مختلف ہوں، وہاں آئمہ مجتہدین اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ان اقوال میں سے کسی قول کو ترجیح دیتے ہیں تاہم اس پر جمہور آئمہ کا اتفاق ہے کہ ایسے مختلف فیہ مسائل میں صحابہ کرامؓ کے اقوال سے خروج جائز نہیں مثلاً کسی مسئلے میں صحابہ کرامؓ کے دو قول ہوں اس مسئلے میں ان دونوں اقوال کو چھوڑ کر تیسرا قول اختیار کرنا جائز نہیں اور یہ فقہاء کی اصطلاح میں "اجماع مرکب" کہلاتا ہے۔ علامہ نسفیؒ "شرح المنار" میں لکھتے ہیں......

ترجمہ:...... "اور ایسے ہی اگر کسی مسئلے میں صحابہ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو بہر حال حق انہی اقوال میں موجود ہے اور صحابہؓ کے اقوال سے عدول جائز نہیں جیسا کہ اجماع کے باب میں ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا"۔

اور "نور الانوار" شرح المنار میں ہے......

ترجمہ:...... "اور اگر (کسی مسئلے میں قول) صحابیؓ سے کسی صحابیؓ نے اختلاف کیا ہو تو درحقیقت یہ اختلاف مجتہدین کے اختلاف کی مانند ہے پس مقلد کو جائز ہے کہ کسی ایک بھی قول پر عمل پیرا ہو جائے اور صحابہ کرامؓ کے اقوال سے تجاوز کر کے تیسرا راستہ اختیار نہ کرے کیونکہ صحابہ کرامؓ کے دو اقوال سے "اجماع مرکب" وجود میں آ گیا لہٰذا ان دونوں سے ہٹ کر ایک تیسرا راستہ اختیار کرنا باطل ٹھہرا اس مقام کو غور سے سمجھنا ضروری ہے"۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا ہوگا کہ صحابہ کرامؓ کے اقوال حجت شرعیہ ہیں اور جمہور سلف خصوصاً آئمہ اربعہ مسائل شرعیہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال کو حجت سمجھتے ہیں اور ان سے خروج کو جائز نہیں سمجھتے۔ دور حاضر کے محقق شیخ ابوزہرہ نے "اصول الفقہ" میں اس موضوع پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مناسب ہوگا کہ یہاں ان کی عبارت کا ایک اقتباس پیش کردیا جائے، وہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ:...... " آئمہ اربعہ سے یہی طریقہ منقول ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کے اقوال کا اتباع کرتے تھے اور ان کے اقوال سے نہیں نکلتے تھے چنانچہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ......

"جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ میں مجھے کسی مسئلے کی تصریح نہیں ملتی تو صحابہ کرامؓ کے اقوال میں سے اپنی صوابدید پر کسی ایک قول کو اختیار کرلیتا ہوں ان کے قول کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول کو اختیار نہیں کرتا"۔

اور امام شافعیؒ سے "الرسالہ" میں ربیعؒ کی روایت سے یہ قول موجود ہے اور یہی ان کا قول جدید ہے کہ......

"ہم نے اہل علم کا یہ طرز عمل دیکھا کہ وہ ایک جگہ ایک صحابیؓ کے قول کو اختیار کرتے ہیں تو دوسرے مقام ہو اس قول کو ترک کردیتے ہیں اس طرح اخذ اقوال میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے (تو ان سے مناظرہ کرنے والے نے ان سے) سوال کیا کہ پھر آپ نے کون سا راستہ اختیار کیا ہے؟ فرمایا ان میں سے کسی ایک کے قول کا اتباع کرتا ہوں اور یہ جبھی ہوتا ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع یا اس کے ہم معنی "اجماع سکوتی" میں مسئلے کا حل نہیں پاتا"۔

اور کتاب الام میں ربیعؒ کی ہی روایت سے منقول ہے اور یہ بھی ان کی کتاب جدید ہے کہ...... "اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت میں نہیں ملتا تو ہم تمام صحابہ کرامؓ یا کسی ایک صحابیؓ کے اقوال پر نگاہ ڈالتے ہیں پھر اگر ابوبکرؓ، عمرؓ یا عثمانؓ کا قول موجود ہوتا ہے تو اسی کی تقلید ہمیں محبوب ہوتی ہے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام شافعیؒ کتاب وسنت سے استدلال کرتے تھے، پھر اجماع صحابہؓ سے، پھر صحابہؓ کے اقوال میں اختلاف کی صورت میں اس قول کو اختیار کرلیتے جو قرآن سنت کے ساتھ اتصال میں قوی تر ہوتا اور اگر کتاب و سنت کے ساتھ اتصال میں کسی قول کا قوی ہونا ان پر ظاہر نہ ہوتا تو خلفائے راشدینؓ کے عمل کو مدار بناتے اس لئے کہ خلفاء کا قول عموماً مشہور ہوجاتا ہے نیز ان کے اقوال عادۃً مضبوط وقوی شمار ہوتے ہیں۔ اور یہی مسلک امام مالکؒ کا ہے چنانچہ موطا میں انہوں نے بیشتر احکام میں صحابہ کرامؓ کے فتاوٰی پر ہی اعتماد کیا ہے اور یہی کیفیت امام احمدؒ کی ہے۔

اب ذرا غور کیجئے کہ ان آئمہ کرامؒ سے تو اس طرح کے صریح اقوال منقول ہوں مگر اس کے برخلاف اصولیین کا امام شافعیؒ کے مذہب جدید کے بارے میں یہ دعویٰ مذکور ہے کہ وہ قول صحابیؓ کو حجت نہیں مانتے اور ہم آپ کے سامنے "الرسالہ" اور "الام" سے ان کے مذہب جدید کے ناقل ربیع بن سلیمانؒ کی روایت سے ان کا قول جدید نقل کرچکے ہیں جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ امام شافعیؒ، صحابہ کرامؓ کے اقوال میں عدم اختلاف کی صورت میں مطلقاً اور اختلاف کی صورت میں اقرب الی الکتاب والسنہ قول کو اختیار کرتے اور حجت سمجھتے تھے۔

اسی طرح بعض احناف کا یہ دعویٰ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صحابیؓ کے قول کو اس وقت نہیں لیتے تھے جب تک کہ وہ مسئلہ ایسا نہ ہو جو صرف نقل ہی سے معلوم ہوسکتا ہو، اجتہاد سے نہیں اور اس کو بحیثیت سنت کے اختیار کرتے ہیں، اجتہادی قول کے طور پر نہیں کیونکہ صحابیؓ کے اجتہاد کو وہ حجت قرار نہ دیتے تھے۔

اور حق بات وہی ہے جو ہم نے امام ابوحنیفہؒ کے اقوال سے نقل کی ہے بعد والوں کی تخریج سے نہیں"۔

ایک شکایت:

گزشتہ سطور میں اہل علم کا مسلک واضح طور پر سامنے آچکا ہے اس بحث کو ختم کرتے ہوئے یہ ناکارہ آنجناب سے یہ شکایت کرنے میں حق بجانب ہے کہ آنجناب نے اہل علم کے رائج مسلک کو نظر انداز کرتے ہوئے اس مسئلے میں ابن حزمؒ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا اور چونکہ یہ قول آنجناب کے مسلکی ذوق سے اقرب تھا اس لئے ساتھ کے ساتھ آپ نے اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ

"حق وہی ہے جو ابن حزمؒ نے کہا یعنی اجتہادات صحابہؓ کو قرآن وحدیث کی طرف پلٹایا جائے گا موافق کی اتباع اور مخالف کی رد کی جائے گی۔ ہاں! ناقل روایت میں ان کا ثقہ ہونا علمائے اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے یہ وہ نظریہ ہے کہ آپ (یعنی یہ ناکارہ) اس کی تردید کی شاید ہی جرأت کرسکیں"۔

اوّل تو آپ کو یہ بحث چھیڑنی ہی نہیں چاہئے تھی کیونکہ میری گفتگو تقلید صحابیؓ کے مسئلے سے متعلق تھی ہی نہیں، میری گفتگو تو اس میں تھی کہ حضرات صحابہ کرام صراط مستقیم پر قائم تھے اور یہ مضمون میں نے (جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں) قرآن کریم اور احادیث طیبہ کی روشنی میں لکھا تھا میں نہیں سمجھا کہ اصل مسئلے سے ہٹ کر آپ نے ایک غیر متعلق بحث کیوں چھیڑ دی؟ علاوہ ازیں اگر آپ نے یہ بحث چھیڑی ہی تھی تو اہل علم کے صحیح مسلک کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کرنی چاہئے تھی لیکن آپ نے تنہا ابن حزمؒ کا قول نقل کرکے اس پر حقانیت کی مہر ثبت کردی ہے اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ ابن حزمؒ کی عبارت میں "قوم یخطئون ویصیبون" "ان ابا بکر قد اخطا" "کذب عمر فی تاویل تاولہ" اور "خطاء ابا السنابل" جیسے ثقیل الفاظ آگئے تھے اور ان سے آنجناب کے "ذوق قدح صحابہ" کی تسکین ہوتی تھی اس لئے آپ نے اصل بحث کو چھوڑ کر گفتگو کی بسم اللہ اپنے ذوق کی تسکین سے کرنا ضروری سمجھا اور غریب ابن حزمؒ کے کندھے پر خواہ مخواہ بندوق رکھ دی تاکہ آپ کا قاری یہ سمجھے کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرما رہے بلکہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ابن حزمؒ کے حوالے سے کہہ رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

خوشخبری

اصحاب رسول ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کا علمبردار

نظام خلافت راشدہ

اب انٹرنیٹ پر بھی

نظام خلافت راشدہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جائے گا

نیا شمارہ پڑھنے یا DOWNLOAD کرنے کے لئے VIST کریں

Nizam e Kelafaterasida

On FaceBook

اپنی تجاویز اور آراء کے لئے ای میل کریں۔

khelafaterashida@yahoo.com

شہادت حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
ایک فکری مطالعہ

تحریر: محمد تہامی بشر علوی

سانحہ کربلا ماہرانہ اضافوں کے ساتھ واعظوں اور ذاکروں کی ہرضاکارانہ خدمات کے طفیل، جذبات کی منڈی میں پیش ہونے کو ہے۔شدت غم میں، اس ضمن میں بیان کردہ روایات پر صحت کا سوال اُٹھانے کا قوم کویارا ہی نہ رہا۔رہا واعظِ قوم، سو اُس کی دلچسپیاں "تحقیق کی منزلوں" سے بہت پیچھے، "زیب داستاں" سے ہی چپک کر رہ گئی ہیں۔فکروخیال کے اسی بھرپور افلاس اور مثالی قناعت کو اقبالؒ جیسے مفکر نے بھی" واعظِ قوم کی پختہ خیالی نہ رہی" سے ہی تعبیر کیا۔

اَب عالم کے پروردگار کو ہی معلوم ہے کہ، منبر و محراب سے "خونِ کربلا" کا اَلیہ سناتے سناتے، "علم و دیانت کے خون" کے کتنے المیے چشم فلک کو دیکھنے پڑ جائیں گے۔ فالی اللہ المشتکی۔

بہر حال سردست علم کے سچے طالبین کی خدمت میں، اِس عظیم سانحہ سے وابسطہ چند فکری پہلو، پیش کیے جاتے ہیں، جو کہ طالب علمانہ غوروفکر میں اِن شاءاللہ ضرور معاون ثابت ہوں گے۔

واقعاتی حیثیت:

سانحہ کی واقعاتی حیثیت کے حوالے سے یہ پیشِ نظر رہے کہ، مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ کی تحقیق کے مطابق اِس سانحہ کی جملہ روایات میں سے بہ صرف دو روایتیں، سند کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

ایک روایت تو حضرت حسینؓ کے پوتے حضرت محمد الباقر بن زین العابدینؒ کی ہے جبکہ دوسری روایت کے راوی حسین بن عبد الرحمٰنؒ ہیں۔

حضرت محمد بن الباقرؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"جب حضرت (حسینؓ) کربلا میں ٹھہرنے پر مجبور ہوگئے تو آپ نے تین شکلیں ابن سعد (کوفی فوج کے کمانڈر) کے سامنے رکھیں:

۱...... میں حجاز واپس چلا جاؤں۔

۲...... یزید کے پاس چلا جاؤں۔

۳...... کسی سرحد پر نکل جاؤں۔

ابن سعد نے تجویز پسند کی اور ابنِ زیاد (گورنر کوفہ) کے پاس بھیج دی۔ وہاں سے نامنظور ہوئی اور یہ حکم آیا کہ وہ ابن زیاد کے ہاتھ پر (غیر مشروط) بیعت کریں۔

اس شرط کو حضرت حسینؓ نے قطعی طور پر رد کر دیا۔

نتیجۃً ابن سعد نے (حسب حکم) طاقت استعمال کی اور اس میں حضرتؓ کے (ما سوائے چند) تمام ساتھی شہید ہوئے۔ اِن میں حضرت کے گھرانے کے بھی تقریباً ۱۵-۲۰ جوان تھے۔آپؓ کا ایک چھوٹا بچہ بھی ایک تیر لگنے سے شہید ہوا۔اِس کے بعد آپ نے بھی تلوار اٹھائی اور قتال کرتے ہوئے شہید ہوگئے"

اسی روایت کا اگلا حصہ سنداً صحیح ہونے کے باوجود درایۃً محلِ نظر ہے، تاہم اُسے بھی نقل کر دیا جاتا ہے:

"آپؓ کو قبیلہ مذحج کے ایک آدمی نے قتل کیا تھا، پھر اُس نے سَر (مبارک) کو تن سے جدا کیا اور لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس آیا اور انعام کا طالب ہوا۔ ابن زیاد نے یزید کے پاس روانہ کر دیا۔ یزید کے سامنے لا کر رکھا گیا تو وہ آپ کے منہ (مبارک) پر چھڑی سے ٹھوکے دیتے ہوئے ایک شعر پڑھنے لگا:

(ترجمہ: حسینؓ نے ازراہِ حق ناشناسی و حق تلفی ہمارے خلاف صف آرائی کی)

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ صحابی موجود تھے، انھوں نے ٹوکا کہ چھڑی ہٹالو، میں نے رسول اللہ کو بارہا دیکھا ہے کہ انکے منہ پر منہ رکھے ہوئے چوم رہے ہیں۔ بعد میں آپؓ کے اہلِ خانہ بھی کوفے سے دمشق پہنچا دیے گئے...... یزید نے اپنے گھر بھیج دیا، وہاں سے پھر انہیں سامان رخصت مہیا کر کے مدینے بھیج دیا گیا۔" (طبری ج ۶ ص ۲۲۰، ۲۲۱)

چند دیگر ضعیف روایات اور دیگر معقول قرائن سے "منہ پر چھڑی مارنے" والا واقعہ ابن زیاد سے متعلق قرار پاتا ہے نہ کہ یزید سے، دوسرا بقول علامہ ابن تیمیہؒ جن ٹوکنے والے صحابہؓ کی موجودگی یزید کے پاس بتائی گئی ہے وہ شام میں نہیں عراق میں رہتے تھے، اسکے برعکس متعدد روایات میں یوں منقول ہوا ہے کہ:......

"یزید اور اسکے گھر والوں کے لیے حضرتؓ کی شہادت کی خبر نہایت تکلیف دہ ہوئی، یزید نے یہاں تک کہا کہ "خدا کی لعنت ہو ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر، اسکی اگر حسینؓ سے رشتہ داری ہوتی تو کبھی ایسی حرکت نہ کرتا"۔

(ملاحظہ ہو منہاج السنہ ص ۳۲۱ تا ۳۲۵ بحث ہذا ماخوذ "واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر" از مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہٗ) الغرض اس سلسلہ کی دیگر روایات اُنکی صحت کے اطمینان کے بغیر خطیبانہ رنگ آرائیوں کی خاطر بلا تحقیق سناتے چلے جانے کا اخلاقی اور شرعی کوئی جواز نہیں۔ ہمیں نہیں معلوم یہ بے سروپا افسانے سناسنا کر لوگوں کے جذبات کا استحصال کرنا اور قوم کو ہیجان میں مبتلا کیے رکھنا، کس پہلو سے دین وملت کی خدمت قرار دیا جاسکتا ہے......؟

اِس سب کچھ سے قطع نظر فکری دائرے میں زیرِ بحث مسئلہ یہ ہے کہ حضرت حسینؓ نے شہادت کس مقصد کے لیے پیش فرمائی..؟ یا یہ کہ اُنہیں کیوں شہید کیا گیا....؟

شدت غم میں اس ضمن میں بیان کردہ روایات پر صحت کا سوال اٹھانے کا قوم کو یارا ہی نہ رہا۔ رہا واعظ قوم، سو اس کی دلچسپیاں، تحقیق کی منزلوں سے بہت پیچھے، زیب داستاں سے ہی چپک کر رہ گئی ہیں

اہلِ تشیع کا مؤقف:

اُہلِ تشیع اس واقعہ کو "حدیثِ غدیرِ خم" کے تناظر میں دیکھتے ہیں، مختصراً اُن کے نکتہ نظر پر ایک نظر:

اُنکے خیال میں غدیرِ خم کے موقع پر نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں یوں اعلانِ ولایت فرمایا تھا کہ "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ: کہ جسکا میں مولا

اُسکا علیؓ بھی مولا ہے" سو اب امت پر لازم تھا کہ حضرت علیؓ کی ولایت پر ایمان لاتی اور نبیؐ کے بعد اِس ولی کو ہی خلیفہ بناتی جیسا کہ حضورؐ نے خود وصیت بھی فرما دی تھی، اِس وصیت کے حوالہ سے متعدد روایات پیش کرتے ہیں۔ پھر یہ سلسلہ امامت انکے خیال میں حضرت علیؓ کی نسل میں جاری ہوتا ہے تا آنکہ ۱۲ آئمہ پر ختم ہو جاتا ہے۔

اِن آئمہ کے ہوتے ہوئے ولایت اور خلافت اُنہیں کے لیے منصوص ومخصوص ہے، انکی موجودگی میں کسی غیر امام کی قائم ہونے والی حکومت وخلافت ایک غیر شرعی حکومت ہو گی۔ مگر چونکہ بارھویں امام غائب ہو چکے ہیں اِس غیبت کے زمانہ میں فقہاء کی باہمی مشاورت سے ایک عادل فقیہ کو نیابتِ امام میں نظام مملکت سونپ کر ولایتِ فقیہیہ قائم کر دی جائے گی۔ اِس نکتہ نظر کے مطابق بشمول خلفاء ثلاثہ حضرت معاویہؓ اور یزید کی حکومتیں منعقد ہونا ہی خلاف شرع تھا۔ البتہ حضرت علیؓ وحسنؓ کے دور میں مصلحتِ دینی کے پیشِ نظر منعقدہ حکومتوں سے ٹکرانا مناسب نہ تھا اس لئے اِن حضرات نے مصلحۃً ان حکومتوں کو گوارا کر لیا۔ اس مصلحتی عمل کو شیعہ کے ہاں "تقیہ" کہا جاتا ہے۔ پھر حضرت حسینؓ کے دور میں یزید جیسا فاسق فاجر حکمران مسلط ہوا تو مصلحۃً گوارا کر لینا "امام" کیلئے ممکن نہ رہا۔

اب خاموشی گویا دین کو مٹانے کے مترادف تھی۔ چنانچہ اس باطل حکومت سے ٹکرانے کا فیصلہ ناگزیر ہو گیا۔ اس اقدام کو اہلِ تشیع "قیام" سے تعبیر کرتے ہیں۔ المختصر انکے ہاں امام وقت حضرت حسینؓ کے لیے اسلام کی بقاء کے لیے ظالموں غاصبوں سے اپنا منصوص حق خلافت مانگنا اور اس مقصد کے لیے حکومت سے ٹکراتے ہوئے کنبے سمیت اپنی جان تک قربان کرنا ناگزیر ہو چکا تھا۔ گویا "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" کی صورت حال ہے۔ ہمارے نزدیک یہ فکری نتیجہ ماہرانہ افسانہ طرازیوں کے زیر اثر

میں "ایمانیات" کے باب میں کہیں "ولایت" نامی کسی شے کا لوگوں کو مکلف کیا گیا ہے۔ یہ روایت سنداً صحیح مان لی

خلافت راشدہ اور حکومت معاویہؓ میں فرق کی نوعیت، جائز ناجائز یا اسلام غیر اسلام کی نہیں بلکہ عزیمت ورخصت اور تقوٰی ومباحات میں توسیع کا ہے

جائے تو، موقع کے قرینہ سے، درست مطلب صرف یہ بنتا ہے کہ علیؓ میرے عزیز ہیں، لہٰذا جو لوگ مجھے عزیز رکھتے ہیں وہ علیؓ کو بھی عزیز رکھیں۔ کچھ لوگوں کو ایک موقع پر حضرت علیؓ سے کچھ شکایت ہوگئی تھی، اس موقع پر حضورؐ نے اُن لوگوں کو یہ تنبیہ فرمائی تھی۔ تفصیلی جائزے کا یہ درست موقع نہیں۔

اس سانحہ کو مولانا مودودیؒ اس سیاق میں سمجھے کہ:

اسلام کا اہم ترین ادارہ خلافت ہے جس کا قیام بیشتار دینی مصلحتوں کے پیشِ نظر مسلمانوں پر لازم ہے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد اموی دور کے آغاز سے ہی یہ ادارہ اسلامی خصائص اور اصولوں سے عاری ہو کر ملوکیت کا روپ دھار چکا تھا۔ حضرت معاویہؓ کے یزید کی ولی عہدی کے اقدام سے خلافت کا ادارہ اپنے منہج سے منحرف ہو کر ملوکیت سے بھی آگے موروثیت کی راہ پر پلٹ چکا تھا، ادھر یزید ذاتی طور پر بھی حضرت حسینؓ کی رائے میں (صحابہؓ کے ہوتے ہوئے) خلافت کے لیے کسی طرح موزوں نہ تھا۔ حضرت حسینؓ نے جب خلافت کو پٹڑی سے بالکل ہی اترتے دیکھا تو اسے واپس پٹڑی پر چڑھانے کیلئے کنبے سمیت اپنی جان کی بازی تک بھی لگا ڈالی۔ گویا حضرتؓ کی شہادت، خلافت کے ادارے کو پھر سے اسلامی اصولوں پر لانے کے لئے تھی"۔ ہمارے خیال میں یہ نکتہ نظر چند غلط فہمیوں پر مبنی ہے:

الف)..... حضرت معاویہؓ کے دورِ حکومت کا جائزہ خالصۃً تاریخی تناظر میں لے لیا گیا ہے، حالآنکہ صحابہؓ کا معاملہ انکی منصوص "عدالت" کے بعد اعتقادی حیثیت کا حامل ہو چکا ہے۔ تاریخی روایات میں برتے جانے والے تسامح اور ضعف کے باوجود صورت حال کو محض تاریخی سیاق میں رکھ کر سمجھنے کی کوشش کی۔

ب)..... خلافتِ راشدہ اور حکومت معاویہؓ میں فرق کی نوعیت، جائز ناجائز یا اسلام غیر اسلام کی نہیں بلکہ عزیمت و رخصت اور تقوٰی ومباحات میں توسّع کی ہے۔

ج)..... یزید کی ولی عہدی کے معاملہ میں افضل، متقی وماہر پر مفضول، اُس وقت متدیّن، ماہر مگر بیٹے کو ترجیح دینا خالصۃً نظری حیثیت سے قابلِ اعتراض عمل لگتا ہے مگر اُس وقت کے معروضی حالات اور حضرت معاویہؓ کے ارشادات کے تناظر میں اجتماعی نظم کے قیام کے لیے ایک ناگزیر مخلصانہ اقدام قرار پاتا ہے۔

د)..... جن بزرگوں نے حضرت معاویہؓ کے چند اقدامات پر خطا یا غلطی کا اطلاق کیا ہے اُس سے مراد اجتہادی غلطی ہی ہے۔

ر)..... اِن نکات کی روشنی میں درجہ بالا توجیہِ شہادت ناقابلِ قبول ہو جاتی ہے۔

خطباء حضرات:

نے عوامی سطح پر یہ تاثر قائم کروایا کہ: یزید ایک فاسق، فاجر اور جابر و باطل قسم کی قوت تھی جس سے حضرت حسینؓ ٹکرائے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ خطیبانہ ذہن نے اسے "سلطان جابر" کے سامنے "کلمہ حق" کہنے اور اُس کی پاداش میں سر تن سے جدا ہونے کے روپ میں پیش کیا۔ ہمارے نزدیک آج کل خطابت علم و راہنمائی کی بجائے "ایکٹنگ" کے اصولوں پہ کی جاتی ہے۔ سو خطیب کی دلچسپیاں، درست، غلط اور علمی معیار کی بجائے، عوامی جذبات کی رعایت سے، اپنے شعلہِ گفتار اور مترنم لے کو بڑھانے میں مفید، ہر دستیاب میٹریل سے ہوتی ہیں۔ اس لئے اِس تاثر کو کسی باقاعدہ فکر کے طور پر نہیں لیا جا

جس وقت کربلا کا میدان گرم ہوا، اس وقت حضرت حسینؓ مدعی خلافت نہ تھے اور نہ ہی اس حیثیت سے لڑ رہے تھے

سوچنے والے دماغوں کی سنگین غلطی ہے۔ اس نکتہ نظر کے حامل دوستوں کو مکمل خالی الذہن ہو کر حقیقتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہوگی، ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ کئی سادہ دل مخلص دوستوں کا بے دردی سے جذباتی استحصال ہوتا رہے گا۔

المختصر "مَن کُنتُ مولاہ...." کا تعلق کسی اعلانِ ولایت سے سرے سے ہے ہی نہیں، اور نہ ہی قرآن کریم

کے ہوتے ہوئے، صحابہؓ کے بارے میں خلافِ عدالت کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ ناگزیر ہے کہ صحابہؓ کے باب میں مرویات کو محض تاریخ کے اصول ردّ وقبول کے تحت نہیں بلکہ دینی واعتقادی معیارِ ردّ وقبول کے تحت لیا جائے۔

افسوس ہے کہ مولانا مودودیؒ جیسا بلند قامت مفکر بھی اس فرق کو ملحوظ نہ رکھ پایا اور خود صحابہؓ کو عادل ماننے

سکتا، البتہ اس عمومی تاثر کی اصلاح ضروری ہے۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے یزید کے کسی ظلم وفسق کے خلاف کوئی اعلانِ بغاوت کر کے جام شہادت نوش نہیں فرمایا تھا۔

ایک طرزِ فکر:

"شیعہ دشمنی" میں بطور خاص کچھ لوگوں کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے، جسمیں یزید کو صحابیت یا پارسائی کی

مسند پہ بٹھا کر حضرت حسینؓ کو "خلیفہ برحق" کے خلاف بغاوت کے جرم میں قتل ہوتا دکھایا جا رہا ہے۔ ان لوگوں کا فکری مقدمہ، حضرت معاویہؓ اور حضرت حسینؓ کے دور تک کے یزیدی تدیُّن پر قائم ہے۔ ان لوگوں کا رجحان، ردِّ عمل کی نفسیات میں، یزید سے ہمدردی اور محبت کی طرف کچھ ضرورت سے بھی زیادہ بڑھا ہوا نظر آ رہا ہے۔

بہر حال ہمارے نزدیک حضرت حسینؓ کا، یزیدی ولی عہدی سے اختلاف "فسقِ یزید" کی بنیاد پر تھا ہی نہیں، دوسرا یزید کی زندگی میں فسق بعد کے زمانہ میں در آیا تھا۔ اہل مدینہ پر فوج کشی، اور حرہ کے مظالم جیسے سیاہ کارناموں کی وجہ سے ماسوائے چند تمام علماء ہی فاسق و ظالم قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہی محض رائے کے اس اختلاف کی وجہ سے ہی حضرت حسینؓ برسرِ پیکار ہو گئے تھے۔

آخری نکتۂ نظر:

کے حاملین، دقتِ نظر کے ساتھ حضرت حسینؓ کے طرزِ عمل کو حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ حکمتِ عملی کے بدلتے جانے کی صورت میں محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ انکے ہاں صورتِ حال یوں ترتیب پاتی ہے کہ:

صحابہؓ اور یزید سے دیانت اور مہارت میں، بہترین افراد کے ہوتے ہوئے، یزید کی ولی عہدی سے ذاتی طور پہ حضرت حسینؓ کو اختلاف تھا۔ کوفہ و عراق کے وفود و خطوط سے معلوم ہوا کہ مدینہ سمیت اہم مقامات و مراکز سے امت کی بڑی تعداد، کسی طور یزید کی امارت کو قبول نہیں کر رہی۔ اور نہ ہی اہلِ حل و عقد کا اس پر اجماع ہوا تھا۔ ذاتی اختلاف اور اتنی تعداد کا اختلاف ایسا نہ تھا کہ اسے نظر انداز کر کہ جبراً بیعتِ خلافت کی بنیاد بھی بلا روک ٹوک پڑنے دے دی جائے، چنانچہ حضرت حسینؓ نے حسبِ حال جبری بیعت کے خلاف اقدام کا فیصلہ ناگزیر سمجھا۔ اکابر صحابہؓ سے مشاورت پہ کہا گیا کہ حقیقتِ واقعیہ، وفود و خطوط کے بیانات سے یکسر مختلف ہو کر غداری کا قوی خدشہ ہے، لہٰذا خروج کے اقدام کے لئے ناگزیر صورتِ حال کو بھی پیدا نہ سمجھا جائے۔

مگر حضرتؓ نے صورتِ حال کو یقینی طور پہ معلوم کیے بغیر محض اندیشے کو کافی نہ سمجھا، چنانچہ مسلم بن عقیلؒ کو جائزہ کیلئے کوفہ روانہ فرما دیا اور آئندہ کا اقدام مسلمؒ کی رپورٹ پر موقوف رکھ دیا۔ مسلمؒ کے قاصد نے اِدھر اہلِ کوفہ کی بیعت و وفاداری کی خبر حضرت حسینؓ کیلئے لائی اُدھر کوفی "وفاداروں" کے سامنے مسلمؒ کو شہید کر دیا گیا۔ قاصد کی خبر کے مطابق قافلہ حسینؓ نے کوفہ کی جانب رختِ سفر باندھ لیا۔ راستہ میں مسلمؒ کی شہادت اور اہلِ کوفہ کی غداری کی خبر آ پہنچی۔ اقدام کی شرط مفقود ہوتے ہی حضرتؓ نے واپس لوٹنا چاہا۔ مسلمؒ کے گھر والوں کے تقاضہ سے مجبور ہو کر بغیر ارادہ خروج بھی آگے بڑھنا ہی پڑا۔ گورنر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کی فوج نے راستہ میں گھیر لیا۔ خیر کربلا کے مقام پر پڑاؤ ڈال کر اس بدلی ہوئی قتال تک کی حالت دیکھ کر مزید آگے بڑھنے کا ارادہ ترک فرما کر ابن زیاد کی فوج کے کمانڈر ابن سعد کے سامنے شروع میں درج تین شرائط رکھیں، جو رد کرنے کے بعد غیر مشروط سپردگی کا کہا گیا۔ یہاں شریعت بھی کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ اپنی جان کو ذلت آمیز طریقہ سے ہلاک ہوتا ہوا محسوس کرتے ہوئے بھی خود کو غیر مشروط طور پہ دشمن کے حوالے کر دے، یا ناحق ظالموں کے ہاتھ خود کو قید کروا دے۔ چنانچہ حضرت حسینؓ نے قید کو قبول نہ فرمایا، سو حملہ ہوا باہمی قتال کی نوبت آ ہی گئی، بالآخر کربلا کا خونی اَلم ناک سانحہ پیش آ گیا۔ حضرت حسینؓ اور انکا کنبہ مظلومانہ شہید کر دیا گیا۔

> **اس سانحہ کی جملہ روایات میں سے صرف دو روایتیں، سند کے اعتبار سے صحیح ہیں**

سانحہ کے پیش آنے کی اصل وجہ، ابن زیاد کی طرف سے بغیر کسی ادنیٰ معقول وجہ کے، حکومت کیلئے آسان ترین شرائط کو ٹھکرا دینا ہے۔ اُدھر حضرت حسینؓ نے ظالموں کو ناحق گرفتاری دینے کی بجائے مردانہ وار اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے مظلومانہ شہادت پیش فرما کر، استقامت کی اِک تاریخ رقم کر دی۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کسی سلطان کے خلاف خروج کی صورت میں نہیں ہوئی بلکہ مولانا ابوالکلامؒ کے الفاظ میں "جس وقت کربلا کا میدان کارزار گرم ہوا اس وقت حضرت امام حسینؓ مدعیٔ خلافت نہ تھے، نہ اس حیثیت سے لڑ رہے تھے۔ ان کی حیثیت ایک مقدس اور پاک مظلوم کی تھی جسکو ظالموں کی فوج ناحق گرفتار کرنا چاہتی ہے اور وہ اپنے آپ کو زندہ گرفتار کرا دینا پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ طاقت و ظلم کے مقابلے میں بے سروسامان حق کی استقامت کا ایک یادگار منظر دنیا کو دکھلا دے"۔

مولانا آزادؒ لکھتے ہیں "پس اے عزیزانِ من! درد و اَلم کی یہ پاک دعوتیں صرف اُس روانیٔ آب، تسلسلِ صدا اور ہنگامہ و غوغا کیلئے نہیں ہوتیں جو آنسوؤں، فغانوں اور ماتموں کے نام سے ظہور میں آ جائیں۔ اگر ان کا یہی مقصد ہوتا تو اس کیلئے انسان کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ کتنے ہی سمندر پانی سے بھرے ہوئے ہیں، اور کتنے ہی جنگل شور و غوغا سے ہنگامہ زار ہیں۔ بلکہ یہ دعوت، یہ پکار، یہ طلب، یہ حل من مجیب، فی الحقیقت ان آنسوؤں کیلئے ہے جو صرف آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ دل سے بہیں۔ وہ صرف ہاتھوں ہی کے ماتم کیلئے نہیں پکارتی بلکہ دل کے ماتم کی محض ایک صدائے حقیقت کیلئے تشنہ ہے۔ اور دعوتِ درد کا اصلی جواب وہی ہے جو عبرت و بصیرت کی زبان سے نکلے۔ آؤ کہ اس حادثہ عظیمہ پر غور و فکر کی ایک نئی صفِ ماتم بچھائیں اور ان حقیقتوں اور بصیرتوں کی جستجو میں نکلیں جن پر آنکھوں کی اشک فشانیوں سے زیادہ دل کے زخموں سے خون بہتا ہے اور ہاتھوں سے زیادہ روح پر ماتم طاری ہوتا ہے"۔

ہماری یہ تحریر بھی صدیوں سے جاری بے روح صفِ ماتم کی بجائے، غور و فکر کی اسی نئی صفِ ماتم کو بچھانے کی ایک دعوت ہے کہ جس میں سینے کے ظاہر کی بجائے دل و دماغ کی گہرائیوں میں بجلیاں کوندیں، رب دماغوں کے لیے سوچنے کی توفیق ارزاں فرمائے، آمین۔

کتابیات:

ہمیں احساس ہے کہ مندرجہ بالا نکات کی تفصیل قارئین کی خدمت میں نہ پیش کی جا سکی، تاہم مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ۱۔ منہاج السنۃ، علامہ ابن تیمیہؒ

۲۔ واقعہ کربلا کا پس منظر، مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

۳۔ شہادتِ حسینؓ، مولانا ابوالکلام آزادؒ

۴۔ شہادتِ حسینؓ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۵۔ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق، مفتی محمد تقی عثمانی

۶۔ المرتضیٰ، مولانا ابوالحسن علی ندوی

۷۔ تصفیہ بین السّنی والشیعہ، پیر مہر علی شاہؒ

۸۔ خلافت و ملوکیت، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۹۔ خارجی فتنہ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ

۱۰۔ ازالۃ الخفاء، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

۱۱۔ حدیث غدیر خم، مولانا محمود اشرف عثمانی

۱۲۔ یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں، مولانا عبدالرشید نعمانی

۱۳۔ خمینی کی کتاب الحکومۃ الاسلامیۃ کا اردو ترجمہ، از مولانا محمد نصر اللہ خان خازن مہدی۔

۱۴۔ سانحہ کربلا، ڈاکٹر اسرار احمدؒ

۱۵۔ شہید کربلا، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

☆☆☆☆☆

اہلسنت کے ساتھ ناانصافی کسی صورت برداشت نہیں کرینگے

قائد اہلسنت والجماعت مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہ

پی ٹی وی کے پروگرام شام غریباں میں حضرت علیؓ کے علاوہ تمام صحابہ کرامؓ کی گستاخی کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پی ٹی وی پر شام غریباں میں 10 محرم الحرام کو طالب جوہری نے بدترین گستاخی کی اور کہا کہ نعوذ باللہ علی المرتضیٰؓ کے سوا سب منافق تھے نماز تو سیکھ لی لیکن مجاہد کوئی نہ بن سکا ہمیں ا طالب جوہری کی بدترین گستاخی کا نوٹس لے حکومت طالب جوہری کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دے اور آئندہ پی ٹی وی پر ایسے توہین آمیز پروگرام نشر کرنے سے باز رہا جائے ہمیں ا اور حکومت نے کوئی کاروائی نہ کی تو سمجھیں گے یہ بھی اس شرمناک فعل میں ملوث ہیں حکومت خاموش تماشائی نہ بنے سڑکوں پر آ کر احتجاج کریں گے۔ محرم میں ملکی معیشت کو نا قابل تلافی نقصان ہو رہا ہے جلسے جلوسوں کو چار دیواری تک محدود کر کے قوم کے اربوں روپے بچائے جاسکتے ہیں سیکورٹی پر خرچ آنے والے پیسے بچا کر عوام کی تعلیم اور صحت پر خرچ کیے جائیں صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں دونوں کو جدا کرنے سے اشتعال انگیزی اور نفرتوں میں اضافہ ہو گا شہداء کربلا کو قوم آج بھی سلام پیش کرتی ہے

اہلسنت والجماعت نیو کراچی عمر بن خطابؓ یونٹ کے ذمہ دار اور اہلسنت والجماعت کے مرکزی رہنماء مولانا عبدالغفور ندیم "شہیدؒ" کے کیس کے چشم دید گواہ بھائی وصی الدین شیخ ولد شوکت شیخ کی بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ شہر میں دہشت گرد مضبوط جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے کمزور ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں ،سیاسی جماعتیں مصلحتوں کا شکار ہیں جبکہ دہشت گرد عوام کا خون گرانے میں مصروف ہیں ۔دہشت گرد جسے چاہیں ،جہاں چاہیں نشانہ بناتے ہیں جبکہ سیکورٹی مامور انتظامی ادارے خاموش تماشائی کا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

موجودہ حکومت امن وامان کے قیام میں بری طرح سے ناکام ہو چکی ہے کراچی میں روزانہ اہلسنت کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ حکومت اگر قاتلوں کو گرفتار نہیں کر سکتی تو اپنی ناکامی تسلیم کرے شہر میں اہلسنت کے خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، ہمارے کارکنوں کو گھروں سے اغوا کے بعد قتل کیا جا رہا ہے۔ شہر میں قانون نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی اور ایسا لگتا ہے کہ ان دہشت گردی کے واقعات میں بعض ریاستی ادارے ملوث ہیں ۔ انہوں نے چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کیا کہ واقعے پر ازخود نوٹس لیں ۔ اگر کوئٹہ میں ماورائے عدالت قتل پر ازخود نوٹس لیا جاسکتا ہے تو کراچی میں کیوں نہیں لیا جاسکتا، اس وقت مختلف علاقوں سے اہلسنت والجماعت کے بے گناہ کارکن بعض سرکاری ایجنسیوں کی تحویل میں ہیں جن کی عدالت میں پٹیشن بھی کی جاچکی ہے۔

شکار پور میں لاپتہ مولانا اکرم معاویہ کی بیوی، بہو اور 22 سے زائد لاپتہ کارکنوں کی بازیاب کیا جائے، ہمارے کارکنوں کو بغیر کسی جرم میں کئی کئی مہینوں کو لاپتہ کر کے ان پر شدید ظلم و تشدد کیا جاتا ہے ہمارے ایک کارکن کو آٹھ مہینوں تک لاپتہ رکھ کر اس قدر ظلم و تشدد کیا گیا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اس کی ماں ہمارا گریبان پکڑ ہم سے سوال کرتی ہے کہ میرے بیٹے کے ساتھ ایسا ظلم کیوں کیا گیا ؟فریق مخالف کے اشاروں پر چلنے والے پولیس افسران عدالتوں میں کارکنان پر جھوٹے الزامات لگا کر انہیں قید کروا دیتے ہیں ان کی ان ناانصافیوں کا بدلہ ان سے روز قیامت ضرور لیا جائے گا ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ ایس ایس پی شکار پور جاوید جسکانی کو معطل کر کے گرفتار کیا جائے اور ہمارے لاپتہ کارکنوں کا ہمیں پتہ دیا جائے۔

سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدآمد کرتے ہوئے حکومت سپاہ صحابہؓ پاکستان کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کرے ورنہ دوبارہ عدالت سے رجوع کرینگے ۔اہلسنت عوام کے حقوق کے تحفظ اور انصاف کی فراہمی کیلئے عدالتوں کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے آئینی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ سپاہ صحابہؓ کے حق میں فیصلہ حق و سچ کی جیت ہے جو قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی جرات مندانہ اور امن پالیسیوں کا نتیجہ ہے قائدین و کارکنوں کے جنازے اٹھا کر بھی ملکی سلامتی و استحکام کی خاطر کبھی بھی کارکنان کو قانون ہاتھ میں نہیں لینے دیا کارکنوں کو ہمیشہ پرامن رہنے اور صبر کی تلقین کی۔ آج سپریم کورٹ کی طرف سے سپاہ صحابہؓ پاکستان پر لگائی گئی پابندی کا صدارتی ریفرنس خارج ہونے سے ہم پر لگائے گئے دہشت گردی کے الزام غلط ثابت ہوئے ہیں۔ ناموس رسالت ﷺ و دفاع صحابہؓ و اہلبیتؓ ازواج مطہراتؓ کی ناموس کے تحفظ کیلئے قانونی و آئینی جدوجہد کر رہے ہیں دنیا کی کوئی طاقت مشن جھنگوی شہیدؒ کی تکمیل سے ہمیں نہیں روک سکتی ہماری منزل قریب ہے ہمیں اپنی جماعت کی موجودہ قیادت پر فخر ہے۔ تمام تر مصائب ومشکلات ،قید بند کی صعوبتوں، جان لیوا قاتلانہ حملوں کے باوجود بھی مشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جرات وبہادری کیساتھ ایک قدم آگے بڑھ کر جماعت کو ترقی کی منزل پر پہنچایا اور اہلسنت والجماعت قومی دھارے میں شامل ہو چکی ہے اس جدوجہد کا سہرا قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کو جاتا ہے انکی کامیابیاں امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدریؒ کی دعاؤں کا ثمر ہے جو ہمیشہ ان کیساتھ رہیں گی اب بہت جلد پارلیمنٹ کے ذریعے ناموس صحابہؓ کے تحفظ کیلئے قانون سازی کروائیں گے اور گستاخ صحابہؓ کو قانون کے ذریعے سے قرار واقعی سزا دلوائیں گے۔

امیر عزیمت حضرت مولانا
حق نواز جھنگوی شہیدؒ
کے سوانح وافکار اور مشن سے مکمل آگاہی کے لئے
نظام خلافت راشدہ
خصوصی شمارہ نمبر 1
جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں
سال میں دستیاب ہے
ہدیہ 40 روپے
منجانب
فاروق پبلی کیشنز قاسم بازار
بخاری چوک سمندری
0306-7810468 صبح 8 سے شام 5 بجے

علمائے دیوبند کا اتحاد...... ایک مبارک قدم

محمد یونس قاسمی

ایک سفر جس کا آغاز برسوں پہلے ہوا تھا، اسے منزل کا ابتدائی سرا 18 نومبر کو ملا۔ سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی پوری زندگی اپنے ہم مسلک لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں گزری۔ بالآخر کامیابی کے امکانات روشن ہوئے ہیں اور وہ اپنے ہم مسلک لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے اور ایک لڑی میں پرونے کیلئے ابتدائی ڈھانچہ بنانے اور اس پر سب کو متفق ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس سفر کا آغاز غالباً اسی کی دہائی میں ہوا تھا، اب تو بہت سی دیگر شخصیات بھی اس سفر کا حصہ بن چکی ہیں بالخصوص مولانا محمد احمد لدھیانوی کی گزشتہ تین سالہ محنت کا اس اتحاد کی فضا کو ہموار کرنے میں بہت بڑا کردار ہے۔

دیوبند کی قیادت حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد سامنے نہیں آسکی، جب تک حضرت بنوریؒ زندہ تھے مسلک دیوبند کی تمام جماعتیں اور تمام ادارے حضرت بنوریؒ کی شخصیت سے بندھے ہوئے نظر آتے تھے آپ کی وفات کے بعد یہ شیرازہ بکھر گیا۔ بڑے بڑے لوگ موجود تھے، کوششیں بھی ہوتی رہیں مگر کامیابی اب جا کے ملی ہے۔

تمام دیوبندیوں نے آج پھر جسے قائد دیوبند چنا ہے وہ حضرت بنوریؒ کے ہی تربیت یافتہ اور انہی کے جانشین ہیں۔ حضرت بنوریؒ کی یہ خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کی ذات سے تمام دیوبندی علماء وابستہ تھے، جب کبھی کوئی موقع آیا آپ نے خود متحرک ہو کر سب کو اپنے ساتھ کھڑا کرلیا۔

حضرت بنوریؒ کا فرمان سب کیلئے کافی سمجھا جاتا تھا منکرین حدیث کا مسئلہ ہو یا مسئلہ تحفظ ختم نبوت، حضرت بنوریؒ نے راتوں رات ملک بھر میں اشتہار لگوا دیے، چند دنوں میں ملک بھر کے علماء سے رابطہ کر کے منکرین حدیث کے متعلق فتویٰ لے لیا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔ ختم نبوت کیلئے راولپنڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار میں سب کو لیکر جمع ہوئے تو قانون سازی کروا کر ہی واپس لوٹے۔

مفتی محمودؒ، مولانا ہزارویؒ، مولانا درخواستیؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، خواجہ خان محمدؒ اور اس طرز کے دیگر جید علماء ومشائخ وسیاسی قائدین حضرت بنوریؒ کے حکم پر ہمیشہ جمع ہوتے تھے اور باہمی اتفاق واتحاد کے ساتھ قومی، ملی اور مذہبی مسائل کے حل کیلئے جدوجہد کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کامیابی بھی ان لوگوں کے قدم چومتی تھی۔

آج ہمارے مسائل کی اصل بنیاد آپسی اختلافات ہیں، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششوں میں بہت سارے لوگ اپنے اصل اہداف تک سے دور ہوگئے ہیں۔ اب صرف مقصد ایک دوسرے سے آگے بڑھنا رہ گیا ہے ان حالات میں وہ لوگ غنیمت ہیں جو آج بھی باہمی اتحاد کی فضا برقرار رکھنے کیلئے کوشاں ہیں۔ سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کو اللہ رب العزت لمبی عمر کے ساتھ صحت وعافیت نصیب فرمائیں جنہوں نے اسی میدان کو منتخب کیا اور مسلسل اسی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔

> **مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ، کی گزشتہ تین سالہ محنت کا اس اتحاد کی راہ کو ہموار کرنے میں بہت بڑا کردار ہے**

گزشتہ چند سالوں سے اس مبارک کام میں مولانا محمد احمد لدھیانوی، قاری محمد حنیف جالندھری اور مولانا زاہد الراشدی نے بھی گرانقدر حصہ ڈالا ہے۔ یہ سب حضرات اس بات کو یقینی بنانے میں مصروف رہے کہ ہمیں ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اہداف کا تعین کرنا چاہیے، پھر ان اہداف کی تکمیل کیلئے اپنے اپنے دائروں میں رہ کر جدوجہد کرنا چاہیے، اپنے دائرے کراس کر کے دوسرے کو نقصان پہنچانے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی کی قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن سے اس عنوان پر کئی کئی گھنٹے نشستیں ہوتی رہیں اور باہمی افکار کا تبادلہ ہوتا رہا۔ موجودہ اور گزشتہ سال میں اس موضوع پر بہت مشاورت ہوئی، یہ کام شائد بہت پہلے ہو جاتا مگر اللہ کو ابھی منظور نہیں تھا۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اپنی میزبانی میں سب حضرات کو ایک جگہ جمع کرنے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور مسلسل محنت کر کے تمام حضرات کو اس میں شریک ہونے پر آمادہ بھی کرلیا تھا۔ حتمی مشاورت مولانا فضل الرحمٰن سے ہورہی تھی کہ انہوں نے اس کھلے اجلاس سے قبل اکابرین کے ایک مشترکہ اجلاس کی تجویز دی اور کھلے اجلاس کو کچھ دن مؤخر کرنے کو کہا۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی اور اہل سنت والجماعت نے اس بات سے اتفاق کیا اور اکابرین کے مشاورتی اجلاس کو جلد از جلد بلائے جانے پر زور دیا۔ قاری محمد حنیف جالندھری کی کوششوں سے اکابر علماء دیوبند وفاق المدارس العربیہ کی دعوت پر قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں ایک اسٹیج پر جمع تو ہوگئے مگر باہمی مشاورت ممکن نہ ہو پائی۔ اس کے چند دن بعد ہی پھر وفاق المدارس العربیہ کی دعوت پر دارالعلوم کراچی میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد حنیف جالندھری اور دیگر اکابر شریک ہوئے۔ اس اجلاس سے بہت سارے مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے میں مدد ملی۔ طے تو یہ ہوا تھا کہ اس طرح کے مزید دو چار اجلاس منعقد ہونگے مگر بعض حضرات کی علالت اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوسکا۔

14 ستمبر کو مولانا محمد احمد لدھیانوی اور سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی اسی سلسلہ میں باہمی مشاورت لاہور میں ہوئی اور حضرت شاہ جی نے اس بات پر زور دیا کہ موجودہ جن حالات کا ہمیں سامنا ہے اور جس مغربی تہذیب سے مسلح جنگ میں ہمیں جھونکا جا رہا ہے، ان حالات میں پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والی اپنی ہم مسلک تنظیموں کو ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اہداف پر غور کرنے اور انہیں از سر نو حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے پہلے

سے جاری اپنی کوششوں سے حضرت شاہ جی کو آگاہ کیا۔

20 اکتوبر کو ایک مرتبہ پھر حضرت شاہ جی اور مولانا محمد احمد لدھیانوی سر جوڑ کر بیٹھے اور یہ طے کیا کہ اب سب حضرات سے فرداً فرداً ملاقات کرکے انہیں اس پر آمادہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت شاہ جی نے اسے ایک تحریک کی صورت میں شروع کیا اور اپنی پیرانہ سالی اور معذوری کے باوجود اس کام کی تکمیل کیلئے ہر ایک کے دروازے پر جا کے دستک دی اور انہی کے فائدے کی بات انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔ یہ حضرت شاہ جی کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند میں سے کوئی بھی اس کام سے انکار نہیں کر سکا اور سب نے حضرت شاہ جی پر اس حوالے سے مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ چنانچہ اس اتحاد کے قیام کیلئے 18 نومبر کی تاریخ طے ہوئی۔ اتحاد کی غرض سے بلائے جانے والے اجلاس کے انتظامات اور اس کے ایجنڈے کی تشکیل کیلئے 9 نومبر کو مجلس احرار اسلام کے دفتر لاہور میں ایک اجلاس سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ایجنڈے کو حتمی شکل دی گئی اور سب حضرات کو دعوت نامہ ارسال کرنے کا فیصلہ ہوا۔

اتحاد کے قیام کے لیے 18 نومبر کا اجلاس ریگالیہ ہوٹل آبپارہ اسلام آباد میں منعقد ہوا جو مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی تلاوت سے شروع ہوا۔ مسلک دیوبند کی تمام جماعتوں اور اداروں کے قائدین و سربراہان اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی ایک جانکاہ حادثہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ اس حادثہ میں مولانا محمد احمد لدھیانوی کے ایک داماد وفات پا گئے تھے جبکہ دو بیٹیاں، دوسرا داماد اور نواسے شدید زخمی ہوئے۔

اللہ پاک مولانا محمد احمد لدھیانوی کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ اجلاس میں مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری نے اس افسوس ناک حادثہ کی خبر سب کو سنائی اور سب حضرات سے مولانا محمد احمد لدھیانوی کیلئے دعائے صبر کی اپیل کی۔ اجلاس میں شریک اکثر و بیشتر حضرات نے باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کرنے کیلئے ایک سپریم کونسل بنانے اور قائد دیوبند کا تعین کرنے کی تجاویز دیں، بہت سوں نے اپنی تجاویز تحریری طور پر حضرت شاہ جی کے سپرد کر دیں۔ ایک کمیٹی ان تجاویز کی روشنی میں نتائج سامنے لانے کیلئے سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی زیر صدارت تشکیل دی گئی جس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا اللہ وسایا، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں شریک ہوئے جبکہ معاونت کے فرائض سرانجام دینے کیلئے یہ اعزاز مجھے اور برادرم عباس ضیغم کو بخشا گیا۔ اس کمیٹی نے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق کو متحدہ دیوبند کا سربراہ بنانے کی تجویز اجلاس میں پیش کی تو کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے تائید و تحسین کی، کمیٹی کی طرف سے مرتب کردہ اعلامیہ کو حضرت شاہ جی نے اجلاس اور میڈیا کے سامنے پیش کیا۔ اس پر میڈیا کی طرف سے آنے والے مختلف سوالات کے جوابات حضرت شاہ جی اور مولانا فضل الرحمٰن دیتے رہے۔

اتحاد ہزار خامیوں کے باوجود اس انتشار سے بہتر ہے جس میں ہزار خوبیاں ہوں

مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والی جماعتوں اور اداروں کے اتحاد کے لیے تین عشروں سے جاری کوشش اور جدوجہد کو ایک منزل ملی ہے۔ اللہ کرے یہ نظر بد سے محفوظ رہے اور تمام دیوبندی جماعتیں اور ادارے اپنے اپنے اہداف کی تکمیل کے لیے ایک دوسرے کو نقصان پہنچائے بغیر کوشاں و سرگرداں رہیں۔ کہتے ہیں کہ اتحاد ہزار خامیوں کے باوجود اس انتشار سے بہتر ہے جس میں ہزار خوبیاں ہوں۔ اگر یہ اتحاد اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا جو کہ اس کے اعلامیہ میں درج ہیں تو یہ دوسرے مکاتب فکر کے لیے بھی ایک روشن مثال ہوگا اور ہمیں امید ہے کہ ہمارے اکابر اہل سنت کے دیگر مکاتب فکر اور مسالک کو بھی ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کریں گے۔

اجلاس کا اعلامیہ یہ ہے۔

تنظیمات مسلک دیوبند کے مشترکہ اجلاس میں طویل غور و خوض کے بعد درج ذیل مقاصد کے حصول کے لیے تمام جماعتوں، مراکز اور حلقوں کو مربوط کرنے اور منظم جدوجہد کی غرض سے سپریم کونسل کے قیام کا فیصلہ کیا گیا جو تمام جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہوگی۔ کونسل جدوجہد کا لائحہ عمل اور طریق کار طے کرے گی۔ اس سپریم کونسل کے سربراہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہوں گے۔

۱...... پاکستان کے اسلامی تشخص کا تحفظ اور اسلامی نظام کا نفاذ۔

۲...... قومی خود مختاری اور ملکی سالمیت و وحدت کا تحفظ، امریکہ اور دیگر طاغوتی قوتوں کے سیاسی، معاشی غلبہ و تسلط سے نجات۔

۳...... 73ء کے دستور بالخصوص اسلامی نکات کی عملداری۔

۴...... تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قوانین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملداری کی جدوجہد۔

۵...... مقام اہل بیت عظام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تحفظ۔

۶...... قومی تعلیمی نظام و نصاب میں غیر ملکی کلچر کے فروغ کی مذمت اور روک تھام۔

۷...... فحاشی و عریانی اور مغربی کلچر کے فروغ کی مذمت اور روک تھام۔

۸...... ملک کو فرقہ وارانہ نفرت انگیزی اور شیعہ سنی اختلافات کو فسادات کی صورت اختیار کرنے سے روکنا۔

اجلاس میں ایک رابطہ کمیٹی کے قیام کا فیصلہ بھی کیا گیا جو سپریم کونسل کی راہنمائی میں اس کے طے کردہ لائحہ عمل اور طریق کار پر عملدر آمد کے لیے ضروری امور سرانجام دے گی۔

☆☆☆☆☆

اہم اعلان

ادارہ کی انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارے وہ ساتھی جو راہ حق میں شہید ہو چکے ہیں۔ ان کے کوائف، پیدائش، کوالیفکیشن، جائے شہادت، قاتل کون ہے اور ان کی گرفتاری ہو چکی ہے اگر نہیں تو رکاوٹیں کیا ہیں۔ جماعتی حیثیت کیا تھی؟ یہ سب چیزیں درج ذیل پتہ پر ارسال کریں ہم ہر ماہ ان کو شائع کریں گے تاکہ پوری دنیا کو مشن جھنگوی شہید کی تکمیل کیلئے دی جانے والی اس عظیم جماعت کی قربانیوں کا ادراک ہو سکے اور ہمارے جذبہ و ہمت میں اضافہ ہو سکے۔ ادارہ

پنجاب رابطہ آفس

Tahirsmi@gmail.com

نظام خلافت راشدہ بخاری چوک قاسم بازار سمندری فیصل آباد

0306-7610468/041-3420396

سلسلہ فراق یاراں

صحابہ کرامؓ کے ایک عاشقِ صادق کی رحلت

تحریر: محمد اشرف ساجد شینھہ والوی

راقم السطور اپنے ایک مخدوم مکرم کی خدمت عالیہ میں بیٹھا کڑاکے دار دھوپ سینکنے و تناول ما حضر کے ساتھ حضرۃ مخدوم مکرم کی چٹکلے نما گفتگو سے محظوظ ہو رہا تھا بلکہ یوں کہنا کسی حد تک بے جا نہ ہوگا کہ گپ شپ کا سا ماحول تھا کہ اپنے گاؤں شھینہ والہ سے ایک قریبی دوست نے بذریعہ موبائل ایک حادثہ جانکاہ کی خبر سنا کر یکدم ساکت و جامد کر دیا وہ خبر یہ تھی کہ عزیز مکرم جناب شیخ احسان اللہ بن شیخ عبدالرشید اپنی ننھی منی بھانجی اور اپنے ایک پڑوسی بزرگ ملک غلام یاسین بنڈولی سمیت ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علاقہ میں اپنی نانی صاحبہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے جاتے ہوئے ٹریفک حادثہ میں واصل بحق ہو گئے ہیں اور باقی شریک سفر اہل خانہ زندگی و موت کی کشمکش میں ہسپتال میں زیر علاج ہیں "انا للہ وانا الیہ راجعون"

یہ خبر قلب و دماغ پہ صاعقہ بن کر گری حواس کی بحالی کے بعد تفصیلی معلومات کی جستجو کی مگر ہر طرف سے پریشان کن خبریں سنائی دیں بھاگم بھاگ شیخ احسان اللہ مرحومؒ (جن کے نام کے ساتھ مرحوم لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے) کے در دولت پہ حاضری دی تو عوام کا ایک جم غفیر آہوں، سسکیوں میں اجساد خاکی کا منتظر پایا اور علاقہ بھر کی فضاء میں بھی نمایاں سوگواری بسر و چشم نظر آئی اگلے روز مسافران آخرت کی نماز جنازہ کی امامت کے فرائض استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حفیظ اللہ مدظلہ نے انجام دیے تو ہزار ہا افراد نے ان کی اقتداء کی اور آہوں سسکیوں کے ساتھ مرحومین کو تہہ خاک کیا، رب العلیٰ مرحومین کی بال بال مغفرت فرمائے اور زخمیوں کو صحت کاملہ سے نوازے آمین ثم آمین۔

آخر الذکر ملک غلام یاسینؒ اگرچہ با اخلاق، ذی وقار، ملنسار، ہنس مکھ، خوش مزاج، دینی و دنیوی، مسلکی و مذہبی معاملات میں کھرے انسان تھے تاہم حیات مستعار میں دوگنا ہونے کی بنا پر زندگی کا کوئی گوشہ ان کے ساتھ نہ گزر سکا اور عمر بھر میں فقط ایک آدھ محفل کے علاوہ کبھی ان کے ہاں اٹھنا بیٹھنا نصیب نہ ہوا، جہاں کہیں ان سے ملاقات ہوئی الحمد للہ چچا بھتیجا کے رشتہ و انداز میں ہوئی البتہ ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ اور بامعنی وضع دار علیک سلیک و گفتگو تادم ریہ قلب و دماغ پہ تازہ ہے البتہ اول الذکر شیخ احسان اللہ مرحومؒ عین شباب کی دہلیز پہ قدم رنجہ فرما چکے تھے اگرچہ عمر میں نصف درجہ پہ تھے لیکن ان سے دوستانہ بلکہ برادرانہ تعلقات فقط علاقہ داری کی نسبت سے نہیں بلکہ خالص "مشن تحفظ ناموس صحابہ" کی بنا پر تھے۔

چھوٹے بڑے بھائی کا رشتہ نمایاں اور ادب و شفقت، پیار و محبت کے جمیع تقاضے طرفین سے بحمد للہ باحسن خوبی پایہ تکمیل کو پہنچتا رہا، ان سے ملاقاتیں تو لاتعداد رہیں لیکن سب سے پہلی بے تکلفی کا رشتہ رمضان المبارک سے چند روز قبل استوار ہوا، اور اس بے تکلفی کا سبب بھی "سپاہ صحابہؓ" ہی بنی وہ ایسے کہ ایک روز سر راہ ملاقات میں انہوں نے سپاہ صحابہؓ کی موجودہ قیادت پہ نالاں ہونے کا اظہار کیا سیہ کار نے پورے انہماک سے ان کی گفتگو سننے کا عندیہ دے کر ناراضگی کے اسباب و عوامل پیش فرمانے کی درخواست کی انہوں نے جھٹ سے دل کی بات کہہ ڈالی، سیہ کار کے لئے اس نتیجہ پہ پہنچنا کوئی مخفی امر نہ رہا کہ شیخ احسان اللہؒ حقیقت حال سے پوری طرح ناآشنا ہیں اور سازشی عناصر کی کارستانیوں کو حقائق سمجھے ہوئے ہیں۔ راقم السطور نے ہلکی سی لب کشائی سے انہیں مطمئن کرنے کی سعی کی تو پروردگار نے کامیابی عطا فرما دی، الحمد للہ شیخ احسان اللہؒ پوری طرح مطمئن ہو گئے بلکہ ندامت سے پانی پانی ہوئے اور بار بار معذرت کرنے لگے گذشتہ سے پیوستہ ماہ گاؤں کے یونٹ سازی کے سلسلہ میں سپاہ صحابہ تحصیل کروڑ کا اجلاس ملک محمد آصف نسیم کے ڈیرے پہ حضرت مولانا مفتی عمر حیدری مدظلہ کی زیر صدارت ہوا۔

حضرت مفتی صاحب نے اختصار سے اجلاس کی غرض و غایت بیان فرمانے کے بعد شرکائے اجلاس سے صدارت کے لئے نام طلب کئے تو برادر عزیز شیخ احسان اللہؒ نے جھٹ سے کھڑے ہو کر سیہ کار کا نام پیش کر دیا جسے اگرچہ تمام شرکائے اجلاس کی بھرپور تائید سے منظور کر لیا گیا لیکن سیہ کار کی معقول معذوری کے بعد واپس لینا پڑا تو موجودہ صدر ملک بلال احمد مرکھا کا نام بھی انہوں نے پیش کر کے تائید لی تو بھی بھرپور انداز میں حمایت ہوئی حتیٰ کہ موودہ جنرل سیکرٹری ملک محمد آصف نسیم اسرا کا نام سیہ کار کی طرف سے پیش کئے جانے پہ سب سے پہلی تائید شیخ احسان اللہؒ نے کی، سپاہ صحابہؓ کے اس حد تک جیالے اور حضرات صحابہ کرامؓ و اہلبیتؓ کے ایسے عاشق صادق سپاہی تھے کہ ہر جلسہ و جلوس، اجلاس میں سپاہ صحابہؓ کا خوبصورت پرچم تھامے ہمیشہ آگے آگے رہتے اگرچہ تعلیم کا سلسلہ میٹرک سے آگے قائم نہ رکھ پائے اور خاندانی، وراثتی زمینداره سے منسلک ہو گئے تاہم زمینداره یا کوئی بھی ذاتی مصروفیت جماعتی کام میں مانع نہ ہو سکی۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جماعتی کام کو فوقیت دی اور ذاتی امور کا درجہ ثانوی رہا مال اور وقت تو سپاہ صحابہؓ کے مقدس مشن پہ صرف کر ہی رہے تھے لیکن ناموس صحابہؓ کے لئے جانثاری کے بھی آرزومند تھے بارہا اسی خواہش کا اظہار بھی زبان حال پہ لائے سیہ کار سے رازدارانہ طور پر یہ کہتے تھے کہ بھائی جان میری شادی ہونے کو ہے میری دلی خواہش ہے کہ شادی بیاہ میں ہونے والی معاشرتی منکرات کا خاتمہ کر کے نئی ریت ڈالوں، سیہ کار نے عرض کیا وہ کیسے؟ تو کہتے کہ میری شادی پہ انشاء اللہ سیرۃ النبیؐ والصحابہؓ کانفرنس ہو گی اس کا مکمل انعقاد آپ کے ذمہ ہوگا اور آپ کے چونکہ قائد پنجاب حضرت مولانا علامہ محمد اشرف طاہر مدظلہ سے قریبی مراسم ہیں لہٰذا ان سے میری شادی کے لئے وقت لینا آپ

> **ہزار ہا پروانگانِ شمع رسالت و وابستگان ناموسِ صحابہؓ ایسے ہیں جن کے نام و کردار سے اہلِ دنیا بے خبر ہے اور عدم واقفت کی بنا پران کے کارہائے نمایاں فقط ان کے اہل خانہ تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں**

ہی کے فرائض میں شامل ہوگا تاکہ وہ اپنے مخصوص گرجدار لہجہ میں خطاب بھی فرمائیں اور میری زندگی کی اہم ترین خواہش کی تکمیل کے لئے میرا نکاح بھی پڑھائیں، میں عرض کرتا انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا بشرط زندگی، لیکن کسی کو کیا علم تھا کہ ان کی شادی کے خواب چکنا چور ہو جائیں گے اور ان کی فرمائش و خواہش کے مطابق تعمیر کردہ بلکہ تکمیل کے مراحل میں پہنچنے والا گھر مکین سے لاتعلق ہو جائے گا اور ان کی چچازاد منگیتر بن بیاہے ہی بیوہ ہو جائے گی۔ والدین کے لئے اپنے لخت جگر کے سر پہ سجی دستار بیاہ اور جسم پہ سجے لباس عروسی کے نظارے ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے والد صاحب (شیخ عبدالرشید) گھاؤ جدائی تادم مرگ نہیں بھول پائیں گے تو والدہ ماجدہ کو لحمہ بہ لحمہ ان کی یاد ستائے گی۔

ولادت بلکہ شکم میں منتقلی سے لے کر تادم آخر ہر ایک ادا جھولا جھولانا، لوری دینا، لاڈ پیار، ناز و نعم، رونا ہنسنا، بچگانہ ضد، شرارتیں، کھیل کود توتلے پن میں بولنا، کھلونوں کی مانگ، جا بے جا فرمائشیں، موسم کے نشیب و فراز میں صبر آزما لمحات، تلخ و شیریں یادیں اپنا راحت و سکون لخت جگر کی راحت رسانی پہ نثار کرنے کے لمحات، ماںتا کا جوش و جنون، تعلیم کے مراحل اور بالآخر جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھنا یقیناً سبھی یادیں برق بن کر گریں گی، پانچ شدید زخمی بہنیں اپنے دلگیر ویر کی شادی و دیگر خوشیوں کو ترستی ہی رہیں گی، بقید حیات دونوں بھائیوں قاری محمد اسحاق و محمد لقمان سلمہا اللہ تعالیٰ کے لئے ادب و شفقت کے تقاضے قصہ پارینہ ثابت ہوں گے، زخم خوردہ شفیق و انیس چچے، چچیاں ماموں، ممانیاں اور بوڑھیا دادی صاحبہ حالت ضعف میں فقط یادوں میں کھوئے رہیں گے، دیگر خویش و اقارب ہم جولی ہم پلہ و ہم نوالہ گذشتہ محافل کو یاد کر کے دل بہلائیں گے سپاہ صحابہؓ شعبہ والا یونٹ کا ہر اجلاس ایک مخلص ساتھی، جیالے کارکن موقع بموقع پر مغز و حاضر دماغ مشیر کی مشاورت و معاونت سے محروم ہو جائے گا لیکن قدرت الٰہیہ کی جانب بالآخر وقت موعود آنا ہی ہے اور ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے لیکن ایسے دلخراش سانحات و اموات سمیت ہر ادنیٰ و اعلیٰ دکھ و جدائی پہ صابر و شاکر رہنے والوں کے لئے رب العلیٰ کی جانب سے...... ان اللہ مع الصابرین

ترجمہ:...... "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

شیخ احسان اللہ مرحومؒ سپاہ صحابہؓ کے ایسے عاشق وصادق سپاہی تھے کہ ہر جلسہ وجلوس اور اجلاس میں سپاہ صحابہؓ کا خوبصورت پرچم تھامے ہمیشہ آگے آگے رہتے

کا عالی شان دلاسہ اور عظیم الرتبت انعام ہے...... رب السموات والارض تمام صابرین کو وہ اجر عظیم عطا فرمائے جس کا قرآن و حدیث میں وعدہ صادقہ فرمایا ہے۔

یوں تو شیخ احسان اللہؒ ناموس صحابہؓ واہلبیتؓ کے پروانے تھے اور اس مقدس مشن کی داعی جماعت سپاہ صحابہؓ کی پوری قیادت و وابستہ علماء کرام و کارکنان سبھی کے بے حد شیدائی تھے لیکن سب سے بڑھ کر وہ امام اہلسنت، وکیل صحابہ واہلبیتؓ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ سے متاثر تھے یوں کہنا حقائق کے منافی ہرگز نہ ہوگا کہ شیخ احسان اللہؒ اپنی آئیڈیل شخصیت حضرت امام اہلسنتؒ کو قرار دیتے تھے ان کے میموری کارڈ میں زیادہ تر حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ ہی کے بیانات وخطابات تھے قرب وجوار میں جہاں کہیں بھی حضرت امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی تشریف آوری کی اطلاع پاتے کانفرنس کے آغاز سے پہلے جاتے تاکہ سٹیج کے بالکل قریب بیٹھنے کو جگہ مل جائے اور حضرت امام اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی بالکل نزدیک سے زیارت اور کلام سے مستفیض ہونے کا موقع میسر آسکے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مالک الملک نے عالم آخرت میں شیخ احسان اللہؒ کو اپنی پسندیدہ شخصیت کی رفاقت و قرب نصیب فرمایا ہے، شیخ صاحب کی ایک ہمشیرہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جس شب میرے بھائی کو قبر کے حوالہ کیا گیا اسی رات مجھے خواب میں ملے وہ اس حال میں تھے کہ ایک نہایت ہی خوبصورت، جاذب نظر، دلنشیں فرحت آفریں، سرسبز سیبوں کے باغ میں بیٹھے سیب تناول فرما رہے ہیں ان کے ساتھ ایک عالم دین خوبصورت چہرہ، موٹی موٹی آنکھیں، نورانی زلفیں، کالی پگڑی، سفید چمکدار لباس، دل موہ لینے والا قد و قامت، مضبوط و بارعب جسم، چہرے پر نورانیت و روحانیت چھلکتی، عالمانہ وضع قطع کے حامل بزرگ تشریف فرما ہیں، باغ ہی میں ایک عالی شان محل ہے میں نے سلام دعا کے بعد پوچھا بھائی احسان اللہ کہاں چلے گئے ہو؟ یہ بزرگ کون ہیں؟ اور یہ محل کس کا ہے؟ بھائی احسان اللہؒ نے کہا میں صحابہ کرامؓ سے سچی محبت کی وجہ سے الحمدللہ جنت میں ہوں میرے پاس تشریف فرما عالم دین امام اہلسنت، وکیل صحابہؓ میرے محبوب و مکرم علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ ہیں وہ چونکہ میری پسندیدہ شخصیت تھے پروردگار عالم نے مجھے ان کے ہاں ہی بھیج دیا ہے اور محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ عالیشان محل ام المومنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ کا ہے اور میں علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے ساتھ امی جان کی خدمت میں حاضری کے لئے جا رہا ہوں...... یوں کہتے ہی حضرت امام اہلسنتؒ کی انگلی پکڑ کر محل کی جانب چل پڑے اور میری آنکھ کھل گئی۔

شیخ احسان اللہ مرحومؒ کی طرح یقیناً ہزار ہا پروانگان شمع رسالت و وابستگان ناموس صحابہؓ ایسے ہونگے جن کے نام، کردار خلوص و وفا سے اہل دنیا بے خبر ہوں گے عدم واقفیت کی بنا پر ان کے کارہائے نمایاں فقط اہل خانہ تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ سطور بالا ایک گمنام سپاہی و دیوانہ صحابہؓ کے کردار کو نہایت اختصار سے اجاگر کرنے کی غرض سے سپرد قرطاس کی گئیں ہیں تاکہ کردار مرحومین، قارئین ''نظام خلافت راشدہ'' کے لئے قابل تقلید ہو سکے رب العلیٰ سبھی اہل قبور ایمان کے حامل خواتین و حضرات کی مکمل مغفرت فرمائے۔

کسی کی شمع حیات جب کہ صبح کو کچھ ٹمٹما رہی تھی
ہزار روغن میں ڈالتا تھا مگر وہ بجھتی ہی جا رہی تھی
قضا کا دست جفا کنندہ بڑی ہی تیزی سے بڑھ رہا تھا
وہ جا رہے تھے میں رو رہا تھا قضا کھڑی مسکرا رہی تھی

☆☆☆☆☆

اپنے کاروبار کو ترقی دینے کا نادر موقع

سلسلہ وار ''نظام خلافت راشدہ'' پاکستان کے مذہبی رسالوں میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہر ماہ سب سے زیادہ شائع ہو کر دینی حلقوں تک پہنچتا ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہر ماہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب لوگ یہ رسالہ پڑھتے ہیں۔ اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لیے سلسلہ وار ''نظام خلافت راشدہ'' میں اشتہار دیجئے، نرخنامہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

رابطہ آفس

سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ بخاری چوک قاسم بازار سمندری فیصل آباد 0306-7810468

نوٹ: آفس ٹائم صبح 9 سے شام 5 بجے تک رابطہ کریں۔

شیعہ کا مکر وفریب

دشمنان اصحاب رسول ﷺ کی طرف سے تاریخی کتب میں رد وبدل اور اہم تاریخی واقعات میں اپنے مطلب کی باتیں شامل کر کے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی وارداتوں کو بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا محمد علی نقشبندیؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''میزان الکتب'' میں ننگا کر دیا ہے۔ اس کتاب سے ہر ماہ ایک موضوع قارئین کے مطالعہ کے لیے شائع کیا جاتا ہے تاکہ دشمنان اصحاب رسول ﷺ کی اسلام کے خلاف سازشوں کا علم ہو سکے (ادارہ)

امام حسین ؓ نے مدینہ منورہ سے کربلا تک اونٹنی پر سفر کیا:

امام عالی مقام ؓ کا میدان کربلا میں اپنے سارے ساتھیوں کی شہادت کے بعد خود گھوڑے پر سوار ہو کر یزیدیوں کے مقابلہ میں نکلنا۔ اور سیدہ سکینہ کا گھوڑے کے پاؤں کو چمٹے رہنا کہ جس کی وجہ سے گھوڑا نہ چل سکا۔ پھر گھوڑے کا امام عالی مقام کو اپنے سر کے اشارہ سے بتانا کہ میرے پاؤں کی طرف دیکھو کہ شہزادی لپٹی ہوئی ہے۔ پھر امام عالی مقام کا سکینہ کو دلاسا دینا وغیرہ رقت آمیز واقعہ شیعہ سنی دونوں کی کتب میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ تقریروں واعظوں میں سنی واعظین اور شیعہ ذاکرین عوام کو رُلانے، مرثیہ خوانی کا رنگ بھرنے کے لیے بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہیں۔ ایسے واقعات سے شیعہ ذاکرین کا مقصد تو واضح ہے کہ وہ ماتم اور نوحہ خوانی کو اپنے مسلک کی جز سمجھ کر اس کا پرچار کرتے ہیں لیکن سنی واعظین پر افسوس ہے کہ جب ماتم اور نوحہ خوانی کو حرام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں تو پھر ایسے بے اصل واقعات کو رقت آمیز لہجے اور رُلانے کے انداز سے بیان کر کے وہ سنیت کی نہیں بلکہ شیعیت کی خدمت کرنے کے کیوں در پے ہیں؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کا مقصد صرف اپنا رنگ جما کر دنیا کے چند ٹکے حاصل کرنا ہے۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ سیدنا امام حسین ؓ کا مدینہ منورہ سے عازم مکہ مکرمہ ہونا، اور پھر مکہ شریف سے کوفہ کا قصد کر کے سفر پر روانہ ہونا جنگ و جدال کے لیے نہ تھا۔ اہل وعیال کہ جس میں بچے اور عورتیں بھی تھیں کو ساتھ لینا اسی کی دلیل ہے کہ آپ کسی سے لڑنے نہیں جا رہے ہیں، ایسا سفر جنگ و جدال کا نہ ہو۔ اور بال بچوں سمیت ہو۔ عرب اسے اونٹوں پر طے کرتے تھے۔ جب ہم عرب لوگوں کے واقعات سفر کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اونٹوں کی بجائے گھوڑوں پر جانا اس وقت پسند کرتے تھے۔ جب کہیں گھوڑ دوڑ کے لیے یا کسی خوشی کے موقعہ میں شرکت کرنے کا مقصود ہوتا۔ امام عالی مقام کا سفر کربلا نہ گھوڑ دوڑ کا سفر تھا اور نہ ہی خوشی کے لیے گھر سے باہر سفر پہ روانگی تھی۔ ایسے میں انہوں نے اونٹوں کو اپنے سفر کے لیے ساتھ لیا۔ گھوڑوں پر سوار نہیں ہوئے۔ کوفہ کی طرف روانگی کے وقت اس خاندان اہل بیت کی سواری اونٹ تھی۔ اس پر شیعہ سنی دونوں کی کتب سے ثبوت ملاحظہ ہو۔

دلائل النبوت:

ترجمہ:..... ''اصبغ بن بناتہ سے روایت ہے وہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے بیان کرتے ہیں فرمایا کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے ساتھ اس جگہ آئے۔ جہاں امام حسین ؓ کی قبر ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا، یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے۔ اور ان کے کجاوں کی جگہ یہ ہے اور یہ جگہ ان کے خون گرائے جانے کی جگہ ہے۔ آل محمد کے جوانوں کو اس میدان میں شہید کر دیا جائے گا۔ ان پر آسمان وزمین روئیں گے۔

(دلائل النبوۃ جلد دوم ص۲۴۴، فصل التاسع والعشرون حدیث ص۵۳۰ مطبوعہ حلب)

(۲۔ خصائص کبریٰ جلد دوم ص۱۲۶ باب اخبارہ بقتل الحسین مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور)(۳ سر الشہادتین ص۳۱)

سیدنا حسین بن علیؓ میدان کربلا میں گھوڑوں پر نہیں اونٹوں پر گئے تھے

قارئین کرام! سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے واقعہ کربلا سے بہت پہلے میدان کربلا کے چند مقامات کی نشاندہی فرمائی۔ ان میں سے ایک جگہ کے بارے میں فرمایا کہ یہاں شہداء کربلا کے اونٹ بیٹھیں گے۔ یہ خبران اخبار میں سے ہے جو حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے جناب رسول کریم ﷺ کے بیان فرمانے کے بعد بیان فرمائیں۔ یعنی حضور ﷺ کی طرف سے حضرت علی ؓ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے ایک جگہ خاندان اہل بیت کے اونٹ بیٹھیں گے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان اہل بیت میدان کربلا تک اونٹوں پر سوار ہو کر آیا۔ اور اس میدان میں انہوں نے اپنے اونٹوں کو باندھا ان کے کجاوے رکھے۔ لیکن نہ معلوم شیعہ سنی دونوں نے امام عالی مقام کے اونٹ کدھر بھگا دیئے اور ان کی جگہ گھوڑے لے آئے۔ وہ کون خیر خواہ تھے، کون جانثار تھے کہ جنہوں نے اس مصیبت زدہ خاندان کو گھوڑے پیش کیے تھے؟ واقعات وحقائق اس کے گواہ ہیں کہ جن لوگوں نے امام عالی مقام کی بیعت نہ کی تھی وہ تو آپ کے جانی دشمن تھے ہی، لیکن وہ لوگ جنہوں نے بیعت کر لی تھی وہ بھی خیر خواہ نہیں تھے۔ امام عالی مقام کے مقابلہ میں آنے والوں کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے کہ وہ حجاز یا شام سے لوگ نہیں آئے بلکہ سب کے سب کوفی لوگ تھے۔ اور وہی کہ جنہوں نے آپ سے بیعت کی تھی۔

مقتل ابی مخنف ص۵۲ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

مقتل ابی مخنف:

ترجمہ:..... ''یعنی اسی (۸۰) ہزار گھوڑے سوار کوفی تھے جو آپ کے مقابل تھے نہ ان میں کوئی شامی اور نہ حجاز کا رہنے والا تھا۔'' (مقتل ابی مخنف ص۵۲)

کیا یہ لوگ امام عالی مقام کو گھوڑے پیش کرنے والے ہو سکتے ہیں؟ اگر کوئی سنی واعظ اور شیعہ ذاکر کسی معتبر کتاب کے حوالہ سے ثابت کر دیں کہ امام عالی مقام کو میدان کربلا میں فلاں قبیلہ، فلاں سردار یا فلاں نامی شخص نے گھوڑے پیش کیے تھے تو میں اسکو بیس ہزار روپیہ انعام پیش کرونگا۔ اگر گھوڑے پیش کرنے والا ہی کوئی نہیں اور خود یہ خاندان اہل بیت کا قافلہ اونٹوں پر سوار ہو کر آیا تھا تو پھر امام عالی مقام سے گفتگو وغیرہ سب باتیں سرے سے ہی جھوٹی ہوئیں۔ جب کوئی ثابت ہی نہیں کر سکتا کہ ''ذوالجناح'' وہاں تھا۔ تو پھر فرضی واقعات سے اس

خاندان اہل بیت کے بارے میں یہ تاثیر دینا کہ انہوں نے صبر و ہمت کا دامن چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنا سکہ جمانے کی خاطر عوام کو غلط باتوں پر رلانا کیا ایسے واعظین و ذاکرین کو شرم نبی اور خوف خدا نہیں آتا۔ ایسے واہی تباہی کہنے والوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی چند عبارات نقل کر چکا ہوں۔ جن سے خاص کر سنی واعظین کو اپنی روش تبدیل کرنی چاہیے۔ خصائص کبریٰ اور سر الشہادتین کے حوالہ سے امام عالی مقام ؓ کے بارے میں حضور ﷺ کی پیش گوئی بذریعہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لیے حقیقت یہی ہے کہ امام عالی مقام ؓ اپنے رفقاء و اہل و عیال کے ہمراہ اونٹوں پر سوار ہو کر کربلا پہنچے تھے۔

امام حسینؓ نے سفر کا آغاز اونٹنی پر فرمایا:

ترجمہ:...... "پھر جب امام حسین ؓ کے بارے میں ان کے بھائی محمد بن حنفیہ نے سنا کہ آپ عراق جانے کا ارادہ کر رہے ہیں تو وہ بہت روئے پھر کہا...... بھائی جان! اہل کوفہ نے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ جو بے وفائی اور غداری کی آپ اسے بخوبی جانتے ہیں کہ اگر میری بات مانیں تو مکہ ہی میں ٹھہرے رہیں۔ امام عالی مقام نے جواب دیا۔ بھائی مجھے خطرہ ہے کہ بنو امیہ کے لشکری مکہ میں ہی مجھ سے لڑنا شروع نہ کر دیں تو پھر میں بھی ایسے لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا خون اللہ کے حرم میں مباح ہو جائے۔ پھر ابن حنفیہ نے کہا کہ آپ یمن تشریف لے جائیں وہاں آپ بالکل امن میں رہیں گے۔ امام نے فرمایا...... بھائی! اگر میں کسی چٹان کے اندر بھی ہوا تو بھی وہ لوگ مجھے وہاں سے نکال کر شہید کر دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا...... اچھا میں تمہاری پیش کش پر غور کروں گا جب سحری کا وقت ہوا آپ نے عراق کی طرف سفر کا عزم فرمایا۔ تو جناب محمد بن حنفیہ نے آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا...... بھائی جان! آپ کے جلدی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا...... تمہارے جانے کے بعد نیند کی حالت میں نانا جان (رسول کریم ﷺ) تشریف لائے تھے میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور مجھے سینہ سے لگا کر فرمانے لگے بیٹا حسین! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! عراق کی طرف سفر پر نکل پڑو۔ اللہ پاک کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہیں شہید ہوتا دیکھنا چاہتا ہے"۔

میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ ہر ایسے متکبر سے چاہتا ہوں جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا

امام عالی مقامؓ کے مقابلہ میں آنے والے لوگ حجاز یا شام سے نہیں آئے تھے بلکہ سب کے سب کوفی تھے اور وہی کہ جنہوں نے آپؓ کی بیعت کی تھی

(ذبح عظیم ص ۱۶۵ مکہ معظمہ سے جناب امام حسینؓ کی روانگی مطبوعہ مینجر کتب خانہ اثنا عشری لاہور)

صاحب ذبح عظیم سید اولاد حیدر نے مقتل ابی مخنف کی عبارت سے جو حوالہ نقل کیا ہے میں نے اس کی مکمل عبارت نقل کر دی ہے۔ اس حوالہ میں امام عالی مقام کے بھائی محمد ابن حنفیہ کا امام صاحب کے عزم سفر کے وقت ایک عمل ہمارے سامنے ہے......

"فاخذ محمد بن حنفیه زمام ناقة"

محمد بن حنفیہ نے امام کی اونٹنی کی مہار پکڑی۔ جس کا واضح مطلب ہے کہ امام حسین ؓ نے سفر کرتے وقت اونٹنی پر سفر فرمایا تھا۔ راستہ میں کہیں تبدیل ہو گئی اور اس کی جگہ گھوڑا سواری کے لیے آپ نے لیا۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں تو معلوم ہوا کہ گھوڑے کا ذکر اور ذوالجناح کی کہاوتیں بالکل لایعنی اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔

مدینہ منورہ سے کربلا تک آپ کی سواری اونٹنی ہی رہی:

تاریخ طبری:

ترجمہ:...... "فرزدق کو امام حسینؓ نے فرمایا...... کہ اپنے پیچھے لوگوں کی بات بتاؤ تو اس نے کہا کہ آپ نے واقعی صحیح جاننے والے سے پوچھا ہے۔ لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ، قضاء آسمان سے اترتی ہے اور اللہ پاک جو چاہتا ہے کرتا ہے پس امام حسینؓ نے فرمایا...... تو نے سچ کہا تمام کام اللہ کو ہی زیب دیتے ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہمارا رب ہر دن ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جو پسند کرتا ہے ویسی ہی قضاء اتارتا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں۔ اور ادائے شکر پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ اگر اس کی قضاء لوگوں پر اترتی ہے تو جس کی نیت صحیح ہوتی ہے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی قوت باطنی مضبوط ہوتی ہے۔ یہ کہا پھر امام حسینؓ نے اپنی سواری (اونٹنی) کو حرکت دی۔ السلام علیک کہا...... اور چل دیئے۔ (تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۱۸، ۶۰ھ)

قارئین کرام! فرزدق کی ملاقات کوفہ کے راستہ میں ہوئی تھی۔ حوالہ مذکورہ یہ بتا رہا ہے کہ آپ اس وقت بھی اونٹنی پر ہی سوار تھے۔ اور گھوڑا ہوتا۔ تو اس پر سوار ہوتے۔ عزم سفر کے وقت بھی اونٹنی پر اور دوران سفر بھی اونٹنی پر سوار ہونا ثابت اور محقق ہے۔

میدان کربلا میں امام حسین ؓ کا اونٹنی پر اور دوران سفر بھی اونٹنی پر سوار ہونا ثابت اور محقق ہے:

کشف الغمه:

ترجمہ:...... "امام حسین ؓ نے فرمایا...... یہ کربلا مصائب کی جگہ ہے یہ ہماری اونٹنیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ہمارے کجاوے رکھنے کی جگہ ہے۔ اور یہ ہمارے مردوں کی شہادت گاہیں ہیں۔

(۱: کشف الغمہ فی معرفة الائمہ جلد ۲ ص ۳۴۷ فی مصرعہ و مقتله علیه السلام مطبوعہ تبریز ایران)

(۲: مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۹۷ فی مقتله علیه السلام مطبوعہ قم طبع جدید)

(۳: مقتل ابی مخنف)

اخبار الطوال:

ترجمہ:...... "امام حسین ؓ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا کربلا! فرمایا...... مصیبت کی جگہ، میرے والد گرامی جب صفین کی طرف جا رہے تھے۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا تو آپ کا جب یہاں سے گزر ہوا تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر گئے۔ اس جگہ کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ کو اس کا نام بتایا گیا آپ نے فرمایا...... یہ جگہ ان (شہداء کربلا) کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہاں ان کا خون گرے گا۔

(الاخبار الطوال مصنفہ احمد بن داؤد ص ۳۵۳ نیابت الحسین مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین کرام! روایت بالا کے راوی خود امام حسینؓ اور جن کی طرف سے بات ذکر فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد خاص کر اہل سنت کہلانے والے واعظین کو مخاطب

کر کے کہتا ہوں کہ جب میدان کربلا میں اونٹوں پر سے امام عالی مقام اور ان کے ساتھیوں کا اترنا اور ان کے بیٹھنے کی جگہ وہ بیان فرما رہے ہیں۔ جن کو اللہ پاک نے علم لدنی عطا فرمایا کہ جس کی وجہ سے ان کی خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی تو پھر آپ لوگ کس منہ سے میدان کربلا میں ''ذوالجناح'' کے فرضی واقعات بیان کر کے لوگوں سے داد خطابت وصول کرتے ہیں؟

اور اس روایت کو شیعہ ذاکرین بھی بار بار پڑھیں۔ یہ ایسے دو عظیم المرتبت حضرات کی روایت ہے جو معصومین کے سردار ہیں۔ وہ کربلا میں وارد ہونا اونٹوں پر بیان فرمائیں اور تم ان کی سواریاں گھوڑوں کو بناؤ۔ کیا ان کی بات سچی ہے یا تمہاری کہانیاں درست ہیں؟ سواری سے اتر کر آپ نے اپنے خادم عقبہ کو جو حکم دیا وہ بھی سن لیجئے۔

مقتل ابی مخنف:

ترجمہ: ''پھر امام حسین ؓ نے فرمایا..... خدا کی قسم! میں (بیعت کے لیے) ہاتھ کسی ذلیل کی طرح نہ دوں گا۔ اور نہ کسی بزدل کی طرح بھاگوں گا۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی۔ انی عذت الخ۔ میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ ہر ایسے متکبر سے چاہتا ہوں جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی بیٹھائی اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اس کی فالتو مہار سے اس کے گھٹنے باندھ دو۔

(مقتل ابی مخنف ص ۵۵ مضائقہ القوم للحسین مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف ایران)

بحار الانوار:

ترجمہ: ..... ''پھر پوچھا یہ کربلا ہے؟ لوگوں نے کہا! ہاں یہ کربلا ہے۔ اے رسول اللہ ﷺ کے فرزند! پھر پوچھا یہ مقام کربلا ہے؟ لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ ﷺ کے فرزند! ہاں یہ کربلا ہے۔ فرمایا..... یہ جگہ ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ ہے اور ہمارے کجاوے رکھنے کی جگہ اور ہمارے مردوں کی شہادت گاہ اور ہمارے خون گرنے کی جگہ ہے۔ (بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۳۸۳ تاریخ حسین بن علی مطبوعہ تہران)

ناسخ التواریخ:

ترجمہ: ''پھر فرمایا..... یہ مصیبت کی زمین ہے۔ پھر فرمایا..... یہاں رک جاؤ۔ آگے کوچ نہ کرنا۔ خدا کی قسم! یہاں ہمارے گھر والوں کی عزت لوٹی جائے گی۔ خدا کی قسم! یہاں ہمارے مردوں کو ذبح کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! یہاں ہمارے بچوں کو شہید کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! یہ وہ جگہ ہے جس کا مجھ سے میرے نانا جان نے وعدہ کیا تھا۔ اور ان کے قول میں غلطی نہیں۔'' (ا: ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۱۶۱ در احوالات سید الشہداء ورود حسین بزمین کربلا مطبوعہ تہران)

سیدنا حسین ؓ نے فرمایا کہ میدان کربلا ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے

قارئین کرام! امام حسین ؓ نے قسمیں فرمائیں کہ میدان کربلا ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور ان کے کجاوے رکھنے اور ہمارے شہید ہونے کی جگہ ہے۔ ان تمام باتوں کا وعدہ اس شخصیت نے مجھ سے کیا تھا۔ جن کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ جب وہ غلط نہیں ہو سکتی تو پھر لازماً امام حسین ؓ میدان کربلا میں اونٹوں پر پہنچے۔ انہیں وہاں بٹھایا۔ سنی واعظین اور شیعہ ذاکرین کی غلط بیانی کو دیکھیں۔ یا جناب رسالت مآب ﷺ کے سچے قول کو دیکھیں۔ تو یقیناً ہر مسلمان یہی فیصلہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سچی ہے تو معلوم ہوا کہ امام عالی مقام ؓ اونٹوں پر میدان کربلا میں تشریف فرما ہوئے اور یہیں اتر کر اونٹوں کو رسیوں سے باندھنے کا حکم دیا۔ شیعوں کے مسلک کے ستون اور ان کے مذہب کے نامور مجتہد کہ جس کی ہر بات حرف آخر بھی جاتی ہے۔ اس کی زبانی سنیئے کہ امام عالی مقام مدینہ منورہ سے کس سواری پر چڑھ کر روانہ

سیدنا امام حسین ؓ کا مدینہ منورہ سے عازم مکہ مکرمہ ہونا اور پھر مکہ شریف سے کوفہ کا قصد کر کے سفر کرنا جنگ وجدال کے لیے نہیں تھا

ہوئے۔ اور چلتے چلتے میدان کربلا میں پہنچے۔ تو اس وقت کون سی سواری آپ کے نیچے تھی؟ ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار:

ترجمہ: ..... ''پھر جب سفر کا وقت آیا تو امام حسین ؓ نے کوچ کا ارادہ فرمایا۔ اور یہ خبر ابن حنفیہ کو پہنچی تو ان کے پاس آئے۔ اور ان کی اونٹنی کی مہار پکڑی جب کہ امام حسین ؓ اس پر سوار ہو چکے تھے۔ ابن حنفیہ کہنے لگے۔ بھائی جان! کیا آپ نے میرے سوال پر غور فرمانے کا وعدہ نہ کیا تھا؟ (بحار الانوار جلد ۴۴ ص ۳۶۴ تاریخ الحسین بن علی مطبوعہ تہران جدید)

قارئین کرام! گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عراق کی طرف ارادہ سفر کے وقت امام حسین ؓ کے بھائی محمد بن حنفیہ آئے۔ اور کچھ معروضات پیش کیں۔ اس وقت جانے کے لیے امام حسین ؓ اونٹنی پر سوار ہو چکے تھے۔ انہوں نے ان کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر رک جانے کو کہا۔ اس حوالہ سے بھی معلوم ہوا کہ امام حسین ؓ جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ اونٹنی پر سوار تھے اور مدینہ منورہ سے چل کر راستہ میں جب شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی۔ تو آپ اس وقت بھی اونٹنی پر سوار تھے۔

بحار الانوار:

امام حسین ؓ نے فرمایا..... کوفہ کی خبر سناؤ۔ فرزدق نے کہا ان لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ اور اللہ کی تقدیر آسمان سے اترے گی۔ اللہ جو چاہے گا کرے گا۔

امام حسین ؓ نے فرمایا..... تو نے سچی بات کہی ہے تمام معاملات پچھلے اور بعد کے اللہ پاک کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ کی ہر دن شان ہوتی ہے اگر اس نے قضاء کو اس طرح نازل کیا جس طرح ہم چاہتے ہیں تو ہم اللہ پاک کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے۔ وہ وہی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے شکر کے ادا کرنے پر اگر قضاء نے ہماری امیدوں کی مخالفت کی تو نہیں پرواہ کرتا وہ آدمی جس کی نیت سچی اور دل متقی ہو۔

فرزدق نے امام حسین ؓ نے کہا..... ہاں یہ بات سچی ہے خدا آپ کو وہ عطاء کرے جس کو آپ چاہتے ہیں اور اس سے بچائے جس سے آپ ڈرتے ہیں فرزدق نے امام حسین ؓ سے چند چیزوں کے بارہ میں یعنی نذر اور مناسک حج کے بارہ میں سوال کیا۔ تو آپ نے مجھے ان کی خبر دی۔

''وَحَرَّکَ رَاحِلَتَہٗ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ ثُمَّ افْتَرَقْنَا''○

آپ نے اپنی اونٹنی کو حرکت دی۔ اور فرمایا السلام علیکم اس کے بعد ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

(بحار الانوار جلد نمبر ۴۴ ص ۳۶۵ مطبوعہ تہران)

☆☆☆☆☆

سالانہ پیغمبر انقلابؓ کانفرنس حیدر کرارؓ

رپورٹ، محمد ثاقب قادری......صدر حیدر کرارؓ یونٹ نڑیاں ایبٹ آباد

اہلسنت والجماعت حیدر کرارؓ یونٹ کے زیر اہتمام سالانہ پیغمبر انقلاب کانفرنس منعقد ہوئی جسکے مہمان خصوصی قائد اہلسنت والجماعت وکیل ناموس صحابہؓ علامہ غازی اورنگزیب فاروقی صاحب تھے۔ انکے علاوہ کانفرنس میں ضلعی قیادت کے ساتھ ساتھ مقامی علماء کرام نے کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام سے ہوا، تلاوت کا شرف قاری شوکت عثمان چشتی نے حاصل کیا۔ مداح صحابہؓ کے سلسلہ میں حافظ عبدالباسط اور حافظ ذیشان معاویہ نے اپنا کلام پیش کیا اور کارکنوں کے جذبات کو گرمایا۔ کانفرنس کا انعقاد ضلعی سرپرست مفتی سیف الرحمٰن سواتی کی سرپرستی میں ہوا، اور صدارت حاجی ایاز خان نے کی، جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا فیضان نے سرانجام دیے۔ کانفرنس سے مقامی علماء کرام میں سے سرپرست حیدر کرارؓ یونٹ مولانا سعید اللہ خان جنرل سیکرٹری ضلع ایبٹ آباد مولانا عزیز الرحمٰن مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا عبدالتواب قاسمی نے خطاب کیا۔ ضلعی سرپرست مفتی سیف الرحمٰن سواتی اور ضلعی صدر حاجی ایاز خان نے پیغمبر انقلاب کے عنوان پر روشنی ڈالی۔

قائد اہلسنت والجماعت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہٗ جیسے ہی جلسہ گاہ پہنچے تو کانفرنس میں دور دراز سے آئے ہوئے سرفروش کارکنوں نے اپنے قائد کا نعروں کی گونج میں پرجوش استقبال کیا، اور پھر کانفرنس کے انعقاد پر زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، پیغمبر انقلاب کے عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ انقلاب صحابہؓ کی صورت میں آیا، صحابہؓ بدلے تو دنیا کا نقشہ بدل گیا۔ خطاب کے دوران اس بات کا اظہار کرتے ہوئے ضلعی ذمہ داروں سے کہا کہ ضلعی سطح پر مشن جھنگویؒ کو مزید فعال بنانے کیلئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لا کر یونٹوں میں اضافہ کریں تاکہ دشمن کو پتہ چلے کہ......

یہ بازی خون کی بازی ہے یہ بازی تم ہی ہارو گے
گھر گھر سے جھنگویؒ نکلے گا تم کتنے جھنگوی مارو گے

تقریب کے آخر پر ایک مرتبہ پھر قائد محترم نے کارکنوں اور عوام الناس کو عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کیا کانفرنس کے اختتام پر قائد اہلسنت والجماعت علامہ اورنگزیب فاروقی نے اپنے دست مبارک سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ ٹاؤن کا افتتاح کیا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

1500 روپے

ہمارا عزم فطرت سے قریب تر صحت مند زندگی

نسخہ جوہر زیتون

فوائد جوہر زیتون
- جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر کا درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری جوڑوں پر سوج، ورم ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: گنٹھیا، موہوں کا درد، سر درد، کمزوری ختم کرتا ہے۔
- جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کر کے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔

صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاءاللہ ایک مرتبہ تو مریض گنٹھیا کو بستر مرگ سے اٹھا دیتی ہے۔

جوہر زیتون جوڑوں کے درد کا مکمل علاج

تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر باکثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ''قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے'' قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔

قائم شدہ 1950 شعبہ طب نبوی دار الخدمت 0308-7575668 0345-2366562

تبصرہ کتب

نام کتاب: سائنس مشرف بہ اسلام
مصنف: مولانا ثناءاللہ سعد شجاع آبادی
صفحات: 350
قیمت: 160
ناشر: دار الکتاب اردو بازار لاہور

مولانا ثناءاللہ سعد شجاع آبادی کی شخصیت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں ہے، تحقیق و جستجو ان کا اوڑھنا بچھونا، عشق رسولؐ اور دفاع صحابہؓ زندگی کا مقصد، سادگی اور بے تکلفی ان کی پہچان، جب بھی ان سے ملاقات ہوئی قیمتی مشوروں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، جب وہ علمائے حقہ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک عجیب کیف و وجد کے ساتھ کرتے ہیں، ان کے رشحات قلم سے سینکڑوں قیمتی جواہر پارے لوگوں کے کتب خانوں کی زینت بن چکے ہیں، انھی کی ایک کتاب "سائنس مشرف بہ اسلام" اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کو انہوں نے چند ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

(1):......سائنس اور مذہب کی حقیقت
(2):......انسانی جنین کا ارتقاء
(3):......رسالت ونبوت
(4):......قرآن اور عصری تحقیقات
(5):......قوانین فطرت اور معجزات
(6):......سیرت رسولؐ اور سائنسی تجربیت کی روحانی بنیادیں، وغیرہ شامل ہیں۔

اظہار تعزیت

جامع مسجد عثمانیہ میانچنوں شہر کے سابقہ استاد جامع مسجد قاضی خوشی محمد کے مدرس قاری محمد نذیر احمد کلمہ پڑھتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ قاری نذیر احمد مرحوم نے ساری زندگی قرآن کی خدمت کی ہزاروں قرآن کے قاری حافظ عالم انکے شاگرد اس وقت ملک و بیرون ملک میں خدمت دین کے فریضے کو سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت نے پسماندگان میں بیوی 4 بچے 2 بچیاں اور ہزاروں شاگرد سوگوار چھوڑے ہیں۔ حضرت کا نماز جنازہ وصیت کے مطابق انکے صاحبزادے نے پڑھائی ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ نظام خلافت راشدہ کے تمام قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

منجانب: محمد زبیر انور، کچا کھوہ 0302-7816377

قسط نمبر 32

شیعیت کیا ہے؟ عالم اسلام کے ہر مسلمان کو

غور و فکر کی دعوت

امت محمدیہ اور فرقہ جعفریہ کا علمی تجزیہ

ازقلم: حافظ ارشاد احمد دیوبندی' ظاہر پیر

چودہ سو سال سے دین اسلام کا نام استعمال کر کے' اسلام کی بنیادیں کمزور کر دینے وا[illegible]ے میں اکابرین اسلام' علماء امت' فقہاء عظام' مجتہدین کرام' مفتیان محترم کے واجب التسلیم اقوال، تاریخ ساز فیصلہ جات پر مشتمل علمی دستاویز۔

اہل سنت کا اجماع:

پوری امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ حضرت امام طحاویؒ نے اپنی کتاب ''عقیدہ طحاویہ'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ یوں مرقوم فرمایا ہے......

ترجمہ:......''ہم مسلمان اصحاب رسولؐ سے وسیع تر محبت کرتے ہیں اور ہم اصحاب رسول اللہؐ سے کسی کی محبت میں اس کے حق سے زیادہ نہیں بڑھتے اور نہ ہی اصحاب رسولؐ میں سے کسی ایک سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں (یعنی افراط و تفریط سے محفوظ رہتے ہیں) اور ہم ان سے بغض رکھتے ہیں جو بد بخت صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے ہوں جو اصحاب رسول کا اچھے انداز اور اچھے طریقے سے نام نہ لیتا ہو اور ہم صحابہ کرامؓ کا تذکرہ مبارک انتہائی محبت بھرے انداز میں کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کی محبت دین اسلام، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور صحابہ کرامؓ سے بغض کفر، طغیان اور سرکشی ہے۔ (عقیدہ طحاویہ)

امت محمدیہ کے عقیدہ کی وضاحت:

عقیدہ طحاویہ امام طحاویؒ کی بہت مشہور تصنیف ہے جو پوری امت محمدیہ کے متفقہ عقائد و نظریات پر مشتمل ہے اہل سنت والجماعت سے واسطہ تمام مسالک کے لوگ وہ چاہے فقہ حنفیؒ سے تعلق رکھنے والے ہوں، فقہ مالکیؒ، فقہ شافعیؒ، فقہ حنبلیؒ سے منسلک ہوں عرب و عجم میں سب کے ہاں یہ کتاب مذکورہ یکساں طور پر ایک ہی سند کی حیثیت رکھتی ہے اس قدر متفق اور مشہور و مقبول کتاب میں پوری امت محمدیہ، امت مسلمہ کا عقیدہ حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ بیان ہوا ہے کہ ہم جمیع مسلمان تمام صحابہ کرامؓ سے قلبی محبت رکھتے ہیں، نہ ہی صحابہ کرامؓ میں (افراط و تفریط) میں کسی ایک کے مقام کو کم و پیش کرتے ہیں اور نہ ہی ہم جمیع صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک سے بھی برأت اور بے زاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ہم مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ صحابہ کرامؓ سے بغض اور نفرت کرتے ہیں ہم بھی ایسے لوگوں سے بغض و نفرت کرتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ صحابہ کرامؓ کا نام نامی و اسم گرامی اچھے انداز اور اچھے طریقے سے نہیں لیتے ہم ایسے لوگوں سے بھی بغض اور نفرت رکھتے ہیں اور ہم سب مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی محبت ہمارے دین اسلام، ایمان اور احسان کا ایک جزو اعظم ہے، نیز صحابہ کرامؓ سے جن کو بغض ہے ہم سب مسلمانوں کے نزدیک یہ کفر ہے، منافقت ہے اور طغیان و سرکشی ہے۔

سب مسلمانوں کے نزدیک صحابہ کرامؓ سے بغض رکھنا کفر اور منافقت ہے

محترم! جی ہاں، الحمد للہ ہم سب مسلمانوں کے نزدیک صحابہ کرامؓ سے بغض رکھنا کفر اور منافقت ہے اور آج کے دور میں اس کفر اور منافقت کی خوب حوصلہ افزائی کر کے اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے مگر ہم اپنے اس اسلامی عقیدہ سے قطعاً انشاء اللہ منحرف نہیں ہونگے اور صحابہ کرامؓ سے بغض و نفرت کے باعث گلی کوچوں میں صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے والوں کا تا قیام قیامت اسلامی تعاقب انشاء اللہ تعالیٰ جاری رکھیں گے ہم مسلمانوں کے نزدیک واللہ صحابہ کرامؓ کی محبت ہی ہمارا دین ہے، ہمارا اسلام ہے۔

اب گستاخوں سے خوف کیوں؟:

حضرات صحابہ کرامؓ تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین آئمہ مجتہدین اور تمام علماء و مشائخ بلکہ پوری امت مسلمہ کا شروع سے لے کر اب تک اور قیامت تک اصحاب محمدؐ سے متعلق یہی عقیدہ تواتر کے ساتھ اجماع امت کی حیثیت سے چلا آ رہا ہے جس میں صحابہ کرامؓ کی سچی محبت کو دین اسلام، ایمان اور نیکی کی علامت بتلایا گیا ہے اور صحابہ کرامؓ سے بغض و نفرت اور دشمنی کو کفر، نفاق، سرکشی اور بغاوت فی الدین بتلایا گیا ہے تو اب یہ عقیدہ صرف سپاہ صحابہؓ کی تخلیق نہیں بلکہ ابتداء اسلام سے امت محمدیہ کا اس عقیدہ پر اجماع و اتفاق ہے کہ صحابہ کرامؓ سے بغض و نفرت رکھنے والے کافر ہیں، منافق ہیں، مرتد ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اب ذرا غور و فکر فرمائیں تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں متفقہ طور پر صحابہ کرامؓ کا دشمن کافر اور مرتد ہے، جمیع مسلمانوں کے ہاں اس مسئلہ میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ اور تردد قطعاً نہیں ہے۔

فقہ حنفیہ کا راجح قول:

حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ عقائد کی شرح ''نبراس'' میں لکھتے ہیں......''صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کے متعلق صراحت سے فتاویٰ جات متفقہ طور پر موجود ہیں کہ شیخین مکرمین سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کو گالی دینے والے کو حد میں قتل کیا جائے اور اصحاب رسول کو سب بکنے پر سنگین ترین سزائیں دی جائیں گی، ہاں تکفیر صحابہ کرنے والا اہل اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے''۔ (نبراس ص 550)

وضاحت:......صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کے مرتکب کے بارے میں فقہاء حنفیہ کا جو کتب میں قدرے اختلاف ہے وہ صرف اس نوعیت کا ہے کہ اصحاب محمدؐ کے دشمنوں کو سزا کون سی قسم کی دی جائے فقہاء حنفیہ میں سزا کی نوعیت میں تھوڑا سا اختلاف ہے لیکن فقہاء حنفیہ کی ممتاز ترین کتاب ''درمختار'' میں بحرالرائق کے حوالے سے جو قول بیان ہوا ہے وہ قول حنفیہ کے نزدیک فیصلہ کن ہے کہ سب صحابہؓ ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا اسلامی آئین میں

امام بخاریؒ کے نزدیک دشمنانِ صحابہ کرامؓ کو نہ "السلام علیکم" کہا جائے نہ ان سے رشتہ ناطہ جوڑا جائے، نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے

مختلف انداز میں مجرم کے جرم کی حیثیت سے سنگین سے سنگین تر دی جاسکتی ہے لہٰذا واضح ہو گیا کہ تمام اہل سنت کے مسالک کے مطابق گستاخ صحابہ کو سزا کی نوعیت اسلام کے سربراہ کے فرمان کے مطابق دی جائے گی باقی گستاخ صحابہؓ کے کفر، نفاق اور ارتداد میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کا فرمان:

ترجمہ:......"میں جہمی یا رافضی شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا گستاخ صحابہ کو نہ السلام علیکم کرنا چاہئے نہ صحابہؓ کے دشمن مریضوں کی عیادت کرنی چاہیے، نہ گستاخ صحابہؓ سے نکاح کرنا چاہئے، نہ گستاخ صحابہؓ کا ذبیحہ کھانا چاہئے"۔

(اکفار الملحدین مع اردو ترجمہ ۱۷۱،۱۷)

محترم غور و فکر فرمائیں کہ امام بخاریؒ جیسی عظیم ترین شخصیت کے نزدیک ایک یہودی، ایک عیسائی جیسے کفار اور گستاخ صحابہ شیعیت میں کوئی فرق نہیں آپ نے مثال دیکر اس کو بہت واضح کر دیا ہے کہ صحابہ کرام کا دشمن اور دیگر جمیع کفار اسلامی نقطہ نظر سے ایک ہی طرح کے بدترین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں غور و فکر فرمائیے۔ حضرت امام بخاریؒ کے نزدیک دشمنان صحابہ کو السلام علیکم کہا جائے نہ ہی اس کے مریضوں کی عیادت کی جائے نہ ہی ان سے رشتہ ناطہ نکاح کیا جائے نہ گستاخان صحابہؓ کی اسلامی عدالت میں گواہی قبول کی جائے اور نہ ہی ان گستاخان کا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت حلال ہے۔

اب تو یہ فتویٰ امام اہلسنت، امیر عزیمت، مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا امام بخاریؒ کے نظریہ کے عین مطابق ہے کہ گستاخ صحابہؓ، دشمن صحابہؓ سے رشتہ ناطہ رکھنا ان سے نکاح کرنا اور ان کی گواہی ناقابل قبول ہے، ان کافروں کا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت کھانا حرام ہے تو اب ان لوگوں سے جو شیعہ کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے ہیں دریافت کیجئے کہ آیا امام بخاریؒ کے یہ فرمودات اسلام کے آئین کے ساتھ درست ہیں یا غلط؟ جبکہ اہل اسلام پہلی صدی ہجری سے گستاخان صحابہؓ کے ساتھ تعلق رکھنا یا کسی بھی عنوان سے دشمنان صحابہ کو اپنے ساتھ ملانے، ان کے ساتھ اتحاد کرنے، ان کے ساتھ میل جول رکھنے کی قطعاً اجازت نہ دینے کی ہر دور میں وضاحت کرتے چلے آرہے ہیں کہ گستاخ صحابہ کرامؓ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں ان دشمنان صحابہؓ سے اتحاد کرنا یا ان کو اپنی مجالس میں آنے کی دعوت دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟۔

امام ابوذرعہ رازیؒ کا فیصلہ:

فرمایا کہ جو "شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک کی شان میں تنقیص کرے صحابہ کرامؓ کی برائی بیان کرے تو پھر جان لو کہ یہ شخص یقیناً زندیق ہے"۔

محترم قارئین! زندیق جمیع اقسام کفر میں سب سے زیادہ گندے غلیظ ترین اور بدترین کافروں کو کہا جاتا ہے جس کا حکم شریعت اسلامیہ میں یہ ہے کہ اس کو امیر المومنین کے حکم سے قتل کر دیا جائے۔

حضرت علیؓ کا عمل:

صحابہ کرامؓ کو گالی گلوچ دینے کے کافرانہ عمل کا داعی اول عبداللہ بن سباء یہودی علیہ اللعنت ہے جس کی تشریح خود بخاری شریف میں بڑی وضاحت سے موجود ہے اس گروہ نامراد سے متعلق جب حضرت علیؓ کو علم ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کو بلوا کر کہا کہ تم اس خالص کافرانہ عقائد سے میری موجودگی میں توبہ کر لو مگر اس نامراد نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا تو پھر حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کے اس عقیدہ کے باعث ان شیعہ سرغنوں کو آگ لگا دی، آگ لگنے سے یہ شیعہ ہلاک ہو گئے پھر حضرت علیؓ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سباء کی متبع تھی) آگ میں جلا دیا جب یہ اطلاع ابن عباسؓ کو ملی تو انہوں نے کہا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو نہ جلاتا کیونکہ نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب دینے کی سزا (آگ میں جلانا) کسی کو نہ دو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ البتہ میں اس کافرانہ عقائد کے حامل پورے گروہ کو قتل ضرور کر دیتا کیونکہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے......

ترجمہ:......"جو کہ دین کو تبدیل کرے اس کو قتل کر دو"۔

(بخاری شریف، باب الجہاد)

شیعہ کی معتبر کتاب کی گواہی:

شیعہ مذہب میں اسماء الرجال کی سب سے زیادہ معتبر ترین کتاب "رجال کشی" میں اس کا مصنف خود علامہ کشی امام جعفر صادقؒ سے یہ روایت کرتا ہے کہ عبداللہ بن سباء کو حضرت علیؓ نے بہت سمجھایا اور توبہ کرنے کی بڑی ترغیب دی مگر عبداللہ بن سباء نے نہ مانا بالآخر حضرت علیؓ نے اس گستاخ کو آگ لگوا کر جلا دیا اس کے علاوہ امام جعفرؒ کے حوالہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جنگ جمل کے بعد ستر آدمی حضرت علیؓ کے پاس لائے گئے جو عبداللہ بن سباء کے ہم عقیدہ تھے ان کو بھی حضرت علیؓ نے اس کافرانہ عقیدہ سے توبہ کی تلقین کی مگر انہوں نے بھی عبداللہ بن سباء کی طرح انکار کر دیا تو حضرت علیؓ نے ان سب کو آگ میں جلوا دیا۔ (رجال کشی)

محترم قارئین! اگر کچھ لوگ شیعیت کے بارے میں تردد کا شکار ہوں تو ایسے لوگوں کا یہ تردد اور اشکال کم علمی، کج فہمی کی دلیل تو بن سکتا ہے البتہ ان لوگوں کی کم علمی یا مداہنت کی بناء پر دین اسلام اور شریعت محمدیہ کا یہ واضح حکم ہرگز ہرگز تبدیل نہیں کیا جاسکتا چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:......"یعنی جو لوگ شیعوں کی تکفیر نہیں کرتے وہ شیعوں کے عقائد سے ہی ناواقف ہیں"۔

ظاہر ہے کہ کسی کی ناواقفیت اور لاعلمی سے، کفر قطعاً اسلام نہیں بن جاتا بالکل اسی طرح جو لوگ بظاہر علمی فوقیت کے مدعی ہونے کے باوجود شیعوں کے کفر میں تردد وغیرہ کا شکار ہیں وہ دراصل بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ شیعوں کے عقائد سے ناواقف ہیں جس کی وضاحت مخدوم العلماء مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے اپنی آخری تصنیف میں کر دی ہے۔

ایسے لوگ شیعہ عقائد سے لاعلمی اور ناواقفیت کی بنا پر طرح طرح کے شبہات کا خود بھی شکار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی متاثر کرتے ہیں یعنی قصور تو ان حضرات کا اپنا ہے کہ ان کو شیعہ کے متعلق معلومات نہیں ہیں لیکن وہ اعتراض غلامان صحابہؓ (سپاہ صحابہؓ) پر کرتے ہیں جو الحمدللہ حقیقت سے آگاہ بھی ہیں اور اس سلسلے میں معلومات بھی رکھتے ہیں اور اس فن و موضوع کے ماہر بھی ہیں اور مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں انتہائی فضیلت و عظمت اور اجر و ثواب کے حصول کے لئے عوام الناس تک شیعہ عقائد پہنچانے کے باعث بڑی کثرت سے شہید بھی ہو رہے ہیں، امت پر عائد فریضہ بھی اپنی جانوں کی قربانیوں سے ادا کر رہے ہیں۔

الحمدللہ اس طرح ہم علماء اسلافؒ، اکابرین اسلام، فقہاء عظامؒ، مجتہدین کرامؒ، مفتیان حضرات کی یہ خالص علمی دستاویز ایک عرصہ سے عوام کے سامنے پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ اس کا کوئی حل نکلے اور امت اس بڑے فتنہ کی شرانگیزیوں سے محفوظ رہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

نگر نگر مشن ہمارا

جھنگوی شہیدؒ تیرا قافلہ رواں دواں ، اہلسنت والجماعت تحصیل سٹی ضلع لاہور کے عہدداران وکارکنان اور اہل علاقہ کی محنتوں سے فیصل پارک امامیہ کالونی میں 4 سال سے نکلنے والے غیر قانونی شیعہ کے خنجر بردار جلوس پر پابندی لگوادی گئی جلوس کے متولی ارشد شاہ سے خنجر بردار ماتمی جلوس نہ نکالنے کی تحریر بھی لکھوالی تمام کارکنان، عہدے داران، اہل علاقہ اور انتظامیہ کو مبارکباد اور سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔M-R-M 0313-4618918

☆:......مرکزی رہنما اہلسنت والجماعت پاکستان جناب اسلام الدین عثمانی کی موجودگی میں ہمارے یونٹ سیدنا ابوہریرہؓ کا قیام عمل میں لایا گیا اجلاس کی صدارت جناب دلدار خان جنرل سیکرٹری تحصیل مانسہرہ نے کی اور عہدداران سے حلف بھی لیا۔ سرپرست قاری عبدالطیف، صدر مولانا مفتی محمد نواز اسلم، نائب صدر مولانا بلال انور، قاری بشیر احمد، بھائی شفیق، ۔جنرل سیکرٹری مولانا قاری ذاکر قاسمی، ڈپٹی سیکرٹری سید آفتاب شاہ، سیکرٹری مالیات قاری صداقت حسین ، معاون محمد مشتاق، سیکرٹری اطلاعات قاری محمد نثار، سالار محمد نزاکت کو بنایا گیا، محمد نزاکت مانسہرہ

☆:......سیدنا عثمان غنیؓ کے یوم شہادت پر مرکزی جامع مسجد صدیق اکبرؓ محلہ فاروق اعظمؓ میں ایک عظیم الشان سیمینار ''فکر جھنگوی شہیدؒ اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے منعقد ہوا جس کی صدارت تحصیل مانسہرہ کے جنرل سیکرٹری جناب دلدار خان نے کی اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری محمد نثار نے انجام دیے تلاوت قرآن پاک مولانا قاری بلال انور اور نعت رسول مقبولؐ وشان صحابہ محمد عمر نثار، حذیفہ نثار اور مولانا مفتی محمد نواز خطیب جامع مسجد وصدر یونٹ نے سیمینار کے اغراض ومقاصد بیان فرمائے، آخر میں خطاب مولانا اسلام الدین کا ہوا سب نے یہ عہد کیا کہ ہم اپنی زندگی میں صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کا ہر حال میں دفاع کریں گے۔ قاری محمد نثار مانسہرہ

☆:......جامع مسجد کبریا خلافت راشدہ چوک پر ہونے والی سالانہ شہادت حسینؓ کانفرنس کی بے حد کامیابی پر اہلسنت والجماعت کے قائدین وکارکنان، ہمدرد اور دیگر شرکاء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شیخ حماد معاویہ

☆:......اہلسنت والجماعت کے بڑھتے قدم ، 10 محرم الحرام کو اسلام آباد، حیدرآباد، خیرپور اور ٹنڈو الہیار سمیت مختلف شہروں میں شہادت حسینؓ اور مدح صحابہؓ کے جلوس نکالے گئے۔

عشرہ فاروقؓ وحسینؓ بھرپور انداز میں ...نے یکم اور دس محرم الحرام کے جلوس نکالنے پر قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی اور جرنیل اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی نے ملک بھر کے بے خوف اور نڈر کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اہلسنت نیوز

☆:......سانحہ پنڈی کے طرز پر جامع مسجد گنبدوالی سرگودھا پر خنجر بردار شیعہ دہشت گردوں نے حملہ کرکے چار نہتے مسلمانوں کو شہید کردیا جبکہ شیعہ نواز اور غیروں کے آلہ کار میڈیا نے واقعہ کو دوطرفہ تصادم قرار دیدیا۔

☆:......بنوں، میں شیعہ کے ماتمی جلوس سے پانچ مسلح افراد کو گرفتار کرلیا گیا، 03005283731۔

☆:......میونسپل کالونی جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے رہائشی سکندر حیات کی درخواست پر صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے طاہر محمود کے خلاف 295c کے تحت مقدمہ درج کر کے پولیس نے گرفتار کرلیا، 03008938829۔

☆:......سندھ تھر کے علاقہ عمرکوٹ میں ایک ہندو روی شنکر اور ہندو عورت روپ کمار شیعوں کے امام باڑے میں مجلس پڑھتے ہیں اور عمرکوٹ کے ماتمی جلوس ہندو اور شیعوں کے مشترکہ ہوتے ہیں، 03155707677۔

☆:......اہم ترین، 10 محرم الحرام 2014 رات 10:45 پر PTV ہوم پر ''شام غریباں'' منعقد ہوئی جس میں شیعہ ذاکر طالب جوہری نے صحابہ واہلبیتؓ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا ''حضرت علیؓ کے علاوہ تمام صحابہ کرامؓ منافق تھے نمازی تو بن گئے مجاہد نہ بن سکے'' العیاذ باللہ نقل کفر، کفر نہ باشد صحابہ واہلبیتؓ سے محبت رکھنے والے تمام ساتھی ''پیمرا'' کے درج ذیل نمبر پر کال کرکے احتجاج ریکارڈ کرائیں ہیڈ کوارٹر 051-9107151، ڈائریکٹر جنرل 051-9107138۔

منجانب 03134618918۔

☆:......سکھر میں اہلسنت کے بڑھتے قدم، یونٹ قریشی گوٹھ علامہ عبدالرزاق جان حیدری کے نام سے تشکیل دے دیا گیا، کنوینر حافظ اسحاق طوفانی، معاون برائے سیکرٹری جنرل حافظ غلام معاویہ ابن جان حیدری، معاون برائے پریس بھائی سعید قاسمی مقرر ہوئے، تمام ذمہ داران کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، اہلسنت والجماعت ضلع سکھر۔

☆:......سولہ نومبر کو مرکز اہلسنت قصر فاروق اعظمؓ سیکرٹریٹ لاہور کے گردونواح میں اہلسنت والجماعت کی نئی کنوینر باڈی تشکیل پائی، کنوینر بھائی اسلام الدین اور نائب کنوینر بھائی عمر فاروق قرار پائے، اس موقع پر مولانا ارشد عثمانی صدر اہلسنت والجماعت تحصیل وسٹی نے ایمان افروز خطاب فرمایا، مفتی محمد عمر حیدری خطیب مرکز نے سنی کاز کی اہمیت پر روشنی ڈالی، حافظ معین اجمل فاروقی سیکرٹری اطلاعات تحصیل وسٹی نے نئے ساتھیوں سے حلف لیا تمام شرکاء نے یقین دلایا کہ اپنی بساط کے مطابق مشن جھنگوی شہیدؒ کے لئے کوشاں رہیں گے جبکہ جماعت کی جانب سے تمام شرکاء کی چائے اور سموسوں سے ضیافت کی گئی محمد رشیدی معاویہ سیکرٹری اطلاعات یونٹ مولانا مطیع الرحمٰن شہیدؒ لاہور۔

☆:......شاہدرہ لاہور، میں شہادت کانفرنس کی شاندار کامیابی پر جرنیل اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی، قائد پنجاب مولانا اشرف طاہر، مولانا آصف معاویہ سیال، قائد لاہور حافظ حسین احمد اور ان کی پوری ٹیم کی محنت کو محبت بھری مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ترجمان اہلسنت والجماعت تحصیل لاہور۔

☆:...... مبارکباد ،ہم صاحبزادہ مولانا نعمان فاروق ضیاء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ محمد وقار معاویہ، کبیروالا

☆:......لیاقت پور، فیروز چک 79 میں ضلعی سرپرست مولانا محمد عارف معاویہ کی زیر صدارت تربیتی کنونشن منعقد ہوا جس میں قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی کو مرکزی سرپرست اور مولانا اورنگزیب فاروقی کو مرکزی صدر بننے پر مبارکباد پیش کی گئی، اہلسنت والجماعت کے صوبائی رہنما مولانا مفتی مشتاق احمد ساقی نے خصوصی خطاب فرمایا، تحصیل جنرل سیکرٹری قاضی حبیب اللہ اور بلاک نگران قاری محمد عطاءاللہ نے کہا کہ اس سال رکنیت سازی بھرپور انداز میں کی جائے گی ان کے علاوہ رہنماؤں اور کارکنان نے بھرپور شرکت کی، قاری اقبال احمد ایثار، خان پور

☆:......سمندری شہر میں اہلسنت والجماعت کے کارکنوں نے محرم الحرام میں غیر قانونی مجلس کو بند کروادیا، ارقم فاروق

☆☆☆☆☆

بزمِ قارئین

☆:.....گزشتہ 30 سالوں سے پاکستان کی مذہبی وسیاسی جماعتوں کی لیڈر شپ تبدیل نہیں ہوئی، اگر لیڈر شپ کا طبعی یا حادثاتی طور پر انتقال ہوا تو ان کی جگہ ان کے بیٹے یا دیگر رشتہ داروں نے لے لی، اہلسنت والجماعت واحد عظیم جماعت ہے کہ جس کی قیادت 5 بار تبدیل ہو چکی ہے، شہادت کا جام نوش کرنے کے باوجود کبھی کسی کے بیٹے یا بھائی کی نامزدگی نہیں ہوئی آؤ موروثیت اور ڈکٹیٹر کی مخالف اہلسنت والجماعت میں شامل ہو جائیں۔

محمد اسلم حنفی سکھر

☆:.....رسالہ ہمارے پورے ضلع مانسہرہ میں کسی جگہ نہیں ملتا، ہمارے ضلع میں رسالہ بھیجا جائے، قاری محمد نثار سیکرٹری اطلاعات یونٹ سیدنا ابوہریرہؓ بھگلہ ضلع مانسہرہ

☆:.....نظم

سونے کے حروف سے ابوبکرؓ کا نام لکھوں
شبنم کے قطروں سے شان عمرؓ لکھوں
موتیوں کی سیاہی سے کاغذ پر سیرت عثمانؓ لکھوں
نیلے آسماں پر سرخ رنگ سے کردار علیؓ لکھوں
میں قرآن سے مانگ کر لفظ پاک شانِ امی عائشہؓ لکھوں
عدل وانصاف کے قلم بنا کر سیاستِ امیر معاویہؓ لکھوں

0334-7676707

☆:.....سنہری باتیں،

خوشی میں جشن سے افضل شکر اور غم میں سوگ سے بہتر صبر ہے۔ ضیاء اللہ، سنادان

☆:.....نظام خلافت راشدہ میں شمشیر بے نیام، حق وصداقت کی نشانی علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی کا انٹرویو شامل کریں، وقار معاویہ کبیر والا

☆:.....شعر

نادان ہیں ہمیں طاقت سے ڈرانے والے
وہ بھول گئے کہ ہم ہیں صحابہؓ کو چاہنے والے
نام ہمارا سپاہ صحابہؓ کام ہمارا دفاع صحابہؓ محمد سلمان وہاڑی

☆:.....مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے نام.....

تو عزیموں کا عدیم بھی، تو عظمتوں سے عظیم بھی
تیرے ہر قدم کی مجھے قسم، تجھے ہر قدم پہ سلام ہو
تیرا حرف حرف کمال ہے، تیرا عزم تیرا وقار ہے
تیرے دم سے سنی نہال ہے، تیرے بانکپن پہ سلام ہو
تیرے فاروقؓ، ترے قاسمؒ، ترے طارقؒ اور حیدریؒ
تیرے جانشین، ترے ہم قدم تیری راہ گذر پہ سلام ہو
تیرا کاز اور تیری ہستیں وہ صداقتیں وہ جہتیں
تو نے حق کیا تو نے حق کہا، تیری عظمتوں کو سلام ہو

مراسلہ: بمیر جام کبدانی، خاران

☆:.....سیدنا فاروق اعظمؓ کے متعلق نومبر کے شمارہ میں تفصیلی مضمون پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا، محمد راحیل، کروڑ

☆:.....قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہ کے مضمون بہت اچھے ہوتے ہیں ان میں ہماری پالیسی اور کارکنان کی تربیت کے متعلق باتیں شامل کی جائیں، عمران، لیہ

☆:.....شہادت حسینؓ اور ان کے حالات زندگی پر نومبر کے شمارہ میں شائع ہونے تمام مضامین تحقیقی اور دلائل سے مزین تھے ان کو پڑھ کر بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں، اکرام اللہ، لاہور

☆:.....محرم میں فسادات کے اصل محرکات، بہت ہی جاندار مضمون تھا، ہمیں امید ہے کہ مولانا مظہر محمود صدیقی صاحب آئندہ بھی اس طرح کے تحقیقی مضامین سے قارئین نظام خلافت راشدہ کے علم میں اضافہ کرتے رہیں گے، ریاض اعوان، بھکر

☆☆☆☆☆

وفیات

سکھر، افسوس ناک خبر:

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے رہنما جنرل سندھ، سابق سینیٹر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو پر سکھر گلشن اقبال میں فجر کی نماز کے بعد دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہو گئے، اہلسنت نیوز

خانپور، خانقاہ عالیہ دین پور شریف کے تیسرے سجادہ نشین حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری رحلت فرما گئے جن کا خانپور میں تاریخی جنازہ پڑھایا گیا جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سمیت اہلسنت والجماعت کے مرکزی جنرل سیکرٹری خادم حسین ڈھلوں، مرکزی سیکرٹری اطلاعات راؤ جاوید اقبال، ضلعی صدر غازی محمد شفیق معاویہ، قاری عارف معاویہ، قاضی حبیب اللہ و دیگر رہنماؤں اور کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور ان کے صاحبزادے حضرت اقدس ولی ابن ولی میاں مسعود احمد دین پوری سے اظہار تعزیت کیا، مرحوم کی عمر تقریباً 125 سال تھی،

رپورٹ: قاری اقبال احمد ایثار، خانپور

☆:.....دعائے مغفرت کی اپیل،

اہلسنت والجماعت احسان پور کے صدر جناب اللہ دتہ قریشی کی والدہ محترمہ بتقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

محمد افضل سیکرٹری اہلسنت والجماعت سٹی احسان پور

☆:.....عارف والا، ہم قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی کے داماد کے روڈ ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہونے پر قائد محترم سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ زخمیوں کو جلد صحت کاملہ نصیب فرمائے،

محمد احمد معاویہ ناظم اعلیٰ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان،

منجانب: رمضان تاندلہ، فاروق فیصل آباد، ریحان لاہور، امجد خانیوال، تصور اکرام ملتان، فیصل قریشی ننکانہ، علی معاویہ اسلام آباد۔

☆:.....دعائے مغفرت کی اپیل،

سرپرست اہلسنت والجماعت کبیر والا مولانا محمد یونس قاسمی کے چچا جان انتقال فرما گئے ہیں قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔

منجانب: محمد وقار معاویہ کبیر والا

☆:.....افسوس ناک خبر،

رائیونڈ میں تبلیغی مرکزی مجلس شورہ کے امیر پیر طریقت ولی کامل مولانا جمشیدؒ انتقال فرما گئے ہیں۔ احمد حسان لاہور

قارئین کرام توجہ فرمائیں!

بزم قارئین اور نگر نگر مشن ہمارا میں شریک ہونے والے تمام ہم مشن ساتھیوں سے درخواست ہے کہ جب بھی کوئی میسج کریں تو اپنا نام اور اپنے علاقے کا نام ضرور لکھیں تاکہ کوئی مرکزی وصوبائی قائد یا کوئی بھی کارکن تصدیق کرنا چاہے تو اس کو کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، شکریہ

ادارہ نظام خلافت راشدہ

میری کہانی میری زبانی

کہانی: شہلا حسین

ترتیب: ذوالفقار علی فیصل آباد

کئی روزہ سفر کے بعد دفتر پہنچا تو بھکر سے مدثر حسین کا پیغام میرے موبائل پر پڑا تھا، مذکورہ ٹیلی فون نمبر پر رابطہ کرنے پر پتہ چلا کہ مدثر حسین شہر میں کپڑے کا تاجر ہے اس کا تعلق بھکر کے مذہبی خاندان سے ہے چار سال قبل اس کی شادی شیعہ خاندان میں ہوئی تھی اس کی بیوی شہلا کا تعلق اپنے علاقہ کے معروف زمیندار گھرانے سے ہے، مدثر حسین نے کہا کہ شہلا نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے۔ ہماری شادی سے شہلا کا والد اور بھائی خوش نہیں ہیں، ہمیں امید ہے اور ہم اللہ پاک سے دعا گو ہیں کہ وہ بھی راضی ہوجائیں شادی کے فوراً بعد میں اسے اپنے علاقے میں نہیں رکھ سکتا تھا، اسے لئے میں اسے تقریباً تین سو کلومیٹر دور ایک شہر میں ٹھہرا پایا تھا، شادی کے وقت وہ شدت پسند شیعہ تھی اس کا خیال تھا کہ چونکہ شیعہ مذہب پاک لوگوں کا مذہب ہے اس لئے پاک لوگوں کی برکت سے میرا خاوند بھی شیعہ مذہب اختیار کرلے گا لیکن جب میں نے اس کے سامنے شیعہ مذہب کی حقیقت واضح کی، شیعہ مذہب کے دجل وفریب کو ننگا کیا ،شیعہ کی شیعیت سے اس کو آگاہ کیا تو وہ سچا اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوگئی۔

شروع میں شہلا نے مجھے اہلبیت کی محبت، عظمت اور اہلبیت خصوصاً سیدہ فاطمۃ الزہراؓ پر اصحاب رسولؐ اور خلفاء راشدینؓ کی طرف سے جھوٹی اور من گھڑت، ظلم وجبر کی داستانوں سے آگاہ کیا اور وہ بہت حیران ہوتی تھی کہ تم سنی لوگ ظالموں کا ساتھ کیوں دیتے ہو تم اہلبیتؓ کو چھوڑ کر ظلم وستم ڈھانے والے خلفاء راشدینؓ کا دفاع کیوں کرتے ہو؟ شہلا کے ساتھ شادی کے بعد اکثر اوقات سوچتا تھا کہ شہلا شیعہ ذاکرین اور شیعہ مجتہدین کے خلاف یا ان کی توہین پر مبنی کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔ جب بھی کبھی غلطی سے کسی شیعہ عالم کے بارے میں کوئی نازیبا لفظ میرے منہ سے نکل جاتا تو وہ ناراض ہو جاتی تھی میں ترکیب سوچتا رہتا تھا کہ شہلا کو شیعہ علماء کی عقیدت کے حصار سے کیسے نکالوں؟ شہلا شیعہ مجتہد علامہ محمد حسین نجفی کی بہت بڑی عقیدت مند تھی اس نے کئی مرتبہ علامہ نجفی کی کتاب "سعادۃ الدارین فی مقتل الحسین" کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ اس کتاب کے کئی اہم اقتباسات اسے زبانی یاد تھے وہ نعوذ باللہ قرآن پاک سے بھی زیادہ علامہ نجفی کی کتابوں پر اعتماد کرتی تھی جب میری کسی نصیحت اور وعظ نے اس پر کوئی اثر نہ کیا تو میں نے علامہ نجفی کی کتاب سعادت دارین کا مطالعہ کرنا شروع کردیا یہ کتاب ایسی تھی جس میں سنی علماء کی کتابوں سے حوالے دیکر شیعہ مذہب کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جب یہ کتاب مکمل طور پر پڑھ لی تو میں نے شہلا سے کہا کہ اگر اس کتاب میں درج حوالے جھوٹے ثابت کردوں تو پھر تم کیا کروگی؟ اس نے کہا کہ پھر میں سنی بن جاؤں گی اگر یہ حوالے سچے ثابت ہوئے تو پھر تم شیعہ بن جانا میں چونکہ زیادہ علم نہیں جانتا تھا اس لئے اندر سے ڈر رہا تھا کہ کہیں میں جھوٹا ثابت نہ ہو جاؤں میں نے اللہ پاک سے دعا کی اور اللہ پاک کے توکل پر شرط طے کرلی پھر اس کتاب کے ایک ایک حوالے کے مطابق سنی علماء کی کتابیں ڈھونڈنے لگا جب وہ کتابیں مجھے دستیاب ہوگئیں تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ ان حوالہ جات میں اکثر حوالے نہ صرف غلط تھے بلکہ ان حوالوں کا اہلسنت کی کتابوں میں ذکر تک موجود نہیں تھا جب شہلا نے علامہ نجفی کی کتاب کے مطابق اہلسنت کی کتابوں کے حوالے خود چیک کئے تو وہ خود بھی حیران رہ گئی اس دن کے بعد اس نے شیعہ مذہب سے متعلق اہلسنت علماء کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا پھر آہستہ آہستہ وہ شیعہ مذہب سے بیزار ہوتی گئی اس کے ہاں ہمارا پہلا بیٹا پیدا ہوا تو اس نے بڑے شوق سے اس کا نام ابوبکر حسین تجویز کیا۔

مدثر حسین نے مجھے کہا کہ آپ خود میری بیوی سے بات کرلیں میں نے شہلا حسین کو شیعہ مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کی مبارکباد دیتے ہوئے پہلا سوال کیا کہ آپ کو یہ نیا مذہب کیسا لگا؟ شہلا نے اس سوال کے جواب میں کہا کہ میرے والد علاقہ کے بہت بڑے زمیندار ہیں ہمارا خاندانی مذہب اثناء عشری ہے میں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی ہے شیعہ مذہب چھوڑنے سے پہلے شیعہ مذہب کی ایک مبلغہ تھی۔ اب اپنے گھر سے کافی دور ایک مدرسے میں درس نظامی کی کتابیں پڑھ رہی ہوں جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے شیعہ مذہب کوئی دین نہیں بلکہ اسلام کے خلاف بغاوت کا نام ہے جو نبی کریمؐ کے بنیادی رفقاء کی دشمنی پر قائم کیا گیا ہے اگر شیعہ مذہب اہلبیت یا آل رسولؐ کا مذہب ہوتا تو پھر شیعہ مذہب میں بھی وہی طریقہ رائج ہوتا جو اہلبیتؓ کا طریقہ تھا اور اہلبیت کے کسی فرد نے کبھی ماتمی جلوس نہیں نکالے، انہوں نے کبھی خلفاء راشدینؓ کو برا نہیں کہا جہاں تک میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ صرف اہلبیت ہونا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے بلکہ کامیابی کے لئے ایمان شرط ہے اگر صرف اہلبیت یا آل رسولؐ ہونا ہی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ کے والد، حضرت نوحؑ کی بیوی اور بیٹا بھی کامیاب افراد میں شمار ہوتے اس کے برعکس صحابیت ایسا وصف اور خصوصیت ہے جو نہ صرف کامیابی کی

سیدنا علی المرتضیٰؓ نے سیدنا حسنؓ کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا یہ خلافت راشدہ تھی یا خلافت ملوکیت؟

علامت ہے بلکہ ایمان کا معیار بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی تمام امت کو صحابہؓ جیسا ایمان لانے کا حکم دیا ہے شیعہ مذہب میں قرآن پاک کی اہمیت عام کتاب جیسی ہے ان کے نزدیک امامت کا درجہ نبوت سے زیادہ ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں لیکن ان کے حکم پر عمل نہیں کرتے، میں نے شیعہ مذہب ویسے ہی نہیں چھوڑا بلکہ میں نے بہت زیادہ گہرائی کے ساتھ اہلبیتؓ اور شیعیت کا تقابلی مطالعہ کیا ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ساری زندگی خلفاء ثلاثہؓ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور ان کے وزیر و مشیر رہے ہیں، سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اپنی خلافت راشدہ کا ولی عہد اپنے حقیقی بیٹے سیدنا حسنؓ کو بنایا تھا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو خلافت جو حضرت حسنؓ کو سیدنا علی المرتضیٰؓ کی طرف سے سونپی گئی تھی یہ خلافت راشدہ تھی یا خلافت ملوکیت تھی؟

میں نے شیعہ کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اہلسنت کے بڑے بڑے جید علماء کرام کی کتابیں بھی پڑھی ہیں، مولانا مودودی نے خلافت و ملوکیت کا عنوان قائم کر کے شیعیت کو سپورٹ کرنے کی کوشش کی ہے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے بیٹے کو خلافت راشدہ کا ولی عہد مقرر کیا تھا یا خلافت ملوکیت کا؟۔ انہوں نے یقیناً خلافت راشدہ کا ہی ولی عہد مقرر کیا تھا تو پھر حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد اسی خلافت راشدہ پر حضرت حسنؓ خلیفہ بنے تھے پھر انہوں نے وہی اپنے والد والی خلافت راشدہ صلح کے بعد سیدنا امیر معاویہؓ کے سپرد فرما دی تھی اگر حضرت حسنؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ شرائط مقرر کر کے صلح کر لی تھی تو پھر شیعہ قوم حضرت حسنؓ کی تقلید کرتے ہوئے سیدنا امیر معاویہؓ سے صلح کیوں نہیں کرتی ہے؟ شیعہ مذہب کے یہی وہ تضادات ہیں جن کی وجہ سے شیعہ مذہب میرے لئے ایک سچا اور کھرا اور اللہ تعالیٰ کا منظور شدہ دین نہیں رہا ہے اسی لیے میں نے شیعہ مذہب سے سچی توبہ کر کے اسلام کو پسند کیا ہے۔

اب اللہ کے فضل و کرم سے بہت زیادہ مطمئن اور خوش ہوں کہ اللہ پاک نے مجھے ایمان جیسی لازوال نعمت سے بہرہ ور فرمایا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ایمان کا سب سے بڑا معیار نبی کریمؐ کی قربت اور حالت ایمان میں صحبت ہے جو شخص جتنا زیادہ نبی کریمؐ سے قریب ہوگا اس کا اتنا ہی زیادہ مقام ہوگا، کائنات انسانی میں دو شخصیات ایسی ہیں جو نبی کریمؐ سے سب سے زیادہ قریب ہیں یہ دونوں شخصیات سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ ہیں یہ لوگ اتنے قریب ہیں کہ دنیا سے رحلت کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی کریمؐ سے الگ نہیں کیا بلکہ نبی کریمؐ کے روضہ اقدس میں انہیں جگہ دے کر آنے والی نسلوں کے لئے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ جن شخصیات کو شیعہ قوم سب سے زیادہ مورد الزام ٹھہراتی ہے وہی شخصیات نبی کریمؐ اور اللہ پاک کے ہاں سب سے زیادہ قریب اور معتبر ہیں۔

کئی بار سوچتی ہوں کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں جو آنکھوں، کانوں، زبان اور دماغوں پر مہر لگانے کا ذکر فرمایا ہے میرے خیال میں اس میں شیعہ کی پوری قوم بھی شامل ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے ذاکروں اور مجتہدین کے سحر میں ایسے جکڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ سچی اور حق و صداقت کی کوئی بات ان کے ذہن میں نہیں سما سکتی ہے جیسے کہ میری بڑی بہن اکثر مجھ سے کہتی ہے کہ اگر مجھے پتہ بھی چل جائے کہ شیعہ مذہب جھوٹا مذہب ہے تو میں پھر بھی اس مذہب کو نہیں چھوڑنا چاہوں گی میری بہن کے اس جملے سے مجھے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ہدایت دینا صرف اور صرف اللہ پاک کے اختیار میں ہے ہمارا کام تو صرف بتا دینا ہے، اللہ پاک میرے اور آپ کے حامی و ناصر ہوں۔

آپ کی بہن......شہلا حسین

☆☆☆☆☆

اہلسنت والجماعت مرکز کچہ کھوہ کی عظیم الشان کارکردگی

رپورٹ: محمد زبیر انور برادر مولانا محمد حسین شہیدؒ

جون بروز پیر کو تربیتی کنونشن کا انعقاد کیا گیا تھا۔

پہلا پروگرام بعد از نماز عصر مسجد راجہ بازار کچہ کھوہ میں ہوا دوسرا پروگرام بعد از نماز مغرب چک نمبر 2/9 آر رتہ والا میں، تیسرا پروگرام بعد از نماز عشاء چک نمبر 15/9 آر سہووالا میں تربیتی کنونشن سے ثانی شورش اہلسنت والجماعت کے مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کیا اور تمام پروگراموں کی سرپرستی مولانا خضر اسماعیل اکرم کھکہ نے کی اور تمام پروگرام بہت کامیاب ہوئے عوام الناس نے بھرپور شرکت کی اور ڈاکٹر خادم حسین صاحب نے خوبصورت انداز مشن جھنگوی شہیدؒ کو بیان کیا اور اس کی اہمیت بتائی۔

کچا کھوہ کے گرد و نواح میں جو کانفرنسیں ہوئیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ پہلا پروگرام، اگست بروز اتوار بعد از نماز عشاء چک نمبر 25/10 آر نزد کچا کھو میں دفاع صحابہؓ کانفرنس ہوئی جس کی سرپرستی مولانا خضر اسمٰعیل اکرم نے کی اس میں خطاب مولانا آصف معاویہ سیال، مفتی عمر حیدری، مولانا عبدالحنان صدیقی نے کیا۔ نعت خواں مولانا محمد ارشد قاسمی تھے۔

دوسرا پروگرام اگست بروز اتوار بعد از نماز عشاء چک نمبر 15/9 آر سہونوالہ نزد کچہ کھوہ میں مولانا عمر سعید کی سرپرستی میں منعقد ہوا، کانفرنس سے خطاب مولانا خضر اسمٰعیل اکرم، مولانا محمد آصف سیال نے کیا۔

تیسرا پروگرام، اگست بروز جمعرات بعد از نماز عشاء چک نمبر 14/9 آر باٹیاں والا میں منعقد ہوا کانفرنس سے خطاب مولانا خضر اسمٰعیل اکرم، مولانا علی معاویہ بھائی بھائی، مولانا عباس نقوی (سابق شیعہ ذاکر) نے کیا۔

چوتھا پروگرام، ستمبر بروز پیر بعد از نماز عشاء چک نمبر 16/9 آر کچا کھوہ میں منعقد ہوا جس کی سرپرستی ضلعی صدر جناب شفیق خان آفریدی نے کی کانفرنس سے خطاب مولانا عارف معاویہ حیدری، مولانا خضر اسمٰعیل اکرم، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی اور نعت خواں جناب ظفر شہزاد نے کیا۔

پانچواں پروگرام، عظمت صحابہؓ و اہلبیتؓ کے عنوان سے 22 ستمبر بروز پیر بعد از نماز عشاء مرکز کچہ کھوہ میں منعقد ہوا، مولانا خضر اسمٰعیل اکرم، سٹی صدر جناب محمد نواز جٹ، محمد شکیل، رانا شہزاد اور دیگر کارکنوں کی محنت رنگ لائی کہ شیعوں کے گڑھ میں یہ کانفرنس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوئی۔

ستمبر کو مرکز کچہ کھوہ کے سامنے والی گلی کو سپاہ صحابہؓ کے پرچموں پینا فلیکسوں اور بینروں سے سجایا گیا، کانفرنس کی سرپرستی مولانا عمر سعید سہو نے کی، کانفرنس سے خطاب مولانا عارف معاویہ حیدری، مولانا خضر اسمٰعیل، مولانا کفایت حسین نقوی، مولانا آصف معاویہ سیال نے کیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 21

جب کسریٰ کے کنگن تم اپنے ہاتھ میں پہنو گے؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریمؐ سے نصرت وحمایت اور فتح مبین اور اپنے دین کے لئے غلبہ وعروج اور فتح مکمل کا وعدہ کیا تھا......

ترجمہ:......"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں"۔ (سورۃ توبہ ۳۳)

کوتاہ بین اور کم عقل لوگوں نے اس بات کا انکار کیا قریش نے اس کو امر محال اور انہونی بات سمجھی لیکن نگاہ نبوت دور کو قریب دیکھ رہی تھی۔

ترجمہ:......"بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا"۔

اور حرف بحرف اسی طرح ہوا جب حضرت عمرؓ کے سامنے کسریٰ کے کنگن، اس کا پٹکا اور تاج حاضر کیا گیا تو انہوں نے سراقہ کو بلایا اور اس کو یہ پہنایا اور رسول اللہؐ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی سراقہ نے رسول اللہؐ کے سامنے زادِ راہ، اور ضروری سامان کی بھی پیش کش کی لیکن رسول اللہؐ نے اس کو قبول نہ فرمایا اور صرف اتنی بات کہی کہ......

"ہماری اطلاع کسی کو نہ دینا"۔

مبارک شخص:

رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکرؓ اپنے سفر کے دوران ام معبد الخزاعیہ کے پاس سے گزرے ان کے پاس ایک بکری تھی جس کا چارہ پانی کی کمی سے دودھ خشک ہوگیا تھا، رسول اللہؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور دعا کی چنانچہ اسی وقت دودھ تیزی سے جاری ہوگیا آپؐ نے یہ دودھ ام معبد کو اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب خوب سیراب ہوگئے پھر آپؐ نے نوش فرمایا اور دوبارہ دوہا یہاں تک کہ برتن پورا لبریز ہوگیا جب ابو معبد اپنے کام سے واپس آئے اور واقعہ دریافت کیا تو ام معبد نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! ایک مبارک شخص ہمارے پاس سے گزرے اور ایسی ایسی انہوں نے باتیں کیں پھر انہوں نے بہترین الفاظ میں رسول اللہؐ کی تعریف کی یہ سن کر ابو معبد بولے خدا کی قسم مجھے یہ قریش کے وہی شخص معلوم ہوتے ہیں جن کی قریش کو تلاش ہے۔

رہبر نے ان دونوں کو ساتھ لے کر اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ یہ قبا تک جو مدینہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 22

فاروق اعظمؓ کے یوم شہادت کے موقع پر یکم محرم کو سرکاری سطح پر عام تعطیل کا اعلان کروایا اور اسی دوران ملک میں پھیلی ہوئی فرقہ وارانہ قتل وقتال کو ختم کروانے کیلئے تمام مکاتب فکر کے پر مشتمل قائم ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے ایک مضبوط اور تاریخی ضابطہ اخلاق مرتب کیا جس میں اصحاب رسولؐ، اہلبیت اطہارؓ و امہات المومنینؓ کے تقدس کو آئینی وقانونی تحفظ دینے کا فارمولا پیش کو کیا جسے تمام مکاتب فکر نے متفقہ طور پر دستخط کرتے ہوئے منظور کیا۔

مولانا ضیاء القاسمیؒ کی دینی، ملی اور قومی خدمات ہیں جن کو ہمیشہ تحسین کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ جس طرح انہوں نے پاکستان کے تعلیمی اداروں میں پنجاب بک بورڈ کے تحت اسلامیات کا نصاب ترتیب دیا اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل میں تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی اصلاحات کیلئے سفارشات پیش کیں جنہیں "دستور پاکستان" میں بھی شامل کیا گیا۔ آپؒ کی انہی خدمات کے اعتراف میں متعدد بار اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا۔

جہاں مولانا ضیاء القاسمیؒ کی دینی، ملی اور قومی خدمات کو یاد رکھا جائے گا وہیں آپؒ کے قائم کردہ دینی ادارہ جامعہ قاسمیہ اور مرکز توحید وسنت جامع مسجد گول بھی آپ کی یادگار ہیں۔ جو آج بھی اپنی علمی وروحانی روشنیاں بکھیر رہے ہیں۔ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ متعدد کتب کے مصنف بھی تھے جن میں ہر خاص وعام میں مقبول تصنیف "خطبات قاسمی" جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے جس سے دنیا بھر کے علماء، خطباء اور آئمہ مساجد مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا ضیاء القاسمیؒ نے زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسی گرانقدر، تاریخی خدمات سرانجام دیں کہ انکا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ٹوٹے ہوئے لفظوں میں روانی نہیں ملتی
لمحوں میں تو صدیوں کی کہانی نہیں ملتی

چنانچہ 1937ء میں آنکھ کھولنے والا "باوفا" انسان 29 دسمبر 2000ء بروز جمعۃ المبارک کو اپنی دعا میں مانگی گئی تریسٹھ سالہ مسنون عمر پوری کر کے اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو تنہا چھوڑ کر حالت نزع میں بھی اپنے رب کی توحید کو گرجدار انداز وآواز میں بیان کرتا ہوا رب وحدہ لاشریک سے وفا کر گیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 24

ورثاء کے لئے بہت سا مال باقی بچ گیا، انہوں نے ورثے میں ایک ہزار اونٹ، چار سو گھوڑے، تین ہزار بکریاں اور سوگواروں میں چار بیویاں چھوڑیں ان میں سے ہر ایک کے حصے میں اسی اسی ہزار دینار آئے، ورثاء میں سونا چاندی تقسیم کرنے کے لئے سونے اور چاندی کی ڈلیوں کو کلہاڑیوں سے کاٹنا پڑا جس سے کاٹنے والوں کے ہاتھ زخمی ہوگئے یہ سب کچھ رسول اللہؐ کی اس دعا کا اثر تھا جو آپؐ نے ان کے مال و متاع میں خیر وبرکت کے لئے کی تھی۔

☆:......وافر مقدار میں مال ودولت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نہ کسی دنیاوی فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی جب لوگ انہیں اپنے خدام اور غلاموں کے درمیان دیکھتے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور غلاموں کے درمیان کوئی فرق محسوس نہ کرتے۔

ایک روز آپؓ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپؓ کا روزہ تھا افطار کا وقت قریب تھا، آپؓ نے پرتکلف کھانے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا......

"حضرت وہب بن عمیرؓ شہید ہوئے اور مجھ سے کہیں بہتر تھے ہمارے پاس کفن کے لئے صرف اتنا کپڑا تھا کہ اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہوجاتا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیاوی مال ومتاع کی فراوانی کر دی، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہمیں نپٹا نہ دیا گیا ہو"۔

اس کے بعد آپؓ نے زاروقطار رونا شروع کردیا، آپؓ کو صادق ومصدوق سید المرسلین، شفیع المذنبین، رسول اللہؐ نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی، آپؓ کے جسد خاکی کو رسول اللہؐ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے لحد میں اتارا، آپؓ کی نماز جنازہ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے پڑھائی، جنازے کے پیچھے چلتے ہوئے امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا "اے عبدالرحمٰنؓ! تو نے کھرے سکے حاصل کیے اور کھوٹے سکے مسترد کر دیئے اور جنت کے خالص وپاکیزہ ماحول کو پالیا اللہ آپؓ پر رحم فرمائے"۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

☆☆☆☆☆

آپ کی مشکلات کا روحانی و طبی حل

خالق کائنات اللہ رب العزت نے حضور پاک ﷺ کو طبیب کامل بنا کر بھیجا آپ ﷺ نے لوگوں کا علاج قرآن پاک کے ساتھ ساتھ جڑی بوٹیوں سے بھی فرمایا کبھی شہد، کبھی کلونجی اور کبھی عجوہ کھجور کے ساتھ مختلف امراض کا علاج کیا ہے۔ غرض یہ کہ آقا دو جہاں ﷺ نے انسانیت کا علاج روحانی بھی کیا اور جسمانی بھی، ذیل میں ہم طب نبی ﷺ کے دونوں طریقوں کو عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔

قضائے حاجات کے لئے......

اس عمل کے دوران گوشت مچھلی، انڈہ نہ کھائے کوئی ایک اناج کھائے تو بہتر ہے۔

یا قاضی الحاجات......ایک ہزار مرتبہ بروز اتوار

یا مفتح الابواب......ایک ہزار مرتبہ بروز سوموار

یا مسبب الاسباب......ایک ہزار مرتبہ بروز منگل

یا حیی یا قیوم......ایک ہزار مرتبہ بدھ

یا بدیع العجائب......ایک ہزار مرتبہ بروز جمعرات

یا ذوالجلال والاکرام ......ایک ہزار مرتبہ جمعہ

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین......ایک ہزار مرتبہ بروز ہفتہ۔

برائے ملازمت وحصول روزگار:

بعد از نماز عشاء اول و آخر گیارہ گیارہ بار اور درمیان میں یا وھاب 1414 مرتبہ اس کے بعد ایک تسبیح یعنی سو مرتبہ یا وھاب ھب لی من نعمة الدنیا والاخرة انک انت الوھاب، چند دن کے بعد انشاءاللہ روزگار مل جائے گا۔

نئے کپڑے پہننے کا عمل:

نئے کپڑے پہننے سے پہلے سورۃ القدر 36 مرتبہ سورۃ اخلاص 10 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے نئے کپڑے پر چھڑکیں اس کے بعد اسے پہن لیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کپڑا پہننے والا تمام لوگوں میں عزت والا باہیبت اور باوقار رہے گا اور وہ کپڑا عمدہ طریقہ سے اس کے پاس رہے گا اور کپڑا جلدی پرانا نہ ہوگا اور ہر شخص اس کی عزت کرے گا اور وہ کپڑا کبھی چوری نہ ہوگا

مردہ شخص کو خواب میں دیکھنا:

انتقال شدہ شخص کو خواب میں دیکھنے اور بات کرنے کے لئے جمعہ کی رات سورۃ التکاثر پارہ نمبر 30 ایک سو تیرہ مرتبہ باوضو پڑھ کر دائیں کروٹ لیٹ جائیں انشاءاللہ تعالیٰ فوت شدہ خواب میں دیکھائی دے گا اور بات چیت بھی کریگا یہ عمل مجرب ہے۔

مفرور اور بھاگے ہوئے کیلئے:

کوئی ناراض ہو کر چلا گیا ہو یا بھاگ گیا ہو تو سورہ یاسین اکیس مرتبہ مع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ اور یہ خیال رکھے کہ وہ چلا آ رہا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس روز نہیں تو دوسرے تیسرے روز ضرور آ جائے گا۔

نزلہ وزکام کا علاج:

تین مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر نزلہ وزکام کے مریض پر دم کیا جائے تو انشاءاللہ نزلہ وزکام سے شفا ہوگی۔

ہر قسم کے مقدمہ میں کامیابی کیلئے:

ہر قسم کے مقدمہ میں کامیابی کیلئے ہر روز صبح کو سورۃ الفاتحہ (۲۱) اکیس مرتبہ، سورۃ فتح پارہ نمبر 26 اور سورہ طور پارہ نمبر 27 ایک ایک مرتبہ پڑھے انشاءاللہ کامیابی ہوگی۔

غیر مسلموں کیلئے تعویز:

مسلمانوں سے عقیدت اور بیماری اور تکالیف سے بچنے کے لیے بعض اوقات غیر مسلم بھی تعویز طلب کرتے ہیں ظاہر ہے ان کو آیات قرآنی لکھا ہوا تعویز دینا احتیاط کے خلاف ہے۔ لہٰذا ان کے لیے مندرجہ ذیل تعویز لکھ دیں ان کو نفع ہوگا۔

"الا سلام حق و الکفر باطل"

دوکان کے مال میں برکت وحفاظت کیلئے:

دوکان کھولتے اور بند کرتے وقت "اعوذ باللہ" اور "بسم اللہ" پڑھ کر آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں مال میں برکت اور حفاظت کے لیے مؤثر ہے۔

مقدمہ میں کامیابی کیلئے:

سورۃ حشر پارہ نمبر ۲۸ کا آخری رکوع بعد از نماز فجر تین مرتبہ اور 21 مرتبہ رات کو ننگے سر پڑھے منہ اپنا اس دوران مخالفین کے مکان کی طرف رکھے۔ 21 دنوں کا عمل ہے۔ قتل کے مقدمہ میں روزانہ ایک سو ایک مرتبہ پڑھے ایک ہفتہ کا عمل ہے۔ خالق کائنات انشاءاللہ رہا فرمائیں گے۔

طب نبوی ﷺ

لحم (گوشت)

قرآن مجید میں گوشت کا تذکرہ اس طرح سے ہے "اور ہر طرح کے پھل اور پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے"۔

ابو دردہؓ نے فرمایا کہ طبیب دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا "دنیا والوں اور جنتیوں کے کھانے کا سردار گوشت ہے"۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کا بہترین سالن گوشت ہے بخاری شریف میں ہے آپؐ نے فرمایا "عائشہؓ کو تمام عورتوں پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر ہے" (ثرید گوشت کے بغیر نہیں ہوتا)

زہریؒ نے بیان کیا ہے کہ گوشت خوری سے ستر قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ محمد بن واسعؒ کا خیال ہے کہ گوشت خوری سے بصارت تیز ہوتی ہے۔

سرکار کائناتؐ نے فرمایا کہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ اس کو نوچ کر کھاؤ، اس لئے کہ یہی زیادہ عمدہ اور بہتر ہے۔

خط و کتابت کے لیے

نقشبندی و روحانی علاج گاہ

محمد عمر فاروق نقشبندی

جامع مسجد محمدیہ بخاری چوک قاسم بازار سمندری فیصل آباد

0303-7740774

صبح 10 بجے سے 12 بجے تک وقت کا لحاظ رکھیں

ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہونے والے شیعہ خواتین و حضرات
کی ولولہ انگیز کہانیاں پر مشتمل انتہائی خوبصورت کتاب

ہمیں ایمان کیسے ملا؟

نظامِ خلافتِ راشدہ میں 5 سال تک شائع ہونے والی سچی کہانیاں
آپ دوستوں کو یہ قیمتی تحفہ عنائت کر سکتے ہیں۔

عنقریب
منظرِ عام
پر آ رہی ہے

ترتیب
میاں ذوالفقار علی فیصل آباد

خوبصورت جلد	اعلیٰ کاغذ	مناسب قیمت	عمدہ طباعت

منجانب
اشاعت المعارف فیصل آباد

رابطہ کے لیے
0306-7810468
0331-6011139

2015

خلافتِ راشدہ ڈائری

- خوبصورت طباعت
- بلند معیار
- تاریخ ساز
- مضبوط جلد
- شہداء ناموس صحابہؓ کی تاریخہائے شہادت
- نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ
- انتہائی مناسب قیمت
- معلومات کا خزانہ

اسٹاک میں دستیاب ہے

- نامور صحابہ و اہم شخصیات کے ایامِ وفات و شہادت
- آپ کی مشکلات کا روحانی حل
- وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
- قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
- ملکی و غیر ملکی فون کوڈ نمبرز
- ملک بھر کے مقررین و نعت خواں کے فون نمبرز
- اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
- تعزیرات پاکستان کی دفعات
- سال بھر کی نمازوں کے اوقات
- نقشہ سحر و افطار
- ٹیلی فون انڈکس
- دنیا کے اہم ممالک کے دار الخلافے، کرنسی، آبادی، اوقات
- نامور مدارس، شخصیات، اہم جگہوں کے فون نمبرز
- گزشتہ اور آئندہ سال کا ہجری و عیسوی کیلنڈر

آج ہی اپنی کاپی محفوظ کروالیں

علماء، وکلاء اور اہل دانش کو آپ یہ تحفہ میں دے سکتے ہیں

ہدیہ 300 روپے

رابطہ کے لیے

انچارج خلافتِ راشدہ ڈائری

فیصل آباد پاکستان

0306-7810468 041-3420396

وقت صبح 9 بجے سے شام 6 بجے تک